

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تذکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کئی



دارالافتاء

اڈو بازار، ایم ای سبھان روڈ، کراچی، پاکستان فون: 2631881

و تَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُنَزِّلُ مَنْ تَشَاءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امداد غریب
۴۔ ارشادِ مرشد	۵۔ جہادِ اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے روح	۸۔ دروغِ مناک	۹۔ گلزارِ معرفت
	۱۰۔ وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

اڈوکار بازار ایم ایس چنل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دَارُ الْإِشَاعَةِ

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

ازیندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ بریلوی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام ہاتھی ہے۔ وہ انہی کامرہوں منت ہے۔ آپ نے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی صحیح روشنی فرمائی اور دوسری طرف جہاد بائین کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۴۲ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شامل ضلع مظفرنگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۲۲ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نالوتہ ضلع سہانپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھا نہ جھون ضلع مظفرنگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ کو اسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نالوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نالوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاد کارہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۱ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں جو اسی سلا کی عمر میں وفات پائی ۱۲۔ یا ۱۳ جمادی الاخر ۱۳۱۵ھ بروز جمعہ اپنے مالک حقیقی سے ہاتھ آپکے مزار جنت العلی میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کبیرا ترویؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنری مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امداد اربعہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید علمی ایڈیشن تصحیح و اصلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ

بندہ محمد رضی عثمانی

آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء

۴ محرم ۱۳۹۶ھ

اگر یہ حالات امداد اللہ شاہ صوفیہ تہذیب از مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد الزار الطن سے لے گئے ہیں جو معجزات تعصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شامل امداد وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیات امدادیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲	ذکر ازہ کا طریقہ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۲	ذکر ازہ کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۳	دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۸	ابتدائیہ از مصنف
	خطرات سدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا	۹	مقدمہ
۲۳	بیان	۱۰	پہلا طریقہ صلحاء و اخبار کا ہے
۲۴	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کا ہے
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے
۲۵	شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۱۰	فصل اول: طریقہ بیعت میں
۲۶	شغل سلطانانہ نصیرا کا طریقہ		باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال اور
۲۶	شغل سلطانانہ محمودا کا طریقہ		مراقات کے تفصیلی حالات
۲۷	شغل سلطان الاذکار کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۲۷	شغل سردی کا طریقہ	۱۲	توجہ کا طریقہ
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۲	دوسرا طریقہ
	تیسری فصل: ان انوار اور مراقات کے بیان میں جو	۱۳	ذکر کا بیان
۲۹	ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴	مراتب ذکر کے بیان میں
۲۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۰	دوسرا طریقہ	۱۶	اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ رؤیت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ اقربیت	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۱	دیگر مراقات بہت ہیں	۱۸	پاس انفاس کا طریقہ
۳۱	دوسرا مراقبہ	۱۹	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۳۲	فنا کے مراتب کا بیان	۱۹	مرید غنی کا دوسرا طریقہ
۳۶	اجھے اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
	دوسرا باب، حضرات قادر یہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال	۲۰	اسم ذات مع الضرب کا طریقہ
۳۶	کے بیان میں	۲۰	دوسرا طریقہ
۴۰	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۴۰	پاس انفاس کا طریقہ	۲۱	اسم ذات قلندری کا طریقہ
۴۰	اسم ذات با ضربات کا طریقہ	۲۱	ذکر جاوہر کا طریقہ
	دوسری فصل: اشغال قادر یہ کے بیان میں اسم ذات	۲۱	ذکر حدازی کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۴۰	خفیہ کا طریقہ
۵۶	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۴۱	برزخ اکبر کا شغل
	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت	۴۱	اسم ذات کا شغل
۵۶	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۴۱	شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ
۵۷	نماز پڑھنے کا طریقہ	۴۲	تیسری فصل: مراقبات قادر یہ کے بیان میں
۵۸	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۴۲	دوسرا مراقبہ
۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ	۴۲	آیت کا مراقبہ
۶۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۴۳	اول مراقبہ توحید انفعالی
۶۱	نماز کن فیکون کا طریقہ	۴۳	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے
۶۱	نماز استسارہ کا طریقہ	۴۳	تیسرا مراقبہ
۶۲	استسارہ کا دوسرا طریقہ	۴۳	ذکر برائے شائے مریض
۶۳	ایک اور طریقہ	۴۳	ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ
۶۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۳	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۶۵	ختم خواجگان چشت کا طریقہ	۴۴	بیماری کی شفا کے لئے ذکر
۶۵	ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ	۴۵	مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر
	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعہ کا بیان	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۶۵	تصرفوں کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر
۶۶	چلہ کا طریقہ	۴۵	حاجت براری کا ذکر
۶۸	خلوت کی شرطیں	۴۶	تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار و اشغال میں
۶۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۶	استسارہ کا طریقہ
	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	۴۶	لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۷۳	سلسلوں کی کیفیت	۴۸	لطائف ستہ کے شغل کا بیان
۷۴	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۴۸	ذکر جاوہر کا طریقہ
۷۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۷۴	سلسلہ عالیہ قادر یہ قدوسیہ کا بیان	۴۹	نفی و اثبات کا طریقہ
۷۵	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۴۹	شغل نفی و اثبات کا طریقہ
۷۶	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۵۰	توحید انفعالی کا طریقہ
۷۶	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۵۱	مراقبہ نیابت
	۲ فیصلہ لغت مسئلہ	۵۲	مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ
۷۷	ابتدائیہ	۵۲	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے
۷۸	پہلا مسئلہ مولود شریف کا		زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا
۸۱	دوہرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۵۵	طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۸	شجرہ قادریہ	۸۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماع کا
۹۹	شجرہ نقشبندیہ	۸۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا
۹۹	شجرہ سہروردیہ	۸۳	پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا
۱۰۰	شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۸۵	چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا
۱۰۵	نصائح متفرقہ	۸۶	وصیت
	۵ جہاد اکبر (نظم)	۸۶	اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی
۱۰۶	حم	۸۷	۳۳ نالہ امداد غریب (نظم)
۱۰۶	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۸۸	نہمہ بر مناجات حضرت ابو بکرؓ
۱۰۸	لغت شریف	۹۰	غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۸	مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا، نفس سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۹۰	مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۹	تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۱	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی	۹۲	۱۲ اشاد مرشد
۱۱۲	جاسوس و سواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے	۹۲	و طائفہ صبح
۱۱۳	خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا اسیر قناعت کو بمقابلہ حرص	۹۳	و طیفہ بعد ہر نماز
۱۱۳	سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۳	بیان از کار و اشغال اور مراقبات کا
۱۱۳	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۹۵	طریقہ اثبات مجرد
۱۱۳	بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا	۹۵	طریق اسم ذات
۱۱۳	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاحش ہونا امیر تقویٰ کا	۹۵	طریق ذکر پاس انفاس
	غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	۹۶	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۱۱۵	لئے شیطان روح سے	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
	آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	۹۶	طریق ذکر نفی اثبات
۱۱۵	دین و تقویٰ اور برابر ہند و نون لشکروں کا	۹۶	طریق شغل اسم ذات کا
	سلطان روح کا دیوان کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	۹۶	طریق شغل نفی اثبات کا
۱۱۶	ضمیر ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۹۷	مراقبہ کا ایک اور طریقہ
	آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	۹۷	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
	اہل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	۹۷	طریق ذکر اسم ذات کا
۱۱۷	نام امید ہونا۔	۹۷	اول لطیفہ قلبی
	مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	۹۷	دوسرا لطیفہ روحی
۱۱۷	سلطان روح کو اس امر سے۔	۹۷	تیسرا لطیفہ نفسی
۱۱۸	پیر اور عقل کی تمہیانی روح کے طول اہل کے شہر سے	۹۷	چوتھا لطیفہ ستیری
	نام امید ہونا طول اہل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور تحمل	۹۷	پانچواں لطیفہ خفی
	سنگھ اور ریاسنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	۹۷	چھٹا لطیفہ خفی
۱۱۸	اور دیوان پیر کے۔	۹۸	تجرات و سلاسل، شجرہ چشتیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۱۹	وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو نکل کے مقابلہ میں بھیجنا۔
۱۳۶	رجوع بقصہ	۱۱۹	اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف ورجا کو ریا پر۔
۱۳۷	حکایت حضرت شیخ منصور	۱۲۰	خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور حسب جاہ اور حسب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔
۱۳۷	ملاقات ہونا شیخ سقٹی کی تحفہ کے مالک سے		بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل کو مقابلہ کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حسب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کے لئے۔
۱۳۸	تا جہر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا	۱۲۱	بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابلہ یہ آنا تو اضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔
۱۳۸	ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا	۱۲۲	عقل کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔
۱۳۹	تحفہ کو بیارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی	۱۲۲	خاتمۃ الرسالہ
۱۵۰	شیخ سقٹی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا	۱۲۸	۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)
۱۵۰	ذکر عطا بے انتہائے الہی در عبادت	۱۲۹	مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ
۱۵۱	سری سقٹی کا تحفہ کو خریدنا اور تا جہر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۳۰	مناجات دیگر
۱۵۱	آزاد کر دینا	۱۳۰	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۲	مناجات شیخ سقٹی در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی	۱۳۰	در مدح چار یار کریم رضوان اللہ علیہم اجمعین
۱۵۲	صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۳۱	در مدح اہل بیت
۱۵۳	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۳۱	تصفیف مثنوی کی وجہ
	شیخ اور تا جہر اور امیر بن شی کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تا جہر کا۔	۱۳۳	رجوع بقصہ
۱۵۵	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی		در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران
۱۵۶	غذائے روح (نظم)	۱۳۳	شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ
۱۵۷	حمد	۱۳۵	تمیز عشق حقیق و عشق مجازی و ذم عشق مجازی
۱۵۷	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۵	داستان و بیان حال حضرت سری سقٹی
۱۵۷	مدح مبارک ہر چہار خلفاء و دیگر اصحاب	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقٹی
۱۵۷	مدح حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانی نوئی	۱۳۸	ملاقات سری سقٹی از بی بی تحفہ و بیان حال عشق بیان چروالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیلاً)
۱۵۹	مناجات بجناب باری تعالیٰ	۱۳۹	موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چروالہ سے
	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشدنا قطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر و روشور عشق
۱۶۰	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۴۳	حکایات بطریق تمثیل
۱۶۱	کتاب نان و حلوہ مصنفہ بہاؤ الدین عالی جو ہمارے حسب حال ہے		
۱۶۲	داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے		
۱۶۲	قطع علاقہ اور گوشہ نشینی		
۱۶۳	ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۶۲	جو ان دنیا دار کی ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں
۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۶۸	متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ اِنَّ السَّلٰةَ يٰۤاٰمُرُكُمْ اَنْ تَذٰبُوْا بَقَرَةً
۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۶۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔
۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۷۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۱	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے
۱۹۱	محمود غزنوی اور اریاز غلام کی حکایت	۱۷۲	عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۳	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔
۱۹۲	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا شکر شیطان کا ہے
۱۹۲	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی	۱۷۵	حکایت بطور مثال
۱۹۵	۸۔ رسالہ درد غمناک (نظم) ۹۔ گلزار معرفت	۱۷۵	ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۲۰۳	التماس جامع اوراق	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقبنی سے غافل ہیں
۲۰۳	مناجات بدرگاہ الہی	۱۷۷	آخرت کے کاموں کی انجام دہی دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
۲۰۵	چار نعتیہ غزلیں	۱۷۸	ایک زاہد کا امیر دنیا دار کو تنبیہ جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوزخ ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۷	عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۱۷۸	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور اطواروں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۱۵	غزلیات فارسی	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۱۵	جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد انبھوی	۱۷۹	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ مجال ہے۔
۲۱۶	غزل شوقیہ ارکان حج	۱۸۰	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آتا
۲۱۶	عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ شجرہ قادر یہ تمہیصیہ منظومہ	۱۸۲	قصہ دو بہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے۔
۲۱۶	رباعی، اور عیدی	۱۸۶	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔
۲۱۷	۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	آغاز و جواب		
۲۲۰	فقہہ و در بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی		



ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس کی تائید کے واسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور چاہنے و جوہل
 قیروں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے ہے جو
 دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دونوں پر بارانِ رحمت کی بارش
 کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب نجیب الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولانا
 و مرشدنا و ہدینا میان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی با ادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیا بان طریقت
 علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل مکمل حضرت حافظ محمد
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر میں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابر یہ قدم سیر جن اشغال
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جو اذکار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محرم کی جاوید کشتی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان
 جدائی کی ایک بہت وسیع غلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ
 اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی
 اصرار سے رو تابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور بحکمِ الہی اس کی
 کتابت پر مامور کیا۔ رکھیو کہ عادتِ الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ
 قادر یہ نقش بند یہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع
 کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور
 جو مقصود اس اصرار کا مقنا حاصل ہو واللہ بھدی من یشاء والی صراط مستقیم۔ اب معلوم کننا چاہئے کہ چونکہ مقرر حضرت
 و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا سنتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی
 فرق فنا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں
 دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط کرتا ہوں اور کچھ بزرگ اور امتیاز ظاہر ہے جاسکا۔ اور اس کا مصنف باطل و القلوب کا واللہ ولی التوفیق

سہ خلیفہ خاص حضرت مرشد سہ اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا سادہ دکھاتا ہے ۱۲۷۲ھ نام تہذیبی مغرب دل

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے عرصہ مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہودی اللہ ننورہ من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے بھلائی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وسوسوں سے اس کے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض رخصت، بخل، غرور، کینہ، ریاد وغیرہ کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، علم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم ثوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ہنر و نون کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ ط وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَالَّذِينَ يُبْتَغَىٰ مِنْ آثَابِ آتَىٰ ان رِوَنُونَ آتَىٰ تِوَنَ مِی صِیغَہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم و جوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی عاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَاۤءُوْنَکَ اِتِّمَایًا یَعُوْنَ اللہَ اِیضًا اِذْ یُبَاۤءُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہُ اَلْمُحَدِّیْثُ وَنِزِیۡتِوَا یَا اِنِ اِسْلَامَ کَا اِرْشَادَ کَہُ** جو شخص رب العالمین کی ہمنشین کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی**

۱۷۱ مسلمانوں سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ : ۵۲

جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کر ۱۲ : ۵۱ اے محمد جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۷ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابر یہ جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دینگا اور اپنے نفس کا اختیار کئی اس کو دیدینگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تبنیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابر یہ سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و تسکیر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور بڑے وقت کو عفو تو قبل ان تصور تو ان کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ بی طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں

۱ اول تو یہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو۔ جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و دنیا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے طے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چوتھے فناء یعنی جیسا کہ موت کی وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے سنا تو یوں صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے ۷ کھوٹی رضایابی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے نفا احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے نوین ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے دسویں

باب حضراتِ چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواحِ مشائخ کے فاتحہ اور ادا نہ ختم ہونے کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو روزانہ نو دو بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن باسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضرر میں ایک سو ایک بار ہونا چاہیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سننا رہے بی عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ تجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک تجربے میں رہنے کی تعلیم دے جس کی وسعت عرف لینے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس تجربے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کچی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماں (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد شتوع و خضوع و حضور قلب سے یا حجت یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں نگار اور ملاحظہ و واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر بہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذتِ ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدارِ شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور رساوی جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں دفع ہوجائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ بنفس حاصل ہوجائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہوجائے اور مکاشفات انوارِ علمی کا منظر ہرے اور حقائقِ اشیا میں پرمکشف ہوجائیں اور علمِ راج سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہودِ حق حاصل ہوجائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تکریم حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف مکشفات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہوجاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوتی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر پر لے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہوجائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر سنا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاحِ صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاحِ صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا مَعَ عَدِيِّ النَّحْرِ

۱۲ ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے

۱۳ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہرجانا ہوں

اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین اور جلس ہوں ۱۲

عہ أَنَا مَعَ عَدِيِّ النَّحْرِ وَتَحْرُكْتُ بِي سَفْتَاكَ وَأَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذِكْرِنِي۔

اور بحکم سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پوری توجہ سے یا الہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرْ مَوْلٰىنَا کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جانا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو مٹانہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَعْدَةُ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سچونکہ حدیث میں اَفْضَلُ اَلَّذِيْنَ كَرِهَ اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهَ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاہوتی جیسے ہُو ہوا اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دل اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ - ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکر حق تعالیٰ و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضراتِ چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

لے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ بار جو خدا کو اچھے بیٹھے یاد کرتے ہیں سہ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ہے چونکہ حدیث میں ہے اَفْضَلُ اَلَّذِيْنَ كَرِهَ اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهَ سب ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر افضل ہے،

عَلَّذِيْنَ يَذْكُرْ مَوْلٰىنَا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ رَعْلًا جُنُوْبًا مِمَّوْدًا

ہاتھ اٹھا کر اللہم طهر قلبی ۲ مرتبہ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد استغفر اللہ ۱۰۰ بار پڑھ کر درود
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۱۰۰ مرتبہ بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے
 اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں
 ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور آلا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور آلا اللہ
 کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحمانی سے اعوذ اور
 بسم اللہ کہے کہ لا الہ الا اللہ محمد المرسل اللہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے
 بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا
 سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال
 کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر آلا اللہ کی ضرب پوری
 طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع
 نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دوسو بار کہے اور اسکو چہا ضربی
 کہتے ہیں اور ہر دم کے بعد محمد المرسل اللہ کہے لیکن بتدی کو آلا اللہ کہتے وقت لا معبود
 اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے
 بعد تھوڑی دیر مراقبہ خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں
 جانتا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ
 اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے
 غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و اذعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

۱۔ اے اللہ اپنے غیرے میرا دل پاک کر دے۔ ۲۔ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے۔ ۳۔ اپنے گنہگاروں کا بخشش اس خدا
 سے چاہتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے۔ ۴۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور
 اس کے نبی سے جو کھٹے کا اندک طرف ہے۔ ۵۔ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم خدا کے رسول ہیں۔ ۱۲۔

اللہم طهر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنور معرفتک ۱۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ معہ استغفر اللہ الذی
 لا الہ الا هو الحق القیوم و اقیب الیہ ص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام
 علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحیمی اللہ۔

مُشَدِّد کو نفی تکی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکل نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا
 اِلهَ اِلاَّ اللهُ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر اور لفظ اِلهَ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا
 سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر اِلاَّ اللهُ
 کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور ملاحظیات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کئے گئے ہیں وہی یہاں
 بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں و ذکر جس یا بغیر جس ذکر جاوید ذکر کرے) میں
 چار زانو بیٹھے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرود کے ذکر کا طریقہ

ذکر کو چاہئے اپنی کمریہ کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو
 داہنے شانے کی طرف لے جا کر اِلاَّ اللهُ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کہتے وقت لا موجود
 لیسے مَعْدُ غیبری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت
 اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک اضرب کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اِلهَ تَعَدَّ ذَمُّہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اِلهَ کی
 راہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اِلهَ کی راہ کو جزم سے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے
 کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اہبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اِلهَ کی ضرب لطیفہ روح
 پر لگائے دوسری لفظ اِلهَ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو
 ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نودفعہ اِلهَ اور سو مرتبہ اِلهَ حَاضِرِی اِلهَ نَاطِرِی اِلهَ مَعِی
 میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اِلهَ حَاضِرِی اور دوسری میں اِلهَ
 نَاطِرِی اور تیسری کے بعد اِلهَ مَعِی اور پھر ہر دن کے بعد اِلهَ حَاضِرِی اِلهَ نَاطِرِی اِلهَ مَعِی

سے میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے اِلهَ اِلهَ مَعِی اِلهَ بَصِیرِ اِلهَ عَظِیمِ ہے سہ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۳
 سہ اِلهَ مَعِی ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اِلهَ مَعِی ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۴ شہید عہد اِلهَ نَاطِرِی اِلهَ مَعِی

نزول کے طریقے پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھنا چاہئے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور مستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ** اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ** دو استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصالِ ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و مشغول و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیروں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** میں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

لفحوئے ان فی حبسہ آدم الخ چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی رجو اجسام سے متعلق ہے یہیں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم ہاریت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** ہے اس واسطے اسکو

سہ کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہوجاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیریہ کا محیط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہیدؑ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف د پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغت محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اگر ذکر ذکر جہری سے گھرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

عہ اللہ صاخری اللہ ساظرہی اللہ معی عبدہ ان فی حبسہ آدم مضبوغہ فی المضغۃ قلبیہ فی العلقیہ نوۃ فی العواجر روح ذوقی الروح من ذوق العین نور ذوقی النور ان

۱۲۔ اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات و صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کرنے کے لئے اللہ سے استنساخ کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متمجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سر پر پاؤں رکھے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی اللہ ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سر پر پاؤں رکھے ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی بیسوع و بی بیصوع یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقاب نہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے رہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فصل ۲۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر زبردی ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب و خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جدوجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس انفس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے بھر گزرا صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لینے اور سانس خدای میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲۔ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے ترف کرنے اور اختیار باجئے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۳۔ شہید ۱۴۔ پاس انفس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہر الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہوا اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۵۔ شہید ۱۶۔ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا ہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۷۔ شہید ۱۸۔

اور سانس باہر کرتے وقت تہہ یا سہرا (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت **اللہ** کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت **لا** کہے، لیکن ذکر سہری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لاٹے اور سانس لیتے وقت ہو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی استقامت غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کمزورتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا محیط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذکر بالکل خالی اللہ نہیں اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے موزب اور روزانو ٹھاکر آکھیں بند کرنے اور سہچکا کر کر ٹھیسھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزے لگے گا۔ یا بتنا بانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اسکا اسم عظیم بھی رہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہا ضربی کے طریقہ پر تجاہم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۵ تاثر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں دریا لرزہ پیدا ہو جائے یا نام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

سہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو جو پچیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں جو پچیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذکر یہ اللہ کشیر والذکر ات روہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دوسری، سہ ضربی، چہار ضربی، ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دوسری یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر ایک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں ایک ضربی اور دوسری تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور بیچ ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

۱۰ بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہئے ۱۲ شہید :-

بالترتیب لگائے اور سہفت ضربی میں داپنے بائیں آگے پیچھے نیچے اور پروردل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تَوَلَّوْا نَشْرَفْهُ لِرَجْهِ اللّٰهِ جِدْہِ مَنۢ مَّہِیۡرٍ وَاَدۡہِیۡ خَدَّیۡہِ۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شئی الّا ۱۰۰ تسبیح بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پیچھے داپنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اشد کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو محکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گراسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے کوالہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا لڑکی طرف جھکا کر لا الہ اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دوزانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر خدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الہ کا دوز داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

۱۵ اس انکشاف سے اس پڑ قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت بہت تیز اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال غنائمیری کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر آرہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد رہنے کا دھڑے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھی کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر اپنے شانے تک پہنچائے اور ہموکی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آرہ کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا تے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ نحویت کل اور مشابہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے فائدہ :- انکار جبر یہ میں خدا کو اس قدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی

معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر درامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

لہ غالباً اسی منہبت سے یہ ذکر زبردستی کہلاتا ہے ۱۲ شبیر علیہ السلام غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرت صوفیہ ذکر آرہ کہتے ہیں ۱۲

شبیر علیہ السلام باری تعالیٰ کے صفات و جہات ظلم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شبیر :-

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا مونس رہے۔

شعر
کارکن کارگزار گفتار: کا ندیریں رہ کاردار کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دوسرا رخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی یعنی جس دم، ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرت چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی گھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اڑدے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اڑدے کی طرح بیٹھا ہے لا الہ الا اللہ کی قیچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر لا الہ الا اللہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سرپاش پاش ہو گیا۔ اذروہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربیں لگانے اگر خدانے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلک ہو گا۔ اور دل نوز ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور جس دم ضروری ہے اور بے جس دم کئے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

جس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ **اَللّٰهُ كُوْبَايْنِ زَانُوْ** سے شروع کرے داہنے زانو پر لاکر شانے تک دورہ کو ختم کر کے **اَللّٰهُ** کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانس کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد درزبروز صبح ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور **اَللّٰهُ دِنُوْرٌ وَجِبُّ** اور **اَللّٰهُ طاق** ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محبوبیت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذکر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- جس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر میسر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

سہ اس میں جمید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور داغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں پھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کوناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ اللہ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد ص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ کے رسول میں خدا ان پر صلوات و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا جوبی الا اللہ کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود الا اللہ کوئی موجود حقیقی سوا اللہ کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانس لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ پشنتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰهُ سَمِيعٌ اللّٰهُ بَصِيْرٌ اللّٰهُ عَلِيْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَا نًا نَصِيْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰهُ سَمِيعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ - سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰهُ عَلِيْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی يَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰهُ عَلِيْمٌ اور ناف پر اَللّٰهُ سَمِيعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو بہشت کہتی ہیں۔

شعر

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
فی نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

سہ صفات سے ملاحظہ احبات ہیں جن کو ہم ادب بیان کر کے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فصل ۴:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے تم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجودِ الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلْطَانًا نَصِيرًا كَا طَرِيقَه

خواجہ معین الدین سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دوزانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھننے پر نظر ڈالے اور بغیر بلیک جھپکانے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نورِ الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سُلْطَانًا مَحْمُودًا كَا طَرِيقَه

جس طرح سلطانِ نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود

استغفار اور اعوذ بسم اللہ پڑھ کے اللہ اعطینی نوراً الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے (تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرنے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرنے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہونگے رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوا لچی القیوم ارحم الراحمین ہے ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رول اور ہر ہر بال ذکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دل مدور میں لجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک محفی نور سبئی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو جو در عالم میں منتصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰهُ يَدْرُسُ مَنْ يَشَاءُ وَرِخْدَا جِسْمٍ كَوْجَابَتَا هَيْ رِزْقٍ دِيْتَا هَيْ (جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سردی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کر لے اور حواس خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری سمیت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

۱۷ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عمل ہو ۱۲ شہید

۱۸ بعض لوگ اس ذکر کو بخمد و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید ۱۹ حواس خمسہ دیکھنے سننے نہ سونگنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

عَلَىٰ اللّٰهِ اَعْطِنِي نُوْرًا اَدَا جَعَلِي لِي نُوْرًا اَدَا جَعَلِي لِي نُوْرًا اَدَا جَعَلِي لِي نُوْرًا ۲

شعر در راہ عشق و موسیٰ ابرہمن بسے امت : ہندو گوش دل بہ پیام سر دش دار
 اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند
 کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے
 تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صحیفہ میں صوت حسن و ہمیں کہتے ہیں جیسا
 کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِآيَةِ رَحْمَتِهِ لَمَّا بَدَأَ يَسْتَبِقُوا لَمَّا بَدَأَ يَسْتَبِقُوا
 پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ)
 نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام
 بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔
 یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ
 فرماتے ہیں بیت

کس نہ است کہ منزل کہ آن یار کجا است

این قدر ہست کہ بانگ جبر سے می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو
 جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی
 اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی
 دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات کی
 طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفی
 کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو ان حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور انہی

سلاہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شغل کے رہنے کی جگہاں ہے بعض وقت عرف گھنے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید سلاہ کبھی بھڑکی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی
 طنبورے کی یا اور کبھی دیکھی کے اپنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید سلاہ اس مقام
 کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دینا سے گویا نجات پا جاتا
 ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو تیرہ سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

ع وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم
نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام
الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کر سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر
حاروی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کر کہ بے جہت اور بے کیف ذات
کا عین ذات ہے) قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت نجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل
میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے
تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا
کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان نوار و مراقبات کے بیانیہ جو ذکر اور مراقبہ کیمیا میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جبر یہ دوسرے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سترت
کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور
مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے
اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو دنوں جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل
خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعویذ یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور تسمیہ
یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد اَللّٰهُمَّ حَاضِرِیْ اَللّٰهُمَّ نَاظِرِیْ اَللّٰهُمَّ مَعِیْ کہہ کر مراقب ہو کر اس
کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال
میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی
دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن
عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس
سے جو چیز مطلوب حقیقی، تک پہنچانیوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نظر
رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شہید

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ دینا چاہئے۔
شعر
ہمہ کارے کہ بہت بستہ گردو : اگر خارے بود گل دستہ گردو

دوسرا مراقبہ

جہی امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب میں ہیں ایک حدیث
نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جاوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو
جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التصدد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی
ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات
اجہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ يَعْلَمِ بَانَ اللّٰہِ یَزِیْ رَکِیَا نَہِیْنَ جَانِتَا ہِے کہ خدا دیکھتا ہے پر غور
کرے اور اس پر بہانہ نک موافقت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبہ معیت دُوْهُ مَعَكُمْ اٰیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے
اور یقین کرے کہ خلوت و جاوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال
میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

فَحَنُّ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ جَبْلِ الوَکِیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی نائز قریب ہیں) پر تصور معنی کے
ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا اولاد ہوا الاخر اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا
میں وہی ہے ازبان سے کہنے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانَ الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور
کے ساتھ کام بہت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کائناتوں کے توکل رہتے ہو جائیں گے ۱۲ شہید
عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانَ وَبَیِّنَاتٍ وَجَدَسَ بَیْکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں نحو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا وَّجْهَ اللّٰهِ - (جہیز منہ پورا دھری خدا ہے) اور كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فَا نَفْسُكُمْ اَفْلَا تَنْبَرُونَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متبجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ سہوا کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر سہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں

صراقبہ - تنگ و ناریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

صراقبہ - بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا توجہ بالحق و بالباطل کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

صراقبہ - بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

صراقبہ - بعض اس نور مطلق کو نور غیر تنہا ہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۱ ہوا میں سرعظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہے اور قول اللہ کافی خلقی الرحمن من تعادلت اسی کلام کا ہمسرہ ہے اور ہوا عالم اور عالم صفات ہے کون و مکان یعنی مشرہ ہذا عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لا مکان ہے جس کا۔ الرحمن علی العرش العسوی اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کی چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالین ۱۱ حتی آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صغفہ اللہ شہید:

ہر اقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرنے میں غرض یہ
مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلمیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق
جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی نوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔
ان نمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور
طریقوں سے غرض اپنے مہیوم مستحق کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا
ہے جس قدر سالک استغراق اور نوحیت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر ہمال
حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال
اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور
منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار تہریر اور سر یہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے
تو اس پر معنوی و حقیقی رحیم کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں (منکشف ہو جائے
تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بہ ہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو
عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس
نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کا ظاہری
آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار رکھ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا
ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَاسِطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دِكْمًا سَمْعًا مَرِئًا**
اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

۱۲ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید ۱۲ بے ہوشی کی درجہ میں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے
نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید ۱۲ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ارنی اتھلی میں بے ہوش
ہو کر سپاٹر پر گر پڑے تو یہ پیارہ کس طرح تمہلی ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے
مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرمائی علی ۱۲ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ
اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید
۱۲ اس مقصد کو شیخ المتسوفین حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے اپنے شعر میں پلایا دیا ہے۔

برگ رختان سبز در نظر ہوشیار بخیزد ہر درختے دفتر است معرفت کردگار یعنی سبز رختوں کے چہرے ٹھہرے
ہتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں بتوں میں خدا کو دیکھتا ہے ہی ہمہ اوست کے معنی میں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بھی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَلِي سَمْعٍ وَبَصِيرَةٍ يَنْطِقُ وَيُبْطِئُ وَيُيْمَسُّ وَيُيَمْسَى وَيُعْقَلُ مَا تَرَأَيْتَ شَيْئًا إِلَّا دَرَأْتَهُ اللَّهُ فِيهِ
شعر۔ علم حق در علم صوفی گم نشود : این سخن کے باور مردم مشہور

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہنچ جاتا ہے اور سبکی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا تَرَأَيْتَ شَيْئًا إِلَّا دَرَأْتَهُ اللَّهُ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور سبکی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمتن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَجِيبٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور میں عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلِّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا تَرَ كَمَا كَانُوا يَتَّخِذُونَ كُنُوزَهُمْ أَزْوَاجًا لِقَاءِ رَبِّهِمْ کا اس پر ظہور ہوگا اور اس سے بے نقاب دیکھے گا اور مَا تَرَأَيْتَ شَيْئًا إِلَّا دَرَأْتَهُ اللَّهُ فِيهِ کا

۵ حاشیہ صوفی گزشتہ پر دیکھیے۔ ۱۰ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکارتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۱۲ شہید خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید آگاہ ہوا کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۴ پر)

اس پر شاہد ہے سالکِ خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے، جیسی طرح ذکرِ جسم، ذکرِ نفس، ذکرِ روح، ذکرِ سر، ذکرِ کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکرِ ربانی (جس کو ذکرِ حسی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بڑے اخلاقِ رحومہ کی صفیتیں ہیں) صفاتِ حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکرِ فکری کے غلبہ سے (جس کو ذکرِ نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفسِ لوامہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکامِ شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفسِ ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکرِ قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعالِ حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینانِ قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکرِ روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرتِ خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذاتِ مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکرِ سری کی زیادتی میں جو لذتِ اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذاتِ مطلق میں فنا ہو جانے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے کچھ کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فی ذات بھی فنا ہو جائے گی اور فنا فی اللہ کا مصداق بنے گا اس مقام میں علمِ سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی، صحیح اللہ وقت و وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۵) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ۱۵ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۱۵ اس وقت بھی دیکھا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۱۵ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

سے یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بڑے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو محسوس جاتا ہے تو جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۴ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنْ سَأَلَنِي فَقَدْ سَأَلَنِي الْحَقَّ كَظَهْرِهِ هُوَ تَابِعٌ -

مشعر تو دیریں گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفسیر ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبہ کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو وہی کامل ہو جائے گریہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا نیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذَا لِكَ فَصَلُّ اللّٰهَ یُوْتِیْہِ مَنۡ یَّشَآؤُ حَیْبٌ سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بغا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں :-

فَا لَمْ یَلْبَقِ بِاللّٰهِ رُجُوعَ الِی الْبَدَا یَتِیۡتِہٖ بِہٖ یَعْنِیۡ بَدَا یَتِیۡتِہٖ بِہٖ یعنی بدایت میں بدتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا سَأَلْتُ سَیِّئًا اِلَّا وَاَدْرَأْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

۱۲ شہید جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

۱۲ شہید اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دیکھتا ہے کیونکہ توحید کے معنی ہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دیکھنا کیونکہ تفسیر یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو بزرخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریح البحرین ملتقیان بینہما بزرخ لایبغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عرف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور مسلخ لکم صافی السحوات و صافی الاارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جن صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ متزین ہے اور اس نے جمال سبح علیکم نعمہ ظاہرہ و باطنہ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

بیسج کس ای در در در ماں نیافت
بیسج کس ایں راہ را پایاں نیافت
اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہر چہ بروی می بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں باوازا اور بلا آوازات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لا تعداد انوار داسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف توجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

سہ جو دودیا ایک دوسرے سے ملے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
سلا جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صغف اللہ شہید سلا خدائے اپنی
ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صغف اللہ شہید سلا اس معنی کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا
نہیں ہے اسی درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے رباتی صفحہ ۱۲ پر

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داپنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داپنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراما کا تبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داپنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاجول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاجول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے **مَنْ رَفْنَا لِلَّهِ وَرَأَى كَلِمَةً** اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تسلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کر لے کہ میں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :-
 لہ کراما کا تبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے کھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات پھرتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطان انصیبرا و سلطان محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگر دبا رنگ اور یک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آتاری افعال و صفاتی تجلی رحمن کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صالح کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشنی پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصرت سے

۱۰ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق

اور تجر و مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ وَاللّٰهُ يَكْرِشِقُ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا اور رزق و وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں نحو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بچر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادر یہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر لا الہ الا اللہ کی دل پر ضرب لگانے اس طرح خلوت میں روز و شب مشغول رہے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر ستو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی نحویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور اپنے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور لا الہ الا اللہ کی بہت سے حضرت منصور رحمہ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس زنبق کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیار ہی سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا الہ کو داغ سے نکال کر دل پر لا الہ اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہرائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دوسری میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری داہیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن ایک ضربی دوسری اور سہ ضربی میں تو دوزانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو نالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آ رہے کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بزرخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نچھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا جو تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فرائض حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں بیک نہ جھپکتا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ اعلم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ اعلم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہرائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلیقین فرماتے ہیں۔

تفسیری فصل مراقباتِ قادر یہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو اسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **اَلْاِحْسَانُ ۱۲** تعبد اللہ کما تک ندرۃ فان لم تکن ندرۃ فانہ یدرک اور قرآن مجید کی آیت **کُلُّ شَیْءٍ عَلَیْہَا فَاَن دِیْبِقِہٖ اَوْ جِہٖ سَبَّحُ ذِی الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ** گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شکاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم ر جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰهُ نُورٌ اَسْمَواتِ وَاَلْاَرْضِ خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس **اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَلْفِظُوْنَ مِنْہٗ فَاِنَّہٗ مَلَاٰ قِیٰمَکُمْ**

آیت کا مراقبہ

اور **اِنَّمَا تَلْكُونُوا فِی سِکْمِ الْمَوْتِ وَاَلْوِکُنْتُمْ فِی بَرْدِ مَشِیۡنَۃٍ** کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار سے بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہیدؒ نے دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہیدؒ نے خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھر سے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

د کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبہ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔

سرباعی
مردان نفس ہوا شکستند از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوط خورند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں فلبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب میں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب میں۔

در بار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جاتے ہیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک و معرفت کا مقصد خیال کیا جاتا ہے۔

سلہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہوجاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوط لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید ۱۲۔

تفسیر مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور جبہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے جملہ ایوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفا ئے مریض

در راست یا اَحَدُ یَا صَمَدُ و طرف آسمان یا و تَرُدُّ دِلَّ یَا نَزْدُ ہزار بار بگوید۔
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل چٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

ساک داپنے سُبُوْحُ اور بایں قُدُّوسُ اور آسمان کی طرف رَبِّ الْمَلَائِكَةِ اور قلب پر وَالتَّوْحُج کی ہزار بار ضرب لگانے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا سَحَّی اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا و تَرُدُّ دِلَّ یَا نَزْدُ ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا حی یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یارب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الدوح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عنی حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دو در شریف پڑھے اور داہنی طرف یا
أحمد اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا
خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار
ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کنشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی
اور موزی جانور سے بچنے کے واسطے یا تحفیظ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے
لئے یا صذل اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حنی یا قیوم و علی بذالقیاس

باب حضرت نقشبند یہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے حمد دل سے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحمد للہ القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور سچا رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قلی یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے ہیں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ اپنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفسی اس کی جگہ

سہ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۰ شبیر لہ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شبیر۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ برو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلیگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائل ۷۔ ساک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹو کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ نہ صرف جو توجہ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائل ۸۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدی فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منترہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ اللہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مرد و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہوا اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوہ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف سنہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لاکر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر آردہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹھا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمایا چاہئے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اشفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا ہی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور کا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی، دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو سکے اور اسی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جو اب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث گشت لہ سمعہ و بصرہ کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر قواریر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَن عَنِ نَفْسِهِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

۱۷ حدیث شریف میں ہے جو زندہ میرا ہوتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہیدؒ نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُرِزُّكَ مِنْ تَشَآءٍ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کر لے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نایافت و درادالورا میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ ستری کو مذکورہ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

اے برادر بے نہایت درگہبست ہر چہ بروئے میری بروئے مایست اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ ستری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور درادالورا اور ولایت انحص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ ستری سے متعلق ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ۔

ہر کہ را از فضل حق باشر مدد : ایں ہمہ نعمائے حق اور اسد جب مرید لطیفہ ستری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور اے بھائی اس درکار کا کوئی اسباب نہیں ہے جن مرتبہ کو تم مجھے ہو کہ بیان مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہیرہ خدا کا فضل اور اس کی عنایت حسن کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہیرہ

وراد الوراہ کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنا یا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بوضو رہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور نیکو خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تغذیہ کے تصور سے (جو پاک ہے) (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو اکبیراً) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انور قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے تحقیق فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کئی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَلْنَا بَعْضَهُم عَلَىٰ بَعْضٍ حَبِيبٌ اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروقیؒ تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میا نجیونور محمد شاہ جہنجاوی قدس اللہ سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

۱۶ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر نوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر میں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زبانی، وقوف عدوی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دروم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر آگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور سہی مخلوق^۱ بااخلاق^۲ اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الورد کو مدنظر رکھے یا داشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

سہ خدائے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے ۱۲ شہید ۱۵ اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعشع ادھر اللہ سے واسل ادھر مخلوق میں شامل ∴ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدک کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے (پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے) وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عدوی نفعی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تلبیہ بشرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القایں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توجہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نقلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری سمہت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گزارا ہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا یہی ہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح رپیا سے کو پانی کی طلب ہوتی ہے حاصل ہو جائے تو پوری سمہت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملا اعلیٰ یا ملا اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے بہت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف بائبل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ بانیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منہتی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام کمشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا اِلهَ اِلاَ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا اِلهَ اِلاَ اللهُ سے غیر خدا کی نفی پر سکے اور دوسرا اِلاَ اللهُ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دنوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

سہ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صیغت اللہ شہید :: :: ::

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استجاب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور رونے اور بلند آواز سے خوش آوازی رحمن سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عالم طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت رحمن میں کوئی شخص حمل نہ ہو) میں دو انگلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کئے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھانے رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضور ہی حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لہ ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے

اور ایک ایک حرفِ عظیمہ علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہید

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرنے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاهدوا فینا لہم فیہم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جب تک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم و افعالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و دنیاکم و عجب ناپاک ہے تو جسم

۱۵ جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ۶

۱۳ خدا تمہاری صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے

ایسے مکار ہیں جو جائزہ سالوں زینب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا جو بڑا علام الغیوب ہے

اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو مگر قبول نہ کیا جائے اور صرف ایک ہی کلمہ جو

خلوص نیت اور صرف دعویٰ کہ میں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جا رہی ہو اور قبول کیا جائے ۱۲ شہید ۶

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور درجہت دستھی کہتے وقت قلب کا منہ سمیت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الحمد للہ کہتے وقت اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور لا اضر یومئذ للہ قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا کا یقین کرے یا ک نعبدکے تولا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور یا ک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھننا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی نحویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فصی اظلمو ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹنا واجب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے کہ طلب شینا حین وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوة حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من بر آید یا من رسم بہ جانان یا جان زنی بر آید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

لے کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاؤز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے سچے جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پائے گا ۱۲ شہید ۱۵ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ سہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح یعنی سبحانک اللہم اعظم اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت بندہ الحمد للہ سب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور حب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور حب ایک نعبند وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور حب اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی بیٹھنے پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراء کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال زہن میں آئے تو لا صلوة الا بضمور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے)

سلا الحمد کا ترجمہ:۔۔۔ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اس خدا کو سیدھا راستہ دکھلان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عذرا کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شنبید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں تنھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یدرزق من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبانِ حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ و کرمہ صحتی النبی والہ واصحابہ اجمعین ۲۰ امین ۲۰ امین ۲۰ امین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جن قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طلق عدد میں جن قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہواہلہم اللہ صلی علی محمد کما تحتہ وندہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سربیع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

۱۷ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جس کے در قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید دکنی علی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھے کہ برہنہ سر ہو کر داسنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوة کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتا ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا اللہ ایتہ اور دوسری میں قل ہو اللہ ایتہ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللہم اِنِّیْ اَسْتَسْتَعِیْنُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِمُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْتَسْئِلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ لَقَدِیْمٌ وَاَقْدِمٌ وَتَعْلَمُ وَاَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَٰمُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا اَلْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَٰشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِبْ لِیْ فَاَقْدِمْ لَیْ وَیَسِّرْ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا اَلْاَمْرُ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَٰشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِبْ لِیْ فَاَصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْ عَنِّیْ وَاقْدِمْ لِیْ الْحَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَضْمِ بَیْ

سے اے خدایا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور توفیق کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیریں آئیوں بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کرے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخِ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہوالقلمین بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیہ علمنی یا بشیر لشی فی یا خبیر خبرنی یا مبین بیانی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قلبہ کی طرف کر کے اور سر قلب کی طرف اور سر دھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہو اسو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ ناس تین بار سورۃ فلق تین بار سورۃ اخلاص تین بار سورۃ کافرون تین بار چاروں قل اور الحمد سورۃ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر بھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوتے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونے والے کو واجباتِ فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور ادوار و وظائفِ زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التبیح اور ایامِ بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

۱۔ اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید ع ۱۷ سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نوروز نے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمد سبحان اللہ العظیم و بحمد استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہم صلی علی سیدنا محمد الختم من قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل النجرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یسا ولون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللہم انت السلام و منک السلام و علیک یرجع السلام حینا ربنا یا السلام و ادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیٰ یا ذالجلال و الاکرام اور آیتہ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کھلا ہی شرماخلق تین بار اور سورہ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ سنی فی الارض و لا فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت باللہ ما بالاسلام وینا و بحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ و عدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد عی و عیبت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفر انک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللہم انی اسئلك رضاک

۱۲ کوئی بزرگارسواٹے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زہ کرتا ہے اور زہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر عصر کے مسبعات عشر پڑھے اور بہت سے اور ادبیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات ویا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحم الرحیم پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا املجا لا منجا من الله الا الیه پڑھے اور الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھے اور ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفیس پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر پڑھنا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

لہ یعنی وہ دس چیزیں جو سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ تعلق سورۃ اخلاص سورۃ کافرون آیت اکرسی کلمہ تمجید شریف اور اللهم اغفر لنا الاربعا منہم والاموت اور اللهم یا رب افعل لی ولہم عاجلا وابطلا فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولینا من لہ اهل انک غفیر حلیم جو اد کبریم ملک بدرؤف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر بے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو سہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوتِ رحس میں شور و غل کی آواز نہ آسکے (میں بیٹھے اور معوذتین اور قل بوالعزیزین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الذنوب تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ بظہر کربائیں شانے کی طرف چھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللهم طهر قلبی عن غیرک دنور قلبی بنور معرفتک ۲۱ یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور دایہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگانے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفعی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدوشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ در رہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفعی اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن وهو بکل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات در رہ جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی بیحورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستحق اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو بیک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تنگ کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور تو اس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت پھوٹ دے۔

جب تک کہ شوق اور التفریح طبعیت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تلکی کی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور تے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غر یا ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھانا پینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور حسب قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

لے اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شبیر علیہ السلام کی رحمت سے ۱۴ امیدہ ہو ۱۲ شہید

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہانے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوة علیٰ رسول اللہ اور دہنا قدم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نعلین ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا، تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، بیس، پچیس، ستائیس، اسیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تجید کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۔ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولنا صبغت اللہ شہید فرسنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کھانا کہ معده کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور استفد کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے جو تھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس میں ذکر نی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الجور بعد الکرد

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آیت صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز بول کن از درون سینہ
حرص وال و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و حسد و ریاء و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی منزل قرب مقیم :: نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و عزم و یقین :: تفویض و توکل در رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوفِ خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جس کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

سے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لایحیٰ آرزو
غضب جھوٹ غیبت کرنا کجوسی حسرت یا کبر کینہ ۱۷ شہید رتہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو۔۔۔ تو اپنے نفس کو نو
چیزوں کی تعلیم دہر کر کے شکر کرنے قناعت کرنے اور رضا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کرنے
اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۷ تنہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اہل
سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور سیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر مانتھا آتا
ہیں اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور شخص
سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق
عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے بُرے سے خوش
اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا
طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور
اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشانی نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے
اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے
اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے
کہ کابل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسپطرح ہر کام میں فراط و تفریط
سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے
اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ
رکھے اور کسی سے امید خرف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام
رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ نعمت کا شکر ادا کرے اور شکر ستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے
پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاءؑ کا مرتبہ
فجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے دہرانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور
ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے
اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگر حق بجانب ہو اور
مسافر پروری اور جہانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء
اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

لہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفخر فحندی یعنی فخری برمجہ کو فخر ہے ۱۲ شہیدؑ قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور
فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایجاب اھدکم ان یا نکل لحمنا خبیہ متی غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا
برابر ہے ۱۲ شہیدؑ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہوجاتی ہے اسپطرح
مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے فلی تعلق نہ رکھے اور سستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور اینٹار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اور پر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔
بخمیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نہ والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکیو کار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہو کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص چھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ چھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگر چہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

لے گناہوں کا حساب ۱۲ شبہ صراط کیونکہ حدیث میں ہے کہ پیٹے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب مجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولاسنا ذنا والمشاغنا ولا حبا بنا وجميع المومنین والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا سہب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلو کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوران پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیوشاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الادیبا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجرئی اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زرنئی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابواسحاق شامی اور ان کو خواجہ مرشد اعلو دینوری اور ان کو خواجہ ابیبن الدین ابو ہریرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

لہ اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری :

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم ملخی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبد الواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڑھن مہراچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہان نیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش ابن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڑھن مہراچی اور ان کو مخدوم جہان نیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علیسی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیاء شیخ نجی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید خدری سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی ہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجبی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میا نجیونور محمد چھبنا نوری سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قمیص العالم سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید سحیحی زاہد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہی ہے۔

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجل بٹہرائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخئی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد با با سماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینی سے ان کو خواجہ محمود البوالخیر فنغوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالحق عجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف مہدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی سے ان کو خواجہ امام البوقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور ترغیب اپنے پیر میاں نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا نر ۱۲ھؒ سے ان کو خواجہ عبید اللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز، فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیہا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد مصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

سہ نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید بطنانی سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی سے ان کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قال البعض ۱۲ شہید

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد مرشد سید اجمل ٹہراچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہادر الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو حمزاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایا نے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالی سے ان کو ابوبکر نساج سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابوعثمان مغربی سے ان کو ابوعلی کاتب سے ان کو شیخ علی رودباری سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی تھلی۔
 نیز حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبرویہ - مرادیہ -
 تاندریہ کی اپنے پیر مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو
 عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سروردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء
 * * * * *

مَوْتِ بِالْخَيْرِ نَو

فیصلہ ہفت مسئلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِبْتِدَیَّتِیْہ

الحمد للہ نجدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سایات اعمالنا من سیدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہدان لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ ونشہدان سیدنا ومولانا محمد اعبدہ ورسولہ۔

ابا بعد فقیر امداد اللہ الحنفی اچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے
ربط و تعلق رکھتے ہیں۔ عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات
دینیوی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینیوی و دینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا
اختلاف واقع ہو رہا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور
عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً
مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر
کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید
قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین
کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ
سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے
امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول تھا
پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قبیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان
میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کہ ہے
اس کے بعد علمی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔
حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جائے اور حضرات بھی اگر اس کو
قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں
کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللّٰهُ وَّلِیُّ الْمُتَوَفِّیْقِ

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تعلیقات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلہ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یطہر من التناہل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور بیہیت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ بیہیت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت دوم یا اور کسی مصلحت سے بارہ ریح الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشی پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجورد شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہونا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجودان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو بیہیت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدلنا دریافت کئے ہوئے یعنی معلوم نہیں ہو سکتا نفس قرآن مجید سے کسی پروردگاری
 اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت سبھا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر
 ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب
 بھی معصیت ہوتا ہے مگر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت
 کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی نفس مخالفت رسم و عادت خواہ عادت دنیوی ہو یا
 مٹی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم
 بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے
 مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جائیں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر
 ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجالس کی مخالفت کی یا
 مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیر نری تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیر نری
 تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی
 زمانے میں مخصوص معزز لہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ
 یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت
 کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے
 تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے
 گا مثلاً متشددین رحبت قہر فری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رحبت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور
 بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس
 جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض
 مواظمین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاف مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو
 جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جائے گی ع بہر کیے تو گھیمے رامسوز رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و
 نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف
 فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم درحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے
 یہ ایک لانی اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو عمل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف
 رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضایات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل مل جائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کرے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا علمد رآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہو کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برہا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حلیم اس کی دلیل کافی ہے اور جو زین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہو ہو گا یا انتظاماً منع کرتے ہو گئے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ تجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غالبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو مستدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں ورنہ فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوڑنا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو عمل پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عمل درآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و ذکر اترہا بل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنہیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متمنع افشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروّجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھنا یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سلبت گذارنیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسبطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشتاز البیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رو بردلانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع میں العباد میں ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سوز میں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بظاہر ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ حدیث گذارنیہ حاصل ہوگی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور سہر ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصاستیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا زمین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ہمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لئنا اعننا لئنا و لکم اعننا لکم یا

شبہہ تشبیہہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہہ موت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو بیعت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس یہ بیعت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی بڑیوں بیسویں جہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریقی ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس بیعت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور علماء کرام اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قبیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بخت مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کنوصت العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروس ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پر بھائیوں سے ملنا موجب ازویا و محبت و تزیاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجا دریم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرارِ مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازویا و ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی چاہئے اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رنگیا شبہہ حدیث لا تتحنن و اقبونی عینی کا سوا کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلانگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور راستگی و صوم و صلہ کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو ورنہ باخصوص

حتیٰ یہ ہے کہ زیارت منقار انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فا سمعوا الحدیث والسنوٰی کی مخالفت ہوتی ہے سو اولاً تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر متعجبانہ کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سو ہم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اس میں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عواض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہنا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم خدایہ تعالیٰ ان گشت یکساں نہ کر دے بہر حال وہ احادیث خبر واحد میں اور محتمل تاویل کو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلا یا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد اور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ بُرا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اس میں بھی عملد آمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اہل پر مذکور ہو کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسّر کبھی منادئی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اس میں تو کوئی گناہ نہیں مجنون کا قصہ منویٰ میں مذکور ہے اشعار: دید مجنون را یکے صحرانورد: در بیابان غمش بنشسته فردی: رنگ کاغذ بود ان گشتان قلم کے فی نمودے بہر کس نامہ رقم: گفت اے مجنون شیدا چسیت ای: نی نویسی نامہ بہر کیست ای: گفت مشق نام بیلی میکم

خاطر خود را تسلی نمیدهم یا ایسی مذاہب سے بکثرت روایات میں منقول ہے کمالاً مخفی علی البحر المنسح النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و متنا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدریل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود تریف حضور یا قدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتبار سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہور نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ نہ ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو درود سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور درود نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین گیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد انفرادی علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشاہدہ شرک کے ہے مگر بید صراط اسکو شرک و کفر کہہنا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندائیں میں درودے مثلاً یا عباد اللہ عینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم و طیفہ یا شیخ عبدالقادر شینا اللہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجز الی الشریک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء استخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انحالاً اعمال بالبینات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر نذا کر نیوالا مسجد اور ہوا سپر جن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یا دیکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرآن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ سبب فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل ہمہل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اس میں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اس میں امید قبول اغلب ہے حتیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور دروسم جاہلیت کے شیلوے کیوقت جو احکام شرعی مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کر نیے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور علم را مدوہی کھنا چاہئے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت تانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اہل سنت و امام ابو یوسف نے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبیں کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تعلیل جماعت اولیٰ سے ہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رکھی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لابی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا عملدراآمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدرلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواجواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا و قوف علم حقائق پر ہے اور ازل سے دقیق ہے مگر مجلہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع و غیر مہمان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہونا ہے کہ انمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری اولہ عقلمیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا ثواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدراآمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسید کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالعموم ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بجد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فیکری یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر ذوق نہ کریں سورہ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترنغ قلوبنا طوطہ کر دے لیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیز جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہہ سکتے ہیں نعمتِ عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض لکھتے کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:- چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت برفاق جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پروا تھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر:- فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار متنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چون ممکن نہ بود آں یکے راکف بحد طوم او فتاد آں یکے رادست برگوشش رسید آں یکے راکف چو بر پایش بود آں یکے بر پشت او بنہاد دست بہچنین ہر یک بخر دے چون رسید از نظر کہ گفت شان بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے بڈے	عرضہ را آدرده بودندش بہنوز اندر ان ظلمت ہی شد ہر کے اندر ان تاریکیش کف حی بسود گفت بچوں ناؤ دانستش نہاد آں بروچوں باد بیزن شد پید گفت شکل پیل دیدم چون عمود گفت خود این پیل چون تختی بدست فہم آں حی کرد ہر جامی شنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شان بیرون شدے
--	--

چشم حسن بچو کف دستش و بس
نیست کیف را بر ہم آں دینتر بس

نالہ امدادِ غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سبّاعی

دے رحمت و لطفت بمناجات مجیب مقبول شود نالہ امدادِ غریب	اے ذاتِ تو بار رحمت و الطاف و تقرب انکوں بطفیل احمد و یار انش
جہاں لطف گل ہے وہیں غلام ہے ہے گل غلامیں گل میں ہے غلام تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا عجب رنگ ہر رنگ میں ہے
تو شی غم میں کھی اور غم خوشی میں یہ کو تا ہی اپنی نظری ہے یارب	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا ہے پردے میں روشن سب اوار تیرا
تیرے نور کو تجھیں اغیار تیرا ہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکمل ہے	تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے چمکتا ہے جلوہ فرور تیرا
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب	تو باطن ہے اور سنت اظہار تیرا تو ہی تو ہے یا کہ آخار تیرا
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا تجھے بخش ہے نام غفار تیرا	نہیں دیکھتا کچھ دیکھتا ہوں ہر اک جا پہ نقتہ طحدر تیرا
کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا کہاں بنا چھوڑ سر کار تیری	غوکس سے چاہے گنہگار تیرا کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
کہ درو بھی تیری اور آزار تیرا دولے رضا کیا کرو نہیں الہی	نکاحہ کرم تک بھی کافی ہے تیری اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا
تو مختار میرا میں ناچار تیرا میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کرتو	مرضی لادو کی دو کس سے چاہوں تو خانی ہے میرا میں بیمار تیرا
تو مولیٰ ہے میں عبد بے کار تیرا سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب	الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا لیا ہے پکڑا ابو دربار تیرا
کہ صر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا کیا اپنے در سے گرد در مجھ کو	کہاں جاوے جس کا دبو کوئی تجھیں کے ڈھونڈے جو بطلب کار تیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا گناہوں نے ہر طرف سے جھکو گھیرا	نہ توچھی سو انیک کاروں کے گرتو کہاں جا تا بندہ ناچار تیرا
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا دلیر ہم گناہوں کیونکر نہ ہو میں	رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا لگیا جو رحمت کا بازار تیرا
نہ مانا کوئی حکم زہار تیرا چلا نفس و شیطان کے حکام پر میں	سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا نہ سوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	برے کام میں عمر افسوس کھوئی کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
کھلے جب کہ بخشش کا اظہار تیرا خبر لئی میری اس دم الہی	مردی مشکلیں ہوئیں آسان اکدم جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا
کہاں خن کہاں بجز خار تیرا کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	ہوں ظلمات عصیاں سے سنات روشن جو ہو بار رحمت نمودار تیرا
تجھے چاہئے رحم بسیار تیرا گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب	لگیں کرنے کا فر بھی امید بخشش لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

کہا تو تے میں ہوں مددگار تیرا برکبات سے خوش ہے مگر تیرا تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا تو ہے نور میرا میں آسمان تیرا کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا الہی ہوا جو کہ ہو شیار تیرا الہی رہوں اک خبر دار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ بت خون بخشش ہے تیار تیرا بہنیں کرنا معمول انکار تیرا ہر اک شے سے ہے صل در کار تیرا میسر ہوا لے کاش دیدار تیرا میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا ستا ہے یہ پیر خون خوار تیرا کہ تلو کجیوں بے پردہ دیدار تیرا کہ تاجلہ گراس میں ہو یار تیرا تجھے نم ہے کیارب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا الہی قبول ہو مناجات میری	تما ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم الہی رہے وقت مرنگے جاری تو میرا میں تیرا میں تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو موجود میرا یہ جو رد جفا ہم پہ ہے کیسا یارب بہنیں کافروں کو جو توفیق یماں فنا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جسے الہی تجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں جو سوا سوجا کا جو جا کا سو سوا ترا خوان انعام سے عام سپہ کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ جانتا ہے بہنیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب مے دلیں شک جلوہ فرما الہی تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زباں سے طرف دل کے مشغول ہوتو نہ ڈرو فوج حصیاں سے گرچہ بہت ہے تو پڑھا اس مناجات کو سچ وقتی کہ رو کر ناہر گز بہنیں کار تیرا	نہ ڈرو دشمنوں سے راجھ کوچب سے ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی نہ کوئی سے میرا میں ہوں کسی کا بہنیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں الہی پچا قبر سے اپنے مجھ کو بدو لگو کرے نیک نیکوں کو بد تو حکومت ہوئی اس کو حاصل جہانگی دو عالم خریدار ہوں اس کا بیشک رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا تو کر تجھ ساری خبروں سے مجھ کو بنا پنا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری ترا جائے محروم کیونکر بھکاری کر ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر بہنیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر بہنیں صل افصوں قسمت میں میری ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم رکھو امید ملاستی سے اسی کی تو خدمت میں رہ دل بہر دم	کہ دل سے زباں ہوا ز کار تیرا بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا ترا فعل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساحد زار تیرا بہنیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام قہار و جبار تیرا تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا عیان ہوں نہاں اسپہ اسرار تیرا رہوں میں سدا مست و مخوار تیرا جو ہو وے محبت کا آزار تیرا سلا مجھ کو نانا ہوں میں بیدار تیرا پہ شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا کہ تجھ ہی ہے دیار یہ اب دار تیرا دل آ آ ملنا ہے دشوار تیرا بہنیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تاجا دے برغم ہر آزار تیرا
---	--	---	---

نمسنہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عقل بخت و علت و معلول میں زار و علیل

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و فعل

خدا بلطف یا الہی من لذذا و قلیل

انت کافی فی جہات ذنی رزق کفیل

مغاس بانصدق یا قی عند بابک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کا زوا شمیم وہ سرا یا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ہے و فور جرم عسیاں سے سزاوار تجسیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
رأنا نحن غریب مذنب عبد ذلیل	
جیف پیری و جوانی سب ہوتے مصروف ہو یا الہ العالمین دے مستی عسیاں سے سہو	روز و شب وقف جہالت ہی باغفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل	
خواب و خوری میں کٹی اک عمر مثل دام و زد دیکھ کر انبارِ عصیان و جرائم بے عدد	ہیں عمل سارے نکو میدہ سبھی افعال بد قال یارتی ذنوبی مثل ربل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب و اصغ الصغیر الجمیل	
ہیں سب افعال ذمیرہ زندگی کا حاصل کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے رنگدری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
سود اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل	
غم الم اندوہ و حسرت یاں دوری بیکسی ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	نا توانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داع و اقض عنی حاجتی
إنا لی قلباً سقیماً انت شانی للعلیل	
خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے تصور	جتنے مقصد ہیں برائیں گے الہی بالضرور انت شانی انت کافی فی مہمات الامور
انت حبیبی انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم جس طرح خاصونہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عظیم	کر دیا زدیاد مرض نے زار و مستقیم رب ہب لی کنز فضلک انت و ہاب کریم
اعظی مافی ضمیری و لعی خیر الذلیل	
صورتِ شبنم ہوں گریباں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوفِ آتشِ دوزخ رہا	خچہ خاطر بزرگ گل نہ اکدم بھی ہنسنا قل لئلا ابردی یا رب فی حقہ کما
تلت قلنا نار کونی انت فی حق الحکیل	
عزیز کرنا بافرمان حق سے انحراف ہرم و عصیان و خطا لیکھت سب کردے معاف	رہ ہوا مجھ سے جوشانِ عبودیت کے تعاخلاف ہب لنا ملکاً کبیراً نجماً مٹماخفاف

ربنا اذانت قاضی والمنادی جبریل
 ہوش میں آئے غریب سرخوش جامِ صبح
 کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قیوح
 کیا بھروسہ سازنگی کا ہے مسافرت میں روح
 این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح
 انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزلِ شوقِ زیارتِ باسعادتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ صحابہ وسلم

کاش مسکنِ مرا صحرائے مدینہ ہووے
 دام میں جیسے کوئی مرغِ تڑپنا ہووے
 زہے قسمتِ جو سفر سوئے مدینہ ہووے
 شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
 تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
 جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
 پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
 خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
 ایک تہہ بند بھٹسا کوئی کرتا ہووے
 فکر سوزن ہونہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
 خدمتِ شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
 محل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
 خود درحجۃ والا ئے نبی وا ہووے
 دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
 خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
 جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
 جلوہ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
 فضلِ حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

سبز و شاداب گلستانِ تمنا ہووے
 بند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام
 تجھ کو بھی روضہٴ اقدس کی زیارت ہو نصیب
 جب کہیں فاقے والے کہ مدینے کو چلو
 ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہمراہ
 یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
 گرم جولانِ روشِ برق ہوں شاداں خنداں
 کانٹے تلو نہیں چھیں برگِ گلِ تر سمجھوں
 ایسی صورت سے درشاہِ عرب پر پہنچوں
 گرد آلودہ بدنِ خاکِ ملی چہرہ پر
 خارِ پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بھرے
 بانڈھ کر ہاتھ کروں عرضِ بصدِ غم و نیاز
 یہ غلامِ آپ کا حاضر ہے قدمِ بوسی کو
 میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
 دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھ دوں اپنا
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
 گو ہر اشکِ نثارِ قدمِ پاک کروں
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

مناجات

یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
 آپ کی امداد ہو میرا نبیٰ حالِ ابر ہو افریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں جکل اے مرے خنک کشا فریاد ہے در درجہاں ہے پ پر جان ہے مری
 چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تمہے اے نور خدا فریاد ہے گردن دپا سے مری زنجیر و طوق یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
 قید نم سے اب چھڑا دیجئے مجھے یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے یا نبی احمد کو در پر پو بلا اس لئے صبح و مسافر یار ہے
 آپ کفرقت نے مارا یا نبیؐ دل ہوا نم سے دو بار یا نبیؐ طالب و دیلا رہوں دکھلائے روئے نورانی خدا را یا نبیؐ
 حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو اکون ہے مسر تمہارا یا نبیؐ در درجہاں کے سبب مجھ سے کیا صبر و طاقت نے کنار یا نبیؐ
 باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز مجھ کو وہ کو چننہاں یا نبیؐ مرتے دم کو دیکھ لوں روئے شریف زندگی ہووے دو بار یا نبیؐ
 لیجئے در پر بلا تک پھروں در بدریاں مارا یا نبیؐ چین آتا ہے مرے دکھو تمام نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
 ناپے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدر محمدؐ کا
 وہ مرظور و متعفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں صابروہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں ہارون و ندیم ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں صادق اسماعیلؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
 کہیں دین امام کہا یا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب پیچ ظہور محمدؐ کا
 جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمدؐ کا
 وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیا کا ہے
 کہیں روح مثال کہا یا ہے کہیں حیم میں جا سما یا ہے
 کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ تجویب ہوا
 کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
 کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا سن راز قدیم علیم ہوا
 کہیں یاکر کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
 کہیں غوث ابدال کہا یا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے

مناجات دیگر

مرا طاع خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ میں اسپر فدا جان اور دل ستم زبان مرا جان دل سب فدائے محمدؐ
 محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ نخل ہو کے خوشید کا رنگ افق ہو اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
 نہوتے تو کچھ بھی نہ بتا یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ تمنا یہ ہے رنجی یا الہی عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

تَسْمِيَةٌ

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا محمد اور منزل دلائل الحجرات اور پانچ سو بار اللہ
 أَكْبَرُ اور اکیس بار سورہ اذاجارہ وظائف عصر اور بعد نماز عصر کے سوہ تم بیسار لون اور سو بار آیت کریمہ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنَّا كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وظائف مغرب اور بعد نماز مغرب کے سورہ ولقنہ اور سو بار کلمہ طیب اور
 درود شریف سو بار اور اللہم طہر قلبی عن غیرک و تو قلبی بنور معرفتک ایہا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ بحضور قلب پڑھے۔ وظائف صبح و شام دو وقتہ اور صبح اور شام کو سید
 الاستغفار ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نودو نائم اللہ جل شانہ کے اور آیت الکرسی اور
 آیات امن الرسول سے تا آخر سورہ اور اَعُوْذُ بِكَ يَا اللهُ اِنَّا كُنَّا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اٰیَاتِ سورہ جثر
 ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُغْنِیْہُ عَنْ سِبْطِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَفِی السَّمٰوٰتِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یٰمَنْ بَارِئُ
 وَفِیْئْتَ بِاللّٰہِ رَبَّآ وَاٰیٰتِہٖ سَلٰمٌ وَاٰیٰتِہٖ سَلٰمٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ سَاتِ بَارِئُ دَعَاۃُ حَرْبِ الْجَبْرُوکِ
 اور فَهَمُّہٗمْ جَزٰئِیْ مِنْ النَّارِ سَاتِ بَارِئُ دَعَاۃُ حَرْبِ الْجَبْرُوکِ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ سَاتِ بَارِئُ دَعَاۃُ حَرْبِ الْجَبْرُوکِ
 ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب سبعتا عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیت الکرسی ایک بار سبحان اللہ تین تیس بار اور الحمد للہ تین تیس بار اللہ اکبر تین تیس
 بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْيَوْمِ الْحِسَابُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ...

لَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
 صَنَعْتَ أَبُو عَدُوِّكَ بِعَيْتِكَ عَلَى الْوَجُوْهِ يَا بِيْ نَاعِفِيْ فِيْ نَفْسِيْ لَا يَغْفِرُ الذُّوْبُ إِلَّا أَنْتَ ۝۱۲ مِنْدَقِ سُرُوْهِ اَوْلِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ
 مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھے ہر آیت پڑھے ہو اللہ الَّذِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَمُ الْغُیْبِ السَّادِقُ هُوَ الْحَقُّ الْحَقِیْمُ هُوَ اللهُ الَّذِیْ لَا إِلَهَ
 إِلَّا هُوَ لِلَّذِیْ اٰمَنُوْا مِنْ اَسْلَامِ الْوَسْوَیِّ الْمُهِنِّ الْعِزِّیْنِ اَنْ یَّجْرُ الْکَلْبَ بَعْضُهَا اَنْ یَّجْرُ الْکَلْبَ بَعْضُهَا اَنْ یَّجْرُ الْکَلْبَ بَعْضُهَا اَنْ یَّجْرُ الْکَلْبَ بَعْضُهَا
 الْعَسْفِ طِیْسِمْ کَمَا مَاتِی السَّمَوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱۳ یعنی دس چیزیں یا کلمات سات بار پڑھے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار
 سورہ والناس سات بار سورہ قلن سات بار سورہ اظہاس سات بار سورہ کافرون سات بار آیت الکرسی سات بار کلمہ تجیر سات بار درود شریف سات
 بار اللَّهُمَّ اَعِزَّنِيْ فَا الْاِحْيَاءُ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتُ سَاتِ بَارِئُ اللَّهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ لِيْ وَوَلِيْهِمْ عَلٰجًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
 مَا أَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَايَا مَوْلَانَا مَا لَمْ يَخُنْ لَنَا اَهْلٌ أَنْتَ عَفُوٌّ رَحِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ
 بَرٌّ ذُوْ قُوَّةٍ سَرِيْعٌ دَعَا كُوْسَاتِ بَارِئُ پڑھے۔

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کہیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ اللہ کی زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو نکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نوبار لا الہ الا اللہ دو سو مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ لا الہ الا اللہ معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر روز نوٹھے اور کمرو سیدھی کرے اور سر کو اپنے مونڈھے پر بیجا کے لفظ اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار دمام کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف ہاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ہاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو اپنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دمام کرے لیکن دو سو بار گیارہویں بار اللہ حاضر علی اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب دا اپنے مونڈھے کے کچ کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمام ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضائیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر چھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر گاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ

سہ کلمہ لا الہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دو سو بار صوفی لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ عفی عنہ

کہے، دین بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریقِ دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربّانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر یا س انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ سے نہ کرے،
طریقِ ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادر یہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبیلہ بادب تمام بیٹھے اور
آنکھیں بند کر کے لافنی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داہنے مونڈھے تک
لیجا کے الہ کو دماغ سے نکال دے اور الا للہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور الا للہ سے اثبات وجودِ مطلقِ حق
سجائے تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو
اسی طرح جس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریقِ شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔
طریقِ شغل نفی و اثبات کہ جس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو
ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے پر لے جا کے
لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

۱۷ فائدہ یعنی سو تہ اور جانتے ہر حال میں ذکر ہے تا ذکر حیات اور یا س انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو
کر تجلیات اور وارداتِ نبی کا ہو ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ ۱۷ فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدھی رات میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا
ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر رہا اور ذکر میں داخل ہوا ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ۔ ۱۷ اثر نفی لذات در محبوبیت اور بخودی ظاہر ہوا در تصفیۃ قلب اور تجلی
روح حاصل ۱۷ منہ عنی اللہ عنہ ۱۷ فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے غلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتداءً حال میں اور
بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کر کابل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور جس دم میں
سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب
ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اول اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اللہم حاضر می اللہم ناظر می اللہم معی یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقبہ ہو کہ ان کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اللہ نور السموات والارضی۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود سہتی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبان خیال دل صنوبری سے اللہ ۲ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس شہیت کو بمقدور اپنے اٹھے بیٹھے ترک نہ کرے اسی طرح چھینوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اس کا سرخ ہے دوسرا لطیفہ ریحی ہے۔ جگہ اسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چھ تہوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھے چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

نے فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر جاری ہو اور لذت اور محبت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکورہ سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲۰۰ معنی الشرح

اپنے سے بہت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادت طاعات
مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیب اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت
اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔
آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا شفيعنا محمد وآله وصحبه
وبارك وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين
محررہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عنی اللہ عنہ راسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیونور محمد بھنگنوی
والیشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از
شاہ محمد کی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ
جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلووی
از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ
معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد محترم
از خواجہ احمد بدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابوہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبا وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و فرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھٹرا پٹی -
از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید
ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالکلام فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغیث از شیخ شمس الدین علی فلاح از شیخ
شمس الدین جداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید خزوی از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ
ابوالفراح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی
از شیخ معروف کرنی از شیخ داؤد طلائئی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سید اجل بھڑاچی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخمی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کمال از خواجہ محمد با ساسی از خواجہ عزیزیاں علی رامینی از خواجہ ابوالخیر فغومی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالحق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوعلی قارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی و قاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید لطفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم -

شجرہ سہروردیہ

و نیز سید اجل بھڑاچی را اجازت و خرقة از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملکانی از شیخ امام الطریفی شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالحبیب سہروردی از شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابوالمحمد بن عبداللہ از شیخ احمد و نیوری از مشا و علی و نیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولانا مرشدنا نصیر الدین مجاہد و ہلوی داوستان را از شاہ محمد آفاق و ہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حبیب اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ گلنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیت سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شدہ از ان بگیرند۔

تمام شد

	شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم	
	تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یوں اول خدا کی واسطے
	حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے	
	ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے
	افضل کریم پر الہی	مجتبے کے واسطے
	در بدر پھرتی ہے خلقت النجا کے واسطے	آسمان پر ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
	رحم کر مجھ پر الہی اولیا کے واسطے	
	آن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر طول	کیجو یہ عرض میری ان کی برکت سے قبول
	ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے	
	پاک کر ظلمات و عصیاں سے الہی دل مرا	کر منور نور عرفان سے الہی دل مرا
	حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے	
	ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید	اپنی تیغ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
	حاجی عبدالرحیم اہل عزا کے واسطے	
	کردہ پیدا در دغم میرے دل انگار میں	بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں
	شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے	
	شرک عصیان و ضلالت سے بچا کر لے کریم	کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط المستقیم
	شاہ عبدالہادی پیر ہدی کے واسطے	
	دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری	اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
	شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے	
	دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن	ہو محمد ہی محمد و در میرا رات دن
	شہ محمد اور محمدی القبا کے واسطے	
	حب حق حب الہی حب مولا حب رب	الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب
	شہ محبت اللہ شیخ باصفا کے واسطے	
	گرچہ میں عنق شفاقت ہوں سعادت سچید	پر توقع ہے کرے مجھ سے طبعی کو توسعید

		لو سعید اسعد اہل ورا کے واسطے	
	قال ابرحال ابر سب مرے اتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دین کا انتظام	
		شم نظام الدین ملحقی مقتدر کے واسطے	
	ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر چھڑ کو با جاہ و جلال	
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے	
	جب دنیاوی سے کر کے پاک چھڑ کو اے حبیب	اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب	
		عبد قدوس شمس قدس و صفا کے واسطے	
	کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری	اور منور چشم کر روئے محمد سے مری	
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے	
	کر عطا راہ شریعت رائے احمد سے مجھے	اور دکھانا اور حقیقت خوئے احمد سے مجھے	
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے	
	کھولے راہِ طریقت قلب پر یا حتی مرے	کر نئی حقیقت قلب پر یا حتی مرے	
		احمد عبدالحق شمس ملک بقا کے واسطے	
	دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حتی مرے دل میں تو ڈال	
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے	
	ہے مگر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دین	کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دین	
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے	
	اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار	
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے	
	دے ملاحتِ مجھ کو حق نمکینی ایمان سے	اور حلاوتِ بخشِ شمع شکر عرفان سے	
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے	
	عشق کی راہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید	خیر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید	

	خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	جلد ہوا کمر ایارب مددگارو معین	بے ترے ہے نفس و شیطان پر امان و دین
	شم معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے	
	یا الہی بخش ایسا بے خودی کا فحہ کو جام	جس سے جز عشقِ نبیؐ کونہ ہو اور کام
	خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے	
	دُور کر مجھ سے غم موت و حیاتِ مستعار	زندہ کر ذکر شریفِ حق سے اے پروردگار
	شم شریفِ رندِ نئی با انقیاء کے واسطے	
	آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھراے و درود	ہر بنِ موسے مرے نکلے تری الفت کا درود
	خواجہ مودودِ چشتی پارسا کے واسطے	
	رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال	بخش عشق و معرفت کا فحہ کو یارب ملکِ مال
	شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے	
	مست اور بے خود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے	محترم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے
	بو محمد محترم شاہِ ولا کے واسطے	
	صدقہ احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے	کہ بدل کر دے مرے عھصیاں کو تو شہنات سے
	احمد ابدالِ چشتی با سخا کے واسطے	
	حد سے گذار بیخِ فرقت اب تو اے پروردگار	کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار
	شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے	
	شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاہِ کر
	خواجہ مشاد علوی بوالعساک کے واسطے	
	ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر	بخش وہ نورِ بعیرت جس سے تو اگے نظر
	بو بہیرہ شاہِ بھری پیشوا کے واسطے	
	عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب	چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے

	شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے	
	نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے دلتک طاقت رسائی کی مجھے
	شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے	
	راہزن میرے ہیں دو قزاق باگزہ گراں	تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعل
	شم فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے	
	کمرے دل سے تو اے طحہ دونی کا حرف دُور	دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سبز بھرت کانور
	خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے	
	کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن	تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
	شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے	
	دُور کر دل سے حجابِ جبلِ غفلت میرے رب	کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے اب
	ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے	
	کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے	کرمشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے
	سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے	
	آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہولول	کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
	یا الہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے	
	ان بزرگوں کے نہیں یارب غرض ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
	مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے	
	اس روئی نے کر دیا ہے دُور و جدت سے مجھے	کر روئی کو دُور کر پُر نور و جدت سے مجھے
	تاسوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے	
	کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر ذرا اس ہوش سے ہی ہوش مستانہ مجھے
	یا حق اپنے عاشقانِ با وفا کے واسطے	
	کستکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ	دیکھ مت میرے عملِ کر لطف پر اپنے نگاہ

نصائح متفرقہ

منقول است از امیرالمومنین یحییٰ بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دو از لفظ کلمہ از تورات اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تامل میکنم و آل این است کلمہ اول: حق جل و علائی فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از شیخ شیطان حاکمی ما و ام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمہ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و زنتی مادام کہ خزانه من پر یابی و خزانه من بہرگز باقی است

کلمہ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہر چیز درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیانی کہ اجابت کنندہ ہمہ باد نیکو کار آنم

کلمہ چہارم: اے پسر آدم بد بستی کہ من تراد دست می دارم پس تو مرا باش و مراد دست دار۔

کلمہ پنجم: اے پسر آدم از کرمین امین مباش ما و ام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمہ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتورسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیا را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود تو خود را خدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دوری کنی جہت غیر من۔

کلمہ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود من ترا می خواہم از جہت۔

نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمہ نهم: اے پسر آدم تو ششم میگیری بر من جہت نفس خود و ششم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دهم: اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من

و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمہ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی من فریضہ فراوانی تو می طلبم۔

کلمہ دوازدهم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قیمت کرده ام و راحت افتادی

آسودہ شوی در ہمہ حال دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بآنچہ ترا

کرده ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در با

خوار گردی و تونیا بی مگر آنچہ مفید کردہ ترا ام

جہاد اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی تو بے وحدہ لا شریک
سیاں آب و گل میں پھنسیا یا ہمیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم نے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو تو انا کیسا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
و لے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے توستی میں لایا ہمیں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیسا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کروہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

ابھی ابھی ابھی آئے
گناہوں سے بے حال بدتر مرا
ابھی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے ملام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
ابھی مری عمر دشمن تے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الہی میں بھٹکا بہت در بدر
کروں جس سے جا التجا کون ہے
ابھی نہ جانی تیری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی
ابھی ہے کیا تری رحمت کا جوش
ابھی بہت اس سے خجالت میں ہوں
بیان کیا کروں اپنی شرمندگی
ابھی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
ابھی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بجز غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
آہنی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر بڑا آن کر
ابھی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھئے گناہ اور ہو پردہ پوش
ابھی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
ابھی خبر لے مری تو شتاب

ابھی میں عاجز ہوں بندہ تیرا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
و لے ساری تندرستی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمر جوانی چلی
ابھی میں لائق ہوں اس کے مفر
ابھی میں پر صحن غفلت میں ہوں
میں کرنا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
ابھی گنہگار و شرمندہ ہوں
ہو احاد سے زیادہ بس اب تو خراب

ابھی ہوا ہوں سرا پا خطا
 ترے در پہ آخر سرفگندہ ہوں
 نہ مجھ سا کتہہ کار شرمندہ ہو
 وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
 ابھی عجب تیری رحمت ہے آہ
 کروں میں گتہ شاد کرتا ہے تو
 ابھی ہے تیرے کرم سے امید
 ابھی تری ہے نظر عفو پر
 ترے عفو کے آگے میرے گناہ
 تو ہوں سنگم بڑے بھی رشک قمر
 گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
 کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
 مرا عذر ہوا ابھی قبول
 ابھی ترے در پہ رکھا ہے سر
 کرے میں گتہ جہل اور سہو سے
 بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
 نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
 ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
 کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
 الہی کروں عرض پھر کس سے جا
 تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
 تو بس بوجہ کام میں ابھی تنباہ
 کیا میں جو لائق مرے کار تھے
 کرم عفو بخشش ترا کام ہے
 ابھی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
 ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
 خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
 کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
 عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
 کرم تیرا اگر دستگیر کرے
 سیاہی کو میری کرے تو سفید
 خس و خوار سے تیرہ ہو بجز کب
 شب تار جو پیش خورشید و ماہ
 کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
 برابر کہاں ہو سکے اے خدا
 کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
 مجھے خوار در سوانہ کر اور طول
 نہ سر کو تھکاؤں کہیں جا کے میں
 اور اس حرص نفسانی و لہو سے
 گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
 الہی تو رکھو مری شرم داں
 بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے
 کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
 ابھی بڑا یا بھلا ہوں تیرا
 مرا ہے بتا کون تیرے سوا
 بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
 تو وہ کر جو تجھ کو سزا دار ہے
 بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
 دعا ہو وے ابرار کی اب قبول

ہوں گز نیک یا بندہ تیرا بندہ ہوں
 شہ نیک کا بندہ ہونیک بخت
 ابھی تو دیکھے ہے میرے گناہ
 رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر
 میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
 تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
 گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
 ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
 تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
 ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
 ابھی کہاں جرم بخشش کہاں
 کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
 بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
 سوا تیری درگاہ والا کے میں
 ولے تیری رحمت سے امید ہے
 کرے پردہ پوشی سدا علم سے
 الہی ہمارا بد و نیک اب
 ابھی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
 نہ تو نے سنی گمری النجا
 سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
 نہ کی تو نے گراب کرم کی نگاہ
 ابھی بتا پھر میں جاؤں کدھر
 گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
 تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
 ابھی یہ عاجز ہے تیرا غلام

ابھی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح وغفار و رزاق ہے
ابھی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
ابھی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
ابھی یہ طالب تو مطلوب ہے
بھتی محمدؐ شہ دوسرا

ابھی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و نجار و نساق ہے
ابھی تو رازق یہ مرزوق ہے
ابھی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
ابھی یہ عبد اور تو معبود ہے
ابھی محب یہ تو محبوب ہے
ابھی دعا سوا پ اس کی قبول

ابھی قوی تو ہے اور یہ حقیر
ابھی تری ذات رہنے میں جلیل
ابھی یہ عاشق تو معشوق ہے
ابھی تو راحم یہ مرحوم ہے
ابھی تو ہی اس کا مقصود ہے
ابھی تو کراس کی حاجت روا
بھتی صحاب اور آل رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے میان جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جا دلکا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہو تا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو ان سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ در
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے
ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ رضی
ہر اک ہے ہدایت کا بدریکل

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
جنت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب انواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو
سبر کشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے
کی اور جواب در جواب اس کے

سند و ستو گوش دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا
سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبر دار دونوں کے اب
کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا توبہ ہی بتاتا ہوں میں
 رہو گے بچے نفس و شیطان سے
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات
 سدا کو سرحلت بجاتی ہے عمر
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم
 شش و پنج کرتا رہتا سدا
 کہا نفس کو آفرش میں نے رات
 کہ آیا تمھاریاں کس لئے اے لعین
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
 محبت کا جامہ نہچایا مجھے
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
 جو ایمان و اُلفت میں صادق ہے تو
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
 کروں میں گناہ پھر تو بہ کروں
 دغا کی سو تو بہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور کبر ہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
 کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
 مت اس پر نواتنا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

مہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
 رہا رات بھر اس میں چشم نہم

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں ملہم
 ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
 محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
 تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
 دیں پل میں مقبول ہو گاہ ہوں
 گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
 طریق شریعت پہ چل اے دغل
 کہا حق نے مجھ کو ظلو ما جہول
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر
 نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

کو گے گراؤں پر عمل جان سے
 کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
 کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
 کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
 اسی میں گئی رات ساری گذر

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
 کہ صحرائے بے کس پہ شیدا ہوا
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
جواب دینا نفس کا
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
 ہے توحید سے اس کی دل نکل کام
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان
 کرے ہے کب عاشقِ خلافِ عیب
 گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
 کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
 فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
 کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
 ظلو ما جہول حق نے تجھ کو کہا
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
 کسی کو اگر کہیے جاہل ہے تو
 پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

گنہ سے کہ جو چاہے لگے خوب چست
 اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
 جو اس باب سے اُس کو دیکھا نموش
 کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
 وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
 نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
 نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
 جو تقدیر بد ہو تو کیا ہونے سود
 نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حلیہ گر
 مقدر کا ہونے عمل ہی نشان
 دیا جس کو شہوت کے اندر چھنسا
 عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
 کہا حق نے کب تجھ سے اے بشعور
 رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
 بے تق تیری عقل اور فہمید پر
 جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
 اگر عمر ساری عبادت کرے
 اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط
 ہوا عمر میں اُن سے جو اک تصور
 کیا اک گنہ سے انجیں یوں تباہ
 ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
 ہوئے حق کے مقبول اور کاملین
 نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
 لگا کرنے بے خوف اعمال بد
 ہزاروں کرے حرم شام و سحر

تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
 یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
 میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
 کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
 ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
 لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
 تو چاہے سو کر اب بڑا یا بھلا
 کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
 اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
 عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
 خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
 نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
 کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
 کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
 خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
 کرا بلیس و بلعم کے اوپر قیاس
 جو آوے قضا بد شقاوت کرے
 کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
 کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
 سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
 عبادت سے حق کی ہونے کامیاب
 بہت عابد و زاہد و منتقی
 گیا تو دو عابد کے نقصان پر
 کرے تو گناہ اور چاہے نجات
 سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اور ہونے اگر اسپ نیک نہاد
 گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
 اب ایک اور چاہے لگا جلد تر
 تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست
 کوی حق نے کچھ کچھ سے پہلے نوشت
 مٹا کسکے کوئی تدبیر سے
 کرے گرچہ شیطان کی جو تو سجود
 یہ مکرو فریب اور لایا نسیا
 عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
 سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
 ہوا اور حجت سے وہ بر ملا
 رضا کا نشان ڈھونڈ مگر نہ ہو
 کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
 ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
 کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
 اسی سے مرے دل میں سو ہراس
 مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
 کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
 نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
 کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان
 کروڑوں مسلمان طاعت کریں
 ہوئے نیک اعمال سے جنتی
 پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
 عجب ہے حق تیرا اے بد صفات
 اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

<p>نہ بھاگے نو دے جان اسکو مقرر ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم پر اس سے ہے سو درجہ رحمت سوا کہا میں تو نازاں نہ ہوا لے لیں و لیکن ہے قہار بھی اے لیٹم کرے سہو غفلت سے گرنو گناہ نہ بخشنے اگر چاہے قہار ہے کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر ذرا کر کے تو بہ کر اچھے عمل اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج بس اب چھوڑ حلیہ رہ راست لے میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا و لے اُس کی بخشش ہے جو آسماں مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ و لے ایسے باطل ارادہ سے بچ گئے تیرے اور اُس کی بخشش میاں کیا تو نے آزر دہ اے زشت خو جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ کرے ذات ایسی کو آزر دہ جو</p>	<p>ترے آگے درندہ ہو شیر گر غفور اور حلیم اور نیکو کار ہے گنہ میرے ہوں گر چہ بے انتہا وہ غفلت ہے بخش دے گا مگر ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم جہاں اور جلال اس کی ہیں دونوں شان تو بخشنے تجھے وہ کہ غفار ہے نہ سمجھا و لے اس کے انجام کو کرے ہے گناہ آہ بخوف و ڈر خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں کر اچھے عمل یا رشام و پگاہ کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے تری خود ہے اس میں سراسر خطا گنہ میرے گر چہ ہیں کوہ گراں وہ اللہ ہے اکرم الا کر میں کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے بیچ کریم اور رحیم اور ستار ہے و لے حیف ہے ایسے غفار کو وہ آزر دہ کرنے کے قابل نہیں وفادار تجھے کرے پھر گناہ وہ لائق عبادت کے ہے اے لیٹم وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو</p>	<p>نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے وہ بیشک ہے رب اُروف الرحیم گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر کہ حلیہ یہاں کام آتا نہیں کرے بخشش اور قہر بھی بے کمال اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ ہے تو اک طرف اپنے آرام کو گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں خدا کے لئے مت پڑا ندر خلل یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا ہوں غفور کرم اس کا پہچان تا گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشنے گناہ بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں جو ہو ایسا سُن ارحم الراحمین نکو دست عافی ہے اور نیک ذات جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم</p>
--	---	--

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مرد چاہنی اس سے

کری عرض جا کر کہ لے نیک بخت
 پہنچ بہر حق میری فریاد کو
 کہا یہ کیمنہ کہاں میں کہاں
 کہ بیوے یہ باغی ترے ملک کو
 کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
 رعیت کو کرے گادم میں تباہ
 ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
 دکھادے بہت سی وہ ذلت تجھے
 تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
 کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں
 مری عجز وزاری کو سن کر ہوش
 کہا میں مٹانا ہوں میں اُسکا راگ
 یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
 وزیر خسرو بھی ہوا چشم تر
 کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
 کہ ہوں مستعد تگ کو مثل موج
 جو ہو جائے عاجز نو پھر یوں کریں

کیا آخرش میں طرفِ روح کی
 خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
 پکڑ جلد اور مار گردن اسے
 کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
 زمین بدن میں پڑے شر و شور
 اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
 کرے قتل ! کھٹے اُن کو اسیر
 رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
 یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
 وزیر خسرو کو بلا کر کہیں
 رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
 بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
 کہ تدبیر اس کی بتادے وزیر
 مزاحل سن اور افسوس کر
 کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
 یہ ہو حکم آویں امیران فوج
 غرور اس عین کا وہیں جائے ٹوٹ
 رکھیں شرع کی بند زنجیریں

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
 تجھے ملک تن کا ملتا ج و تخت
 کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے
 مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
 رعیت سے محصول بیوے بزور
 تصرف تسلط بہت ظلم سے
 یکا یک وہ لے توڑ تیرے امیر
 کرے ملک تن میں عمل آ کے وہ
 تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
 ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
 کہ ہو درجہ سے یہ فتنہ فساد
 شہِ روح کو آگیا و دہی جوش
 کیا حکم تا جلد آوے وزیر
 سب آداب شاہانہ لایا بجا
 یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا
 رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
 کریں قتل میں اس کا اسباب لوٹ

خبر کرنی جاسوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

سنی چپ کے بنو یہ حکایت تمام
 شہِ ملک دل و مہ پر فتوح
 کوئی دم میں بیوے کا تجھ کو پکڑ
 اسی فکر میں جان کو کھو دیا

کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدد
 کہا کیا تو سووے کہ سلطانِ روح
 تمام اپنے لشکر کو آراستے
 یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا

تھے اس میں کہ جاسوس و سواس نام
 کری نفس سے جا شکایت تمام
 کرے تری ہے قتل کے واسطے
 شہِ بخت کی زنجیر میں لے جکڑ

<p>ولیکن بمقدور کوشش کروں عدوؤں سے اپنے جگرٹنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام جو شیطان سنگہ ہے قدیمی وزیر کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو ایسا دل افکار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرنے کام سلطان روح کا تمام میں بھجوں اُسے تا تپا ہی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے بہ چشم سے آگیا ناگہاں</p>	<p>کہ تا ہاتھ سے اس کے جتنا رہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹنہ کا فکر جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے ننگ بجلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس دنت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ وزیر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آداب شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرص نام خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس شہ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لئے ساتھ غصّہ کی فوج گراں</p>	<p>کہا ہائے تدبیر اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے چننا رہوں کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ عدم کا میں رستہ بناؤں اُسے سنو رہزنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھتا ہے اس کو جو یوں مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب ہماری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی بخشی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند</p>
---	---	---

خبر ہوئی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بھینچنا امیرِ قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے

اور علم کو غصّہ کے اور فتح ہوئی اُن کی

<p>امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہ نامدار</p>	<p>ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال کہاں حال حرص اور غصّہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں</p>	<p>وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال گیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے شکر سے وہ چھانٹ لیں</p>
--	---	--

مقابل میں ان کے پے کار زار اگر فوج غصّہ کی ہے اُس کے سنگ کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ	امیر قناعت کو تو بھیج دو کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ جو سونے لگی دونوں جانب سے جنگ	کرے حرص کو دم میں ناپید جو کو مستعد ایسی جنگی سپاہ ہو حرص و غصّہ پہ میدان تنگ
--	---	---

امیر قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہونے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ ان دو سے ہو گا نہ یہ فتنہ رد ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ کہ اس کے ہمراہ تم بے قصور کرے عقل کو جا کے زیرو زبر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہئے بھیجی فوج سخت کرے عقل کے ملک کو جا تباہ لگا بے حیائی ہتھیار سب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاڈ دیکر کے خلعت اسے	کہا نفس سے اُن کی ہو لے مدد کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت جمع کر کے سب فوج فسق و فجور چلے شہوت سنگھ بہر حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ روانہ کریں جنگ کو روح کے
--	--	---

بھیننا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت

سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر و رشتہ روح کو کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے کہ اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل غرض آ کے میدان میں قائم ہوئے سنہ زینیں آسمان رہ گئے دیکھ دنگ	خبر پہونچی اس حال کی یا رجو ہو فوج صلاحیت اس کی مدد خبر جا کے اہل شقاوت کی لے شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہونے کبھی یہ تھے غالب و غالب تھو گا	کہا خاص اُس بختی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد حیا جنگ اُس کا جو ہے اک و کیل کریں لشکر نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ
--	--	--

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیلا کے شہوت کو اپنا اسیر

خصّہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

<p>بلا یا وزیرِ نسبہ کار کو کیا تو نے لشکرِ اخوار و زار کراہ ایسی ندمیر تو اسے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیرِ خسر اور شہِ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اس دلِ سنگ کو یہ سن کر شہِ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار</p>	<p>وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مست کار ہوئی فوجِ شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہِ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچر دیکھنا اس صفِ جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوارِ غفلت کی ڈال ہوئی فوجِ فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پٹے کا رزار</p>	<p>سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہِ روح کو جس سے کر لیں اسیر جو ان میں سے ہوں سخت تر بید رنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ</p>
--	---	---

آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیرِ عقل کو مع لشکرِ دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

<p>اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے</p>	<p>کہ آیا ہے لڑنے کو نفسِ دنی وزیرِ خرد کو بلا جلد تر زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہِ دالِ اقدر</p>	<p>جو سلطانِ روح نے خبر یہ سنی لے نخب و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکرِ دین و داد وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مگر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کروا ہتمام وزیرِ خسر نے زمینِ چوم کر</p>
--	--	---

خصّہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

<p>بلا یا وزیر تہہ کار کو کیا تو نے لشکرِ اخوار و زار کر اب ایسی ندمت تو اسے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیرِ خسر اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اُس دلِ سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار</p>	<p>وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہواے مُست کار ہوئی فوجِ شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچہ دیکھنا اس صفِ جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو اور غفلت کی ڈال ہوئی فوجِ فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار</p>	<p>سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سُستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جو ان میں سے ہوں سخت تر بیدارنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ</p>
---	--	---

اگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور پھینکا وزیرِ عقل کو مع لشکرِ دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

<p>اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے</p>	<p>کہ آیا ہے لڑنے کو نفسِ دنی وزیرِ خرد کو بلا جلد تر زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہِ والا قدر</p>	<p>جو سلطانِ روح نے خبر یہ سُنی لے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکرِ دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مگر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیرِ خسر نے زمینِ چوم کر</p>
--	---	---

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل ہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو	مدد سے مٹے اُس کی بی شور و غل رکھو اس کو شامل طرائی میں تم کہ جو جی فدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہونفس کا کارزیر و زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ	صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے کہ ہو دشمن شوم تائیاں سے گم کہ وہ ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں شریعت کی ظاہر کرو بات کو نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیر ہیں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام میں ڈراؤن جس طرف چاہوں مدام		

آگاہ کرنا جو اسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول اہل
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جو اسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہونفس اور تو اسیر وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر ہیں اس کے وزیر خرد کہ جو کاٹ سرا اس کا لادے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر کروں قید دونوں کو میں بے محن وہ دیدیکے وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور	تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تادمونوں کا کرے کارنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سار یا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طول مل جس کا نام کرے پیر کا کام زیر و زبر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خرد اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہوا رخصت اس سے جو طول اہل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل		

مطلع کرنا جو اسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طولِ امل کے شر سے

<p>ہیں حاسوس دین مفتیان یقین اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے وزیر اور دیوان تن کو مگر پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی نگہبان رہتو تم اُن سے سدا کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور بلا کر کہا اُس کو اے خوش سنا رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم نگہبان رہیں عقل کے ہر زمان رہے تیرا یاد تنگئی گور یہی چار کافی ہیں در انتظام یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار رہے اس سے طولِ امل دور دور بہت گرد راہ حسد سے پھرا عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار دلیکن جو وہ عقل کے پاس تھا عدووں سے رکھتے تھے شام و بگا</p>	<p>لو حاسوس دین نے سنا بر ملا کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں نہ دیکر کے زہرا، کو مارے کہیں کہ طولِ امل نام ہے اُس سے ڈر ہے دشمن وزیر اور دیوان کا تو اس بات کی فکر ہیں وہ لگا تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد وزیر خرد اور دیوان کی کیا حکم تا چار شخصِ پاسباں اور ہو دوسرا یاد مرگ اے جو امل ہے جو بھی رہے یادِ روزِ قیام رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر رہیں جو کہ یہ بچار جس کے حضور کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل جو چاروں طرف تھے نگہبان چار کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ</p>	<p>جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہِ دین خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں نہ پہنچا وے صدمہ کوئی حیلہ گر ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا کسی طرح یہ فتنہ بویاں سے دور رکھو تم نگہبانی ہر آن کی کر اس سوا اور نہ کچھ بات تم رہے ایک یادِ نزع جنگِ خاں خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور نزع موت اور قبر اور روزِ حشر نہ طولِ امل کا ہوا اُس پر گزار غرض آیا چسپ کر کے طولِ امل کہ تا عقل کو زبردے بر ملا طرف پیر کے پھر گیا عزم کر عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا</p>
---	---	--

نا امید ہو کے پھر ناطولِ امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور سنجل سنگھ اور ریاسنگھ

اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

گیا پاس شیطان کے بے خلل

غرض نا امید ہو کے طولِ امل

<p>نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ لو میدان میں چل کے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر کرو جا کے روح و خرد کو نباہ حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ ہماری بھلا جاں بری ہو لے کب گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشان کیا نفس باغی نے پھر انتظام لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں حسد سنگھ اور سخیل سنگھ کبر خاں ہوئے جمع میدان میں آکر تمام لڑائی کو تیار سارے رہو ہوا آ کے میدان میں جنگ جو کہا عجب کو مستعد یاں رہو تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل</p>	<p>کے سیکڑوں حیلے اور دلو میں ولے میزان پر چلا کچھ نہ بس نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی کہ بے رنج اور جان بازی کے اب مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل رہے ملک تن میں وہ نت کامراں غم دل کو اٹھکوں سے دھونے لگا کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غور اور طمع اور فضول کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ ہو نکل کر کے شیطان وزیر عدو ریا کو کہا کر عمل کو تلف رہے روح کے جب نہ حسن عمل</p>	<p>پھری میری لیکن نہ خون میں بھری میں کیں گر چھپ چھپ کے تدبیریں کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ دی نفس کو جا صلاح نباہ جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل جہد چاہے ڈٹ لے ہم کو زبوں یہ سن کر خیر نفس رونے لگا بلانے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خاں پہلواں ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو بنو حسیت و کمال نہ ہائے رہو حسد بخل قائم کئے اک طرف رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سوسے برس اوں سنگ</p>
---	--	---

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھینجا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے
اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا
کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

جمع ہو کے سب دشمنان و غل

کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر

وزیر خرد نے سنی یہ خبر

<p>کیا جمع لشکر کو اپنے تمام امیر سخا کو کہا اے جو اس اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا نصیحت سے مردوں کی ہوتی جاہ جو اس صدق و اخلاص تیار ہو کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ تو پھر عجز کا کار کرتا رہے سمجھ لے کہ حق سے میں یہ کام سب جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں خدا نے دی توفیق طاعت تجھے خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر شجاعت کو اپنی دکھانے لگے پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو یہاں تک تو لڑنے کے کشتہ ہوئے ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد کیا زور جب لشکر پاک نے کیا بھاگ سب لشکر نفس شوم شکست ایسی دشمن نے پائی تمام لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال</p>	<p>غرض سوچ کر اس نے بالا بہ تمام یہی چار سردار والا جناب سخاوت سے ہو توحیب خدا حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا ریا سنگھ مرد دد کے قتل کو کرے صدق و اخلاص درجہ بلند اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو نہ کر کا حق کو قیاس آپ پر چلے دونوں جانب سے تیر و فنگ شجاعان دین جب ہوئے جنگجو لگا بہنے ہر طرف دریائے خون غرض غالب آیا وزیر خرد گئے بھاگ یک نخت بغض دریاہ کیا جب کہ مردان دین نے ہجوم دیا کفر و بدعت کو جوڑے اکھاڑ جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال</p>	<p>لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل امیروں سے اپنے کئے انتخاب بخل سنگھ کی لے لو خبر اس زماں نصیحت کہ ہے خصلت اولیا اور ہو خان و مال سب حسد سے خراب ریا سے تو ہو خوار اور مستمند کرے جا کے خوف در جائے آلہ اگر ہوئے خوفِ خدائی تجھے جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ ندی نالے خون کے مہانے لگے ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتمے ہوئے جو اک لشکر دین نے حملہ کیا لگی کفر کی فوج سب بھاگنے لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام</p>
<p>چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر</p>		

خبر ہوتی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور جب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سیر کر کے حسرت سے سر کو دھنا کہا لاؤ دستور بے نور کو

<p>کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست نہ تجھ سے ہو اکام کوئی درست میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے شہِ روح سے شاہِ والا جناب میں لڑنے اے شاہِ عاجز نہیں شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں کروں لاکے اُس کو ہی تیرا مطیع کروں لشکر عقل و روح کو تمام عدو پر تجھے حکم ہو اس گھڑی غرض پھیر آیا بمیدان جنگ سواروں کو اپنے تو جا جلد لا طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں فضول کلام اب مدد کور ہے ادھر جلد جاوے وہیں کر کے جست غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست</p>	<p>غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست کیا فوج ساری کو تو نے نباہ اگر ہے یہی سستی اے حسنت رائے میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں یہ سن بولا شیطان وزیرِ لعین بہت ان کو اتے ہیں لڑنیکیے طور نہ کھا نم نہ ہو جگے اس کا مطیع اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے زمین چوم کر الغرض عرض کی میں دوں عقل اور روح کو جا ادب ہراوں طمع کو بلا کر کہا طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال کیا تجھے قائم غرور لعین اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست غرض اس طرح سے کیا بندوبست</p>	<p>کہ تادوں سزا خوب اس زور کو کیا کار کیا تو نے اے روسیہ ہمیشہ ربی تیری تدبیر سست تجھے چھوڑا اُس کی اطاعت کروں کہ جس کی اطاعت سے ہے فحیاب مرے پاس حاضر ہیں سردار اور مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب کرے تاخر دروج پر عرصہ تنگ کہ کرسارے لشکر کے آگے جبرال طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور طرف داہنے ہو لشکرِ حب جاہ جدھر چاہئے جا ادھر دوڑ کے غرض اس طرح سے کیا بندوبست</p>
--	---	--

بھینجا وزیر عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد
 تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

<p>کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا یہ ہے عرض اے شاہِ روشن ضمیر علیہ کروان میں جو مرد ہوں</p>	<p>کیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس شہِ نفس نے فوج سے چھانٹ کر وہ آئے ہیں لیکر کے فوجِ گراں سجالا کے آداب بولا وزیر شجاع اور دلیر اور اہل حرب</p>	<p>وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب کہ جو جو تکتے اس کے چھٹے پہلوں کہو جلد تر اب ہے تاخیر کیا کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹا ب</p>
--	--	--

<p>مقابل کرو ایک کے اک جوان کہا شاہ نے ہے میراے صواب ہراول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مشاہد دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدریس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جو انا شجاعت دکھانے لگے تختے تختے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا</p>	<p>نکاں اپنے لشکر سے تم پہلو نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ٹھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طرح کے مقابل میں آگے کرو طرف بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو امیر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن بیہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو تار گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا</p>	<p>شجاعت کے احکام میں فرد ہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دہنے جاوے امیر کبیر کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سوا آ کے میدان میں پھر اڑ دھام امنک اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چہن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ</p>
<p>گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + بوں پر سوئی اُس کے دشمن کی جان</p>		

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور
فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا نہ

<p>بلا بخشی کبیر کو سچہ دیا تو خود جا کے لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غرانا شیر امیر تواضع ہو جنگ خواہ کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہتا ہوں آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا م گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کرو ادھر لشکر روج سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہوا آراگی غرض کر کے ہر طرف سے اڑ دھام</p>	<p>شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپر تیغ و زر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کرو کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہو واقع جس وقت دنوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کریں جلیسا جا میں پھر ہم انتظام</p>
---	--	--

<p>چھری گز و شمشیر تیر و کماں عدو کا لگا ہونے لشکر تلف پکڑ لانے نفس تنبہ کار کو بنا کر کے اس کا بہت نشت حال یہ حاضر ہے جو چاہئے کیجئے نہ کڑا ہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار</p>	<p>برسنے لگے اُن پہ تیر و تسر برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا بُرانی کا بدلہ بُرائی ہے یار دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی یہ مکر شیطین نہ آوے بکار</p>	<p>کیا حملہ ہر طرف سے آن کر تبر خنجر و نیزہ و ہم سناں ہوئے قتل سردار لشکر فرار سیہ سخت و مکار و غدار کو شہِ روح کے لاکے آگے کیا کریں قتل یا قید میں دیجئے بدی کی بنا کر کے صورت بھلی چلا جا طریق شریعت پہ تو</p>
--	---	--

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھپڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

<p>شہِ روح جا کر کے پیش خدا کہ یہ دشمن بد پیشماں ہوا وزیرِ خسر و نفس کو زیر کر گیا کفر اور فسق کا شر و شور عرض نفس کو جب کہ آگے کیا کرے قتل اس بد کو با صد عذاب رہا زندہ گریہ تو بچھ وقت پا ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے ٹال ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند سفر کے لئے اپنا خادم بنا مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے</p>	<p>شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ہے شکر خدایٰ فتحِ سیم کو عام ہوا شرع کے حکم کا خوب زور شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام کہ حاضر ہو جلا دنفویٰ شتاب فساد اور فتنہ کا ہے گانشاں تو بچھ دفع کرنا ہو اس کا محال کیا عرض اے شاہ والا حسب نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی</p>	<p>عرض آیا جب نفس پکڑا ہوا لگا سجدہ شکر کرنے ادا ہوا قید نفس اور لشکر تمام ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں کرے گا فساد اور فتنہ بپا وزیرِ خسر دے بجا کر ادب خدا عفو کے حکم کو بر ملا کو اب معاف اس کی تقصیر کو رہے حکم کے طوق میں روز چند جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی</p>
---	--	--

کہ نا حکم میں تیرے ہر دم رہے
 کرے پہلے اس پر عطا شہر بار
 دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
 زید جنگ اور بندگی بیگ کی
 ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
 ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا
 کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
 رہ حق میں ہو جس تیرے نواے نبی
 نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
 یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
 وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا
 عزیزیل نے تجھ کو پرکھو دیا
 وہیں اُس نے آنجھ کو گمراہ کیا
 ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
 کہ اس صوبہ میں میں بیوں باظرب
 تو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
 تو ملک جگر میں کروں میں نزل
 جو روح طبعی ہوتا ج مرنے
 کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
 کہا عقل نے نابکار دروغ
 رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
 بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
 یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
 کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
 بلکہ قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اُسے تیرا قصان ہے
 تو پھر پشت پر اُس کے ہوئے سوار
 ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
 ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
 کہا عقل نے نفس سے اے عمر
 گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
 تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
 چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
 شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
 ہو ا قید میں روح کے ناگزیر
 ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
 مرنے کام سیدھے کو اٹا کیا
 اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
 و لیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع
 مجھے ملک سے شاہ کے بافراغ
 رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
 کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان
 تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
 اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
 سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
 کہا نفس نے اے وزیر خرد
 جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
 لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
 امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا
 ہے بہتر کہ رہیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
 غرض اس کی تقصیر کے معاف
 لگے عجز کا طوق ڈالو مگر
 لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
 پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
 بس اب توبہ کر اور ہوشیہ کے ساتھ
 عبادات و طاعات اللہ کی
 و گرتے ہمیشہ رہے گا تو قید
 ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
 تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
 رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
 جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
 مخالف ہوں گرنہ کا کافر ہوں میں
 کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
 ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
 اگر یہ شہنشاہ نہ رکھے قبول
 مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں
 مجھے شاہ ان دو سے دے اے مقام
 یہ پیغام جا کر مرانہ سے کہہ
 مقید ہے تیرے بھی اندر دماغ
 تجھ سے کیا جو کرے رد و کد
 وزیر خرد نے کیا عرض جا
 کہ صر ہے تری عقل اب اے وزیر
 کہ تاملک میں جا شہرت کرے
 اسے پانی اور دانہ دیں پیش و کم

مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
 رہے میری خدمت میں بالراس معین
 لگا کرنے طاعت صوم و صلوة
 وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
 کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر
 کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
 جو مومن کریں کافروں پر جہاد
 بیاں کر دیا اس کا میں مدعا
 کری عمر تفصیل میں صرف میں
 کہ تاروزِ محشر میں ہو سرخ رو
 کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل
 نہ سو خوابِ غفلت میں بیدار رہ
 کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
 کہ تاپاوے دشمن کے اوپر ظفر
 نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خنجر
 محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
 امیروں سے تو نفس اور روح کے
 تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر
 یہ بس نفس ہو روح پر فتیاب
 بدی پر سزا اس کی دینے رہو
 تو کریا میں حتیٰ کی ہر سانس صرف
 رکھے مستعد فوج کو بید رنگ
 جو پھیرا ہے اے یار مرنا تجھے
 نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ نمیز

سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
 وہ ملکوت و جبروت اور لات میں
 تو ناچار یا وحی کی کرنے لگا
 غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
 طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
 اسی واسطے ہے نبی نے کہا
 کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
 یہاں سے نبی نے رجعتا کہا
 بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
 کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
 نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
 سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
 تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
 رئیسان لشکر کی تو رکھ خنجر
 وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا
 تو ہشیار رہ لفظ رہنا ضرور
 نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
 جو ان دوسے تجھ کو نہیں کچھ خنجر
 ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
 حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
 رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
 کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
 تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
 تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز

ضرورت کی وقت اس سے لین خوب کام
 جہد چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت
 نہ یہ مگر بھی نفس کا جب چلا
 قبول بدل راہ حج و زکوٰۃ
 ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ
 تو کرتا شرت کچھ اس وقت پر
 کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
 کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
 میں تفصیل اور شرح اس کی تمام
 نبی نے کہا اس کو اک حرف میں
 یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا
 چلا جاوئے جنت میں تلے حلال
 رہے تیرا دشمن تری گھات میں
 تو رکھا اپنے لشکر کو آراستے
 کہ جو شاہ رٹنے میں کال ہے ہو یا
 کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
 لیا نفس سے ک حساب ہر گھڑی
 خبردار دونوں کے رہ حال سے
 جو غفلت میں تیرگی عمر سب
 ڈراں خوابِ غفلت سے ایجاں شتاب
 کرو ہر گھڑی حتیٰ تعالیٰ کو یاد
 مثال سے تو خوابِ غفلت کا حرف
 رہے موت ہر دم تری گھات میں
 اس عالم سے آخر گذرنا تجھے
 اے حدیث شریف میں ہے رجعتا میں

سوا حسرت افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمد علیہ السلام
ہمیشہ تو کرفنس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات

لیا گھیرا ب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
آہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع
آہی آہی براے آہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخندے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چارونا چار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کرسدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی کمر دنیا پہ ماٹل نہ ہو
آہی بحق نبی پاک ذات
اٹھا کر اب امداد دست دعا
دعا مانگ حق سے بصدالتجا

میری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرا لشکر عشق کو حکم ہو
ہو آ باد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیان اول آخر یہاں کون ہے
آہی گنہ سب کے اب بخندے
فقیر اور حقیر اور تنہا کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
میں عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتش عشق یار
کرے مہر و تیرا اُس میں طلوع

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت وال
اسی واسطے ہے نبی نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے ذرات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو،
نہ غافل ہو اک دم نہ اک سہ سست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صفا

آہی آہی آہی آہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شرابِ محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے بلا یہاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خوابِ غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جس میں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غمِ عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جاسر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

<p>رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر الہی دعا میری ہووے قبول بحق عمر شاہ والا یقین پڑھان سب پہ انداد تو صبح و شام</p> <p>پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل کہ ہوں نفس و شیطان کے شر میں پھنسا یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور مولف و کاتب و خواہ نندہ پر</p>	<p>مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر بحق ابو بکر صدیق رضی رہے مجھ میں مری جان پاک ہزاروں درد اور ہزاروں سلام</p> <p>خاتمۃ الرسالۃ</p> <p>پڑھو اس کو اے دو تو صبح و شام مرے بھی لئے کیجیو اب دعا جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور تھے بارہ سواڑ سٹھ ^{۱۲۶۸} ہو جب تمام الہی تو کر رحم شام و سحر</p>	<p>کہ دیکھوں تو رانا جمال ہر زماں میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جبر بحق نبی اور آل رسول بحق علی اور عثمان رضی پاک</p> <p>بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام بچے نفس و شیطان سے وہ بے خلل غرض جیب ہو اب یہ رسالہ تمام کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا سن و سال ہجری خیر الانام</p>
---	--	--

تَسْمِيَةُ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
 مولوی مسافر خانہ کراچی علی

مثنوی تحفہ العشاق

حمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے اور سو اس کے جو ہے بلوہ ہے حمد ہے اسکو کہ باپندیں وچوں سب میں ہے لاریجے بیچون چنگوں حمد ہے اسکو کہ باصدا زب فر ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر ہے وہ بے حلت سزاوار ثنا علت و معلول میں ہمیں فنا کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار حاد و محمود ہے آپ آشکار نقش کی گرجہ تو نے فاش کی درحقیقت حمد ہے نقاش کی ہے صفات ذات اک کب فرق ہے نور خود خورشید میں بس عرق ہے یعنی موج اور بحر سایا دراصل ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فضل تہہ کیا اسکی کرے کوئی بشر عقل اور اور اک کے جلتے ہیں پر ہے حقیقت میں ہی بس حمد یار یاد تو اسکی کرے لیل و نہار ہے ہی تعظیم و حمد کرد گار رو برو اسکے ہو تو بس توار و زار ہے ہی تشریف و مکریم خدا حکم پر اسکے کرے جان کو فدا قول پیغمبر ہے لا حصے ثنا کر کے پھر اور کون اس کی ثنا دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب ظاہر و باطن کریں میں حمد رب عشق کی اسکے زمین پیکر شراب ہے بڑی بدست و درہوشی و خراب ہے زمین و آسمان میں جو کہ شے عشق میں اسکے ہر اک درہوشی ہے دیکھ لے ذرات عالم کو تمام میں شراب عشق سے بخورد مدام</p>	<p>ہیں احد میں جو سب حمد و جبر وحدت اپنی کی ہے کثرت سنگیاں ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود اول و آخر نہاں و آشکار سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں میں حقیقت میں وہ سب عفاف ذات اصل کو سایہ سے جبوری ہے کب کیونکہ ہے مخلوق ک اس سے نبار مادہ حمد و ج وہ خود آپ ہے اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا و صفا و صاف خودی کراہی دور محو کر خود دوسرے کا دل سے نام سب اسی کی حمد میں ذرات ہے عشق میں اس ک میں سرگرداں ملام کرتی ہے درد کہ بس دریا رواں مست و لاعقل ہیں اندر عشق رب</p>	<p>حمد مجید ہے سزاوار احد حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشان حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار حمد عالم میں ہے جس کی تو دو جہاں سے آئینہ رنسا جاں لڑ کر ہے اصاف و تعریف صفا مہر و کف کو بحر سے دسی ہے کب حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے ہے ہی توحید و تمجید و ثنا ہے ہی تزیین تو صیغ غفور ہے ہی تزیین و تحلیل تمام جفتی موجودات و مخلوقات ہے آسمان شمس و قمر انجم تمام بیخورد و درہوش و بے آہ و فعاں فرشتے سے نلرش موجودات سب</p>
--	---	--

اسل ہے سداے عشق ہے اسکی تمام کیا ملک کیا انہیں کیا دوش و بطر مست انسان ہے شراب خاص سے مست جام عشق ہے بہر عشقان مومنان نمودار جام ظہور صومع و مجرک نشست و دریر میں گر نظر ہے ہرک کا یار اور ہے جمال حق سے بردل آشنا سارے عالم کا وہی معبود ہے رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے ایک جرم سے ہوا یہ ہوش ایک سزق ہیں دریا میں سب جو یائے آب میں عجیب بیخود تماشا ہے عجیب منظر یادہی شہ آگاہ ہے میں اسی خورشید کے سائے تمام چھوڑ سادہ خورد کی ہوجاں رداں جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم رکھیو تو فرق مراتب پر نظر ہوش لڑکے ہوش سے بیوش ہو عرض کر اس سے کراے جان جہان اے مرے معبود اے میرے الہ اے مرے مطلوب دل مطلوب جہاں پھر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر	سب درخان جہاں قصاں ملام عشق نیکی ہے ہرک کی جسمیں میر عشقی میں دیتا ہے جل اخلاص فانی و باقی ہیں اس سے عارفان کافران ہیں مست بیکر آب شور شہر جنگل جادو و خیر میں پر ہے باطن میں وہی کچھ جو غور ہر لقب میں کرتا ہے اسکی شنا سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے بانو ہرک ہے اس کے خوان سے گر گیا دریائے کونوش ایک مست ہیں مستی میں اور گلین شراب در بدر بھرتے ہیں اور گھر میں حبیب منظر اسم مفضل گمراہ ہے بر تہر بر تہر بود بر دیوار دہام تا کہ ہو سہر یقین تجھ پر عیاں مارا میں مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم تا نہ ہوا ایمان میں تیرے ضرر اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو	کوہ دشت و بحر و بلاد پست جملہ عالم کیا عقل و کیا دھوس انبیاء و مسرور جام وصل سے اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست زائد اسکے جام سے گم کروہ ہوش مومن و ترساور و نغز و خوار اس کا جو با ہے ہر اپنے طور پر ہے ہرک کا ذکر اور بیجاات اور ہے ہرک کو مستی دل شوق اور ایک سے اک گھونٹ سے گم کروہ ہوش الغرض ہر اک باندا ز خمار سزق ہیں پانی میں اور پیا سے میں آہ ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب کر چاک دریا کی میں گو و جہاں خور عارض ہیں چند مدت کو میاں کر نظر دریا میں موجوں کو گزار یعنی مبت بجال اس میں قال کر بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام ہرٹ ادھر سے اور اٹھا کر تاتھ تو	سب شراب ہوش سے اسکی ہیں مست میں شراب عشق سے سب مدوش اولیاء نمودار بارہ اصل سے اہل ظاہر ددغ کثرت سے ہیں مست زند اور او باش اسکے درونوش عاشق اسکے میں نہاں و آشکار ایک سے ہے دوسرا میں بیخبر ڈھونڈتا ہے اسکو ہرک اپنے طور رکھتی ہے ہون جان اسکا ذوق اور کر گیا ہے دوسرا دریا کونوش بیخود و سر مست ہے جو یائے یار بیخود و سر مست میں اور بارہ خواہ کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں تا کہ ہو معلوم تجھ کو سر یار حال ہو کر تو کشادہ بال کر تا خبرانی میں نہ چڑھا نفہم عام کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو ہے ترے ہرگز نہیں ہے جان میں جہاں ہے تو ہی مقصود دل ہے اشتباہ
--	--	---	--

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اپنے ملنے کا تا کوئی نشان اس سے بہتر ہے کہ جاؤں کہیں جان ہے جاں ایک عالمیں جان نہیں تا کہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو ک نظر	اے مرے محبوب اے میرے حبیب جو نہ دے تو جان کو راہ وصال کت تلک یارب رہوں تجھ سے جدا دو جہاں سے کچھ نہیں تجھ کو طلب	ہوں غم دوری سے مرے کچھ قریب جان لے تجھ بن ہے جان تجھ و بال جلوہ گر ہو مجھ کو کونجھ سے جدا تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب
---	---	---

مناجات دیگر		دو ذوق عالم سے نہ مجھ کو کار ہے یا الہی تو ہے رحمان و رحیم یا الہی تو ہے خلاق جہاں گرچہ در عالم ہے تو بے نیاز مونس غمخوار گاہ ہے تیری ذات ہے مریض لا دوا کی تو دوا ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا مرا مونس بیسی میں ہے تو ہی تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب یک صد حسرت بایں لطف و عطا ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب ہو بطوع تیرا اگر ماہ نجات لطف و احسان کیا کروں تیار تم گھر میں مومن کے مجھ پیدا کیا یعنی دارالکفر سے مجھ کو نکال تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا اپنی ہمت کے پیادے بھیج کر لایا اگر گلشن میں خارستان سے ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا گر نگاڑ تو نے اے شاہ جہاں یوں ہوں ہے اب تو ہے پروردگار ہے مجھے شاہی گدائی میں تری عزت و ذلت تمامی شکو و صحو انفرض پھر بھر کے آخر در بدر یونہی آنکھوں کو بھی میری سر بسر
<p>پرتو ہی تجھ مجھ در کار ہے صاحب جو درد کرم فضل عمیم تو ہے نذر آرد تو ہی اور سب حقیق مستغنیٰ علیاں ہے تیری ذات ہے غمخو بڑگناہاں تیری ذات بے سہاراں کا سہارا ہے تو ہی ہے رفیق شدت غربت تو ہی تسکی دستختی میں حافی کار تو ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل گرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر بہوش بجرم و خطا روز تو اب مثل حسن دے سب گناہوں کو بہا کردیا پاک و لطیف خوب شکل اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا پر تری ہمت نے کی غمخواری کر کے اپنے لطف احسان پر نظر رکھی ہمت محروم اب دیدار سے پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں پرو کروں کیا دوسرا بھی در نہیں آستان تیرا ہوا در میری جہیں جو تری خواہش سے خواہش ہے تجھ تیرے کوچہ کی ہے بی عزت تری تیری ناراضی ہے بس ذلت تری گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز سر بسر میں ہوائے شوق بھر</p>	<p>تو ہے سلطان دو عالم سب فیض دستگیر بیکساں ہے تیری ذات ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی ہے انیس و حشت فرقت تو ہی ریح و غم میں ہے مرا غمخوار تو الغرض ہر کام کا میرے کفیل پر کروں کیا آہ تیرے علم و فیض گر تری بخشش کا نکلے آفتاب گر ترادریا رحمت جوش کہا قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر کر دیا اپنے مشرف دار سے گرچہ میں نالایق دربار ہوں منہ مرا اسی دیکے گرفتار نہیں اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھ خواری و صوائی و ذلت تری تو ہے گرا حنی تو ہے عزت تری موتو بس کرم سے اے سرفراز کرم سے کانوں کو اسراروں کا گھر</p>	<p>مالک دارین شاہ انس جہاں بیک بیچاروں کا نو ہے چارہ ساز چارہ بیچار گاہ ہے تیری ذات ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا ہے تو ہی مرہم مرے ہرزخم کا میرا حافی بے بسی ہی ہے تو ہی دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب میں کروں ہر دم تری جرم خطا پیش خورشید کرم ہوں جو سب ظلمت عصیاں ہوں وہ صالحات کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم عقل و علم و نور میں مجھ کو دیا لایا بیت اللہ میں بے نیل و قال ظاہر و باطن میں سر سے تا پیا کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر دور منت کیجو اباسی بستان سے چھوڑا اس دیکو کہاں جاؤں بھلا پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں یہ تیرا کوچہ ہوا در میرا اخبار ہے نوا سب مینوائی میں تری ہے ضا و ناراضی میں تیری نحو اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر جلوہ دیدار سے روشن تو کر</p>

<p>چشم کو گرجتہ آب زلال محو کر بینی کو اندر بوئے یار دو جہاں سے کر کے مجھ کو بے نیاز دور کر کروریا عجب غرور دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا گر تو طالب ہے وصول اللہ کا</p>	<p>بمزن ہو گشتی ذوق وصال جس سے پہنچوں تابا باغ روکے یار دولت دیدار سے اپنے نواز بخش عجز و مسکنت اخلاص نور بوح دل سے محو کر سستی کا نام سورج و اب جانب خیر اورا چل پلڑ دامن رسول اللہ کا</p>	<p>پاک ہونے سے مرا گردے دماغ گرمی و صحت سے لب کر ب بلب غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور بخش گنج فقر و درویشی مجھے دھومے دے دوئی کا حرف نام کر وسیلہ اسکو اے انداز تو جو کہ اے انداز اللہ کا حال</p>	<p>بوئے دلبر سے معطر کر دماغ محو ہوں جس سے خیال غریب کر عطا چستی و چالاکی و نور سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے تا تیز ما و تو اٹھ جا تمام وصل سے حق کے ہونا دشار تو بے وسیلہ اسکے چاہے ہے مجال کر وسیلہ ذات بی غیر کو تو</p>
<h3>تحت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم</h3>			
<p>زینت تاج رسالت ہے وہ ذات پے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی عزت شاہی و فخر سردری ہے امین فخر افلاک وہ روشنی گلزار محبوبی ہے وہ راحت و روح روان کائنات گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ مگو ہے وہ بیشک بالیقین نخل وجود گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل گر چہ آخر ہے ثمر اول شجر کیا کمال میوہ میں نقصان ہے بس مجھ لے اس سے تولد نہ ہوں</p>	<p>روشنی تحت نبوت ہے وہ ذات بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی شان بخشش مسند پیغمبری تا جدار کشور لولاک وہ عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ زندگانی پرورد جاں حیات یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو اول و آخر وہی اصل وجود پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل کب شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر جو وہ اول سابق بستان ہے رمز سخن الاخرون السابقون</p>	<p>ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال ہر باں مثل پدر سب پر میاں بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو روشنی عرش نور لامکان شہ سوار عرصہ چرخ و سما باعث ایجاد عالم ہے تو ہی ہے وہ سراہہ وجود کائنات ہے یہ سب اکٹھے اے نیک بخت گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر ہے وہی شاہ مناسب اسکے خیل</p>	<p>محرم خلوت سرائے لایزال روز و عشر شافع خور و دوکلاں بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو شمع بزم عالم کون و مکاں باز خوش پرواز معراج و علا موجب بنیاد آدم ہے تو ہی دونوں عالم ہے مقصود کی ذات واسطہ چل کے ہی بوتے ہیں رفت پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا ہے وہ اول وہی آخر سر بسر ہے وہی مقصود کل باقی طفیل اک اور اصحاب پر اسکے تمام ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق</p>
<h3>در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین</h3>			
<p>زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار</p>	<p>دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی روشنی باغ طریقت ہیں یہ چار</p>	<p>چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر میں یہ ملک معرفت کے شہر یار</p>	<p>ملک اسلام افسے ہے رونق پذیر ہیں حقیقت کے پتھر کی یہ بہار</p>

<p>قلعہ دیکھی ہیں یہ دیوار چار ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار جو کہ دو بچھ اینہیں احوال ہے وہ جو ہیں اہل بیت اور آل رسول</p>	<p>ملت حق کی ہیں یہ چار چار جو ہو باہر ان سے ہم درد خوار دو جہان میں بے شبہ بیکل ہے وہ اس قدر ہے دین ملت میں کمی</p>	<p>پہلی طرح حق کے چاروں رحیموں بخرو صحت میں ہیں چاروں غولن جو کوئی ناسے ہو ابد اعتقاد ایک کا بھی ناسے جو بد خواہ ہو</p>	<p>پہلی یوں انصاف کے ستاروں ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد گلشن دین کے میں سب قبول مہول مغرمت جان ایمان روح دین راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو</p>
<p>ہے ہر اک ان سب کا بیشک یقین جس قدر سوانے الفت میں کمی جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام بیچے تو ان سب پر جلوت و سلام</p>	<p>ہے ہر اک انجمن ہدایت و السلام اس قدر ہے دین ملت میں کمی اک صحابی سے بھی گمراہ سوظن ہے ہر اک انجمن ہدایت و السلام</p>	<p>در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے</p>	<p>راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو ہے وہ بیشک لائق گردن زدن ہر گمراہی ہر خطہ ہر دم صبح و شام باعث تحریر نظم پر مذاق مجمع علماء و صلحا اہل دل لے رہے تھے حق سے سب نجات انس ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں</p>
<p>حاضر دیکھے وہاں لے شان حق رفتنہ رفتہ حقیقتہ تحفہ کا ذکر بول اٹھا ہر اک بصد رفتن سرور کامل اکمل ولی بے بدل برگزیدہ دو جہان مقبول رب نظم کر اس قصہ پرورد کو قصہ تحفہ اگر منظوم ہو جان لے تاہر کوئی بے قیل و قال تا بش گھسار عشق حق سے گرم جان لین تا عشق کی سب ہم و راہ عشق ہے جان اک بلانے جا گلدار عقل چاہے بگمرو عیش و فراغ عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت</p>	<p>کھل رہا تھا گلشن عرفان حق آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور عاشق ذات خدائے لم یزل مشر بہشتی و فاروقی نسب گرم کر اک بار ہر دل سرور کو رتبہ عشاق حق معلوم ہو عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال ہو کہ بس دل سنگ ہو چون نمودنم چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ ہے ازل سے دورست کشن نواز عشق ہے چارنج غم سینہ پہ داغ عشق عجز و فقر و فاقہ نمکنت</p>	<p>ادویا کا حال سن مسرور تھے سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق خاص کر قطب زمان شاہ و فنا صاحب ارشاد و تلقین سبق یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ مثنویاں میں مجازی عشق میں ریختہ میں نظم کو اسکو تمام دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا عاشقان صادق بھی منکر جاہ عشق عاشقان پستے میں سر تھیل پر دم عشق کا سب آگ ہے رنگ و دو عقل چاہے غربت جاہ جلال عقل چاہے عیش و عشرت خرمی</p>	<p>ماسوائے جو غرق نور تھے بہت مردانہ اندر راہ عشق آفتاب معرفت بحر صفا عاشق صادق شہید راہ حق مجھ کو فرمانے لگے کرے خطاب پر بہت کم میں حقیقی عشق میں تا کہ سمجھیں اسکو سارے خاص عالم ہوئی ہیں ہوں سکر زنبہ عشق کا چاق اور چونید ہو اندر راہ عشق ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر ہے ازل سے عقل میں اور سب جنگ عشق ذلت خواری دور و طلال عشق درد کلفت و رنج و غمی</p>

عقل چاہے ہے کہ ہوشیر و شکر	عشق کہتا ہے کھاتون چکر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عشق لیجا ہے کوئے یار میں
عقل چاہے ہے قباذیر میں	عشق کروانا ہے سامان کفن	عقل کہتی ہے کہ کدیش و طرب	عشق کہتا ہے کہ سرخ و نعب
عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں	عقل چاہے دولت مسروریاں	عشق چاہے سو بلا و خواریاں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ
عقل میں اور عشق میں ہمتی ہے لاگ	عشق جیبا آتو جائے عقل بھاگ	ہو حضرت عشق کا جسم ظہور	عقل سر سے جائے اور دل سے سفر
عشق کیا ہے دردغم کی کان ہے	غیر دلبر کا عدوئے جان ہے	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	رنج میں راحت کو کتنا ہے عیاں
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق	دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق	خاک میں جس کو ملا دیتا ہے عشق	تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
درد میں اس کے دوا ہے سرسیر	مرض میں اسکے شفا ہے سرسیر	مارنا اس کا جلا دینا ہے جان	توڑنا اس کا ملا دینا ہے جان
رنج میں اس کے گنج بیکراں	مرگ ہے اس کی حیات جاوداں	عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار	نار کو اسکے سمجھ تو سو سہا ر
اس کی دیرانی کو آبادی سمجھ	خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	فقر اور فاقہ کو سوداں تو مان
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	عشق کی تعریف ہو کس سے بیان	بے تتم میں اسکے شہقت جہاں
تہ صورت رحمت پنہاں ہے عشق	اد و طیب در و بدید ماں ہے عشق	اول نظر ظاہر و پنہاں ہے عشق	دونوں عالم میں ہیں اور جاں ہے عشق

الرجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو میں بے بدن	انکے فرما سیکو میں نے بے عذر	توڑ نام توئی کا ہے آسان تر	وقت فرصت دیکھتا تھا یہ کہ جو	لا لیا اتنے میں زمانہ اور رنگ	فرقت جاناں سے میں ہو کے تنگ	ہم بچار کو تڑپتا چھوڑ کر	وہل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور	جام کو تر سے ہوئے وہ لب بلب	آپ تو راحت کے سماں لے گئے	لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم	عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا	میجر ہم سے اگر رہنا تھا یوں
گرچہ جگہ شوگر کوئی میں نہ تھا	بیکے ان کے گوہر ارشاد کو	دھل کچھ پر حکم کو لایا سجا	خندہ دل میں لیا کہ شاد ہو	تا لکھوں اس نظم کو با شوق جاں	شام غم ہم کو ہوا اور روز عید	چلے گئے بس جنت الفردوس کو	زہر غم کھا سیکو میں ہم جی رہے	خاک و خون میں لوٹتے ہیں ہم پہاں	کر دیا سرگشتہ ہم کو در بدر	جا گیا تخت شہادت پر جلوس	ایک تخت ہم کو گئے بس بھول یوں	خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا
پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید	خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو	وہ تو ماں جاہم شہادت پتی رہے	ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول ماں	آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر	آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں	دھوہ و حب و قرابت کر گیا				

۷

مگر چہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے گفتش برداری میں رہنے شاہ سے شاہ کو زیبا ہے کہ تہا روی گو بہت خادم نہیں تھوڑے ہی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشاں

ساتھ ولے چلنے میں رنگیا
رنگیا میں ہی بڑا بس دور تر
رنگیا سایہ کے جو نہیں خاک پر
جھاڑیں ہلکی ہے چگاڑا دھڑ
موشی مورخ زمیں میں ہے تباہ
رنگے منشی کے اندر سنگ و خار
کھول پر کر گس پڑا مردار پر
مرغے بے پر تومہ گر بہ ہوئے
جاہوئے دیئے مطلب میں غریق
جاہوں کس سے مصیب آہ آہ

پہنچا ہر اک منزل مقصود پر
جو کہ زوری تھے گئے افلاک پر
گھر کیا قمری نے شاخ سر پر
ماہی حق نے تولی دریا کی راہ
جا ملا دریا سے آب سیل بار
دست شہ پر جا ملا شہباز پر
پر تھے جن کے سونے بستان اٹکے
حیف ہے صریف یاران طریق
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور سفر وصل کے چلتے ہیں واں
نے مرا ہمدم نہ کوئی ننگار

مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچھٹ رنگیا میں زیر خاک
بوم و برانہ میں مگر آنا رہا
زراغ زوہر گر ہے خار ستا نہیں
سگ ہے بہر استخوان کو چو نہیں خار
اور شریاں خار بن چرتے رہے
مرغ خاک کی لوٹتا ہے خاک پر
ہم سے دوں میں نفس کے ہاتھ غمخوار
خوٹو غم میں بحر حیاں میں رہا
حال دل جس سے کروں اظہار آہ
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
جو سے میری مصیبت کے تیش

آہ و اولاد درینا حسرتنا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلنے صاف لڑیاک
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
زرگس و ریمان کو جا آہوئے
مرغ آئی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر رفتار
گو بہر مطلوب ہر اک نے لیا
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہو گئے وہ جو نعمت اسقدر
آہ و اولاد کوئی ہمدم نہیں
دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا نہیں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر ظلم
عشق کی باتیں سنانا ہوں نہیں
گر نہ عاشق ہے تو عاشق کا ذکر
عشق کی باتیں ہیں وہ نہ ہوں
ہوشی سے ہوش ہو کر ہوش کر
تا مزا دیوں مری باتیں تجھے
وے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

مغینہ قدس سرہا

قصہ تراخہ کو اب کہتا ہوں میں
حضرت حافظ کی وصیت تجھ کو یاد
قصہ تحفہ کوں یار و رقم
حق سے ملنے کا سچا اے راہ جو
گر چہ تھر سے بھی بول سخت تر
نشک مغزوں کا ہوتو جس سے ماغ
جمع کر کے کھڑی باتو نہ دھیان
کچھ لجا تجکو بوتاکوئے عشق
سننے سے تجھی خود بوتاکوئے عشق

داہ اس رہے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
بے وہ میراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجا کہ تلمذ بوئے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہونڈے عشق

گر وہی سے راہ پر لاتا ہوں نہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے مکر
مردہ دل زندہ ہوا نذر کو رتن
گوئن سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
مغزق کر دے بحر وحدت میں تجھے

دلی دلمیں رکھ کے چپ رہتا نہیں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر ظلم
عشق کی باتیں سنانا ہوں نہیں
گر نہ عاشق ہے تو عاشق کا ذکر
عشق کی باتیں ہیں وہ نہ ہوں
ہوشی سے ہوش ہو کر ہوش کر
تا مزا دیوں مری باتیں تجھے
وے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے

میں بہت عاشق کہہ دیکھے جمال
بلکہ کال عشق ہے عشق شنید
کیونکہ ہر عشق خبر دل سے حصول

در بیان نمبر عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تاج دل کے ہے نہ دل توج
صن محبوبانہ عالم سر بسر
دید تمنا اسکو تمہ دل ہوتا جودل
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تاگل اوصاف حق عاشق سے

یونمون بالغیب ہے مقبول حق
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر
گر ہے دل پر گل سے کم بل ہو
سر کی آنکھیں دکا پر رہ ہے مقرر
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین

راحم و رحمان رحیم و برد بار
عاشق و معشوق محبوب جہاں
ہے وہ اول بے ہدایت اسکی ذات
ہے ازل سے نابود وہ ایک سا
ہے منور بالکمال و باجمال
لاوہود و نونقی اثبات میں
تا کہ بخت لاوہو قوت ترا
کیوں تباہ ہوتا ہے انداز بگوں
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
سب میں زیری عشق بازی کے مزے
ایک صرافسوی حسرت بے حساب
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
کر تو پیدا دل میں اپنے درد عشق

عالم الاسرار ستار العیوب
اول اور آخر وہی اور جزو کلی
ہے وہ ظاہر بالکمال استتار
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانیں
فر مطلق لا الہ الا ہو
کیوں ہے اسی گمراہ غافل سدا
حق سے باحوص و ہوا تو کب ملے
حضرت آدم سے تا آخر نبی
وہ صفات و حال و خوبی جناب
تا کہ تو یہ دیکھ سکر حال و قال
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر
مربک تو بہ عصانہ راہ لے
میل سے غفلت کے کانون کو پاک

سکے پانی عشق سے بس گوشمال
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دیدر
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول

یونمون بالعیین ہے مغرور حق
عاشق ناقص نے دی جان عکس پر
عکس پر جو اصل سے مثل ہے وہ
کھول دیکھ آنکھ سر کی بند کر
تا کریں اوصاف حق تمپر عیان
خالق و رزاق و رب العالمین

غالب و قبار غفار اللہ نوب
ظاہر و باطن وہی معبود کلی
ہے وہ باطن بخت و ظاہر آشکار
جو کر لاکھوں طرح ہر آن میں
بچکوں بیکف روشن چار سو
لاو کو کر تو درد دل سدا
ترک جب لاو کرے تب تو ملے
وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
جس میں تصنیف ہو گئیں صدائے
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
اور سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
بعد ازاں سن سیکھ کایت دردناک

جسکے سننے سے تجھ آوے کچھ عقل
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
نے راورد و ظائف اور نہ خواب

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

گوش دل سے من سری سقطی سے نقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز نے رہا درد و ظائف نے درود گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	سب عبادت کا سہوا دیران گھر لذتِ سجدہ نہ کیفیت نماز نے تہجد کی تلاوت کی نمود لیکھ کیفیت تھی اک دل میں عجیب	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی فوج بینابی نے کر کے اژدہام تھی نہ بیہوشی نہ غفلت نہ بہنہار ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز	بھرتاں پر گٹھاسی چھا گئی لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار تھا گر بول میں عجب سوز و گداز
بھجر کی لذت کو عشاقان رب اضطرابی اور بیتابی کا لطف ذوقِ بیخوابی کا تو چاہے اگر چاہے گر کیفیت سوز و گداز	وصل کی لذت سے کم جانے میں کب کیا کہوں اس شب کی بخوابی کا لطف کوئی بخوبوں میں کرک شب گزر خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز	عاشقانِ حق وصال اور بھجر میں لطفِ بیخوابی کا بخجور نے پوچھ لطفِ بیخوابی کا ہے مطلوب گر کرتا ہے روشن در چشم طالباں	ایک سالذتِ مزاد نو نہیں لیں حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر سودہ گرد قدم عاشقان
اضطرابی بے قراری کا مزا لوٹنے کی خاک پر آرام کو درد سے نامرد کی نکلے بے جاں جو پلے آتش میں ہو چلکے فنا	جاننا ہے جس نے دل میں ہے رکھا عاشق بیتاب جانے میں نہ تو مرد کے حق میں حیاتِ جاواں ہے سندر کی وہی عیش و بقا	لذت دردِ قلقِ رنج و بلا جانے کیا بیدرد لذتِ درد کی زہر بار اوروں کو ہے گرہ مہمات سورشی خورشخ ترکو دے شمر	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا درد رنج و غم غذا ہے مرد کی سانپ کے حق میں ہے پراجمیات خشک کو دے آگ میں کرشک تر
خون ہو فرعونوں کو آبِ میل زخمِ گرز و تیغ و تر آبدار کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار خار میں گل گل میں گرد نہیں	قومِ موسیٰ پر سہو آبِ سلسبیل ہے شہیدوں کے لئے باغِ دہبار اس لئے عاشق کر یغم اختیار غم میں شادی اور شفا ہے دردیں	نار ہو گلزار ابراہیم پیر درد و غم ہے زندگی عاشقان جاننے ہیں عاشقانِ بے قرار رنج میں راحتِ فقیری میں عنقا	لیک ہو نمود پر قہر و شر مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقان رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار مسکت میں سلطنت و بے عنقا
بے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب نستی میں سستی میں علو بیخودی و نستی غم کی سہار بے گھری و بے زری و بے پری	گر یہ میں خندہ ثواب اندر عذاب زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو دیکھتے ہیں عاشقانِ جاں نثار بیخودی و بیخودی و بے بری	رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور موت میں جینا بقا اندر فنا خاکسای رنج و عادت ناسزا آہ مرد و رنگِ ندِ چشم تر	ذلت و خواری میں عزت ہے حضور عاشقِ جانبا زکو بے بے عنقا عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا بے قراریِ انظارِ دردِ سر
نستی وستی و مرگ و فنا پوچھ رو نے کا مزا یعقوب سے سر کے رکھوئے کا نیچے تیغ کے جنگلوں میں ٹھوکریں کھانیکا لطف	ذلت و رسوائی و رنج و عنقا کلفت و زحمت کا حظِ ایوب سے پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے اور سپاٹوں بیچ مگر نیکا لطف	لذت اور کیفیت ان سبکی ذرا سر کے کٹنے کا مزا بچی سے پوچھ آہ وزاری کا مزا آدم سے پوچھ فرش سے ناعرش پھرنے کا مزا	عاشقانِ با وفا سے پوچھ جا لطف ان چرنیکا ذکر یا سے پوچھ درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خون میں لو مگر جان دینا بے خطر باذوق تر	پوچھ سب کا شہیدوں سے زر	لذت و کیفیت و ذوقِ مزا	

<p>سہو کے سبیاں جاں فدا کر نیک لطف روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ ابر سے رونے کو خور کے سوز کو گرمی دل چشم تر ہو دے نہ گر عشق کی باتوں نے مج کو لے عزیز عشق نے اگلے کیا مجھ پر اثر عشق کی باتوں کا سن کر شورغل ہندو لے شب کا جو گزرا حد سے جو ر اٹھ خونور کے بصد غمزہ و نیاز چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال آتش گھر سے نکل پھرنے لگا گندراتا بازار میں ہو غم بسر جو گیا سحر میں تسکین کے لئے گر تسلی ہو گیا اندر پہاڑ جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب غنچہ دل کب کھلے عاشق کا یار ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار دیدہ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار ہو وفاں مہیوں کے دل سے دور کب جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار مرض دہک نے جو گھیرا جان کو دیکھ کر مہر دو ہم مضمون کا حال جنس اپنی جنس سے ہر فیضیاب آرتی ہم جنس میں صورت میں ایک ہو گئے اوصاف جو سب رنگ بزرگ</p>	<p>پوچھے جان بازو نے وہ مر نیک لطف شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ باغ و انمار جہاں سے پوچھے تو باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر خواب غفلت سے گئی بس ہر کھل ترک خود اس کا ہوا قاتل بزور کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال در بدر صحرا یہ صحرا جا بہ جا اور دل مضطر تھا چون کو نہ میں زہر اور اٹھ دسے بگولے آگ کے اور غم کا اڑا سر پر پہاڑ تھا ترقی پر چلن اور اضطراب بے ہوائے گل کب یار گلخوار باغ میں ہو دے اگر چہ سو بہار بے نظارہ نہ کس بیمار بار تانا نہ ہو دلبر سے اپنے لب لباب کب علاج اسکا ہو جزو بیدار یار دلیں آیا چل بیمارستان کو ہوں دل غمگین مر اشدیر سماں غیر جنسیت سے ہوا ندر عذاب مختلف اوصاف رکھنے ہیں ولیک اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ</p>	<p>پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ گریہ ابرار و سوز آفتاب عشق سے دل گرم کرو اور دیدہ تر سر بسر بکواسکی حالت میں چھوڑ ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات الغرض کی رات اس طرح بسر صبح کا جسم ہم ہوا روشن چراغ چل کہیں ایسی جگہ تانا ہو دے کم ماہ کی ہوں کو بکولا گھر بہ گھر گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی سیر دریا کی کہ کم ہوا اضطراب اور مزار اہل دل پر بھی گیا آتش درد فراق بیدلاں کب ہو کھلت زہہ کا اضطراب ہو دے کب قمری کا کو نہ غم دراز جائے کب عاشق کے دل کا پینچا پ لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو الغرض تندرہ کہیں میں سو بہار کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار نہ کریں اوصاف کو مستغنیما</p>	<p>خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا کیمیا سے اس کے جا گلنے کو پوچھ باغ عالم اس سے ہے آب مہتاب گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر عشق جب کو لیکیا کس طرف موڑ جس طرح ہو آہو پیش شیر نر یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ اضطرابی اور بیتابی و غم شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر مٹھی زیادہ اور دل کو بیکی جوش پر تھا اور سحر سوز و تاب پر ہوا برگز نہ عقدہ دل کا وا کب کچھ بے آب وصل دلبران جب تک دیکھے نہ روئے آفتاب گلشن و گلزار سے بے سرو ناز ہو نہ گرزلف صنم کا سایہ یاب تانا وہ ہم بستر جانا نہ ہو پر نہ آیا دل کو میرے کچھ قرار دیکھ مہر دوں کو نکلے کا ردل جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار فرتے کیوں ہوتے بہتر آشکار پھر ہے کا ہیکو ایسا اختلاف</p>
--	--	---	--

آنر شرمیں یہ اپنے ٹھان کے
جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا
تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹمک
دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی
دیکھ کر احوال اہل ابتلا
کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی
کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں
سہو رہا بلبل بھٹ نالوں کوئی
کوئی پیکر داروئے تلخ فراق
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی
سہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار
سہو کے مرض لادوا سے بے اماں
دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب

رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ

سری سقطی رحمہ اللہ

ہا ادب اٹھ کر مجھ تسلیم کی
غنچہ دل میرا کچھ بارے کھلا
صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی حیران کوئی پیچ و تاب میں
مثل بسمل خاک میں غلطان کوئی
زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق
تابش دل سے لکھ آہوں کی روی
پنی رہا ہے شربت زار و نزار
جان بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
سہو گیا موتوں میرا اضطراب

در پہ جانکلا بیمارستان کے
کھول در بیمار خانہ کا ذرا
ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹمک
کھل گیا گو یا درد لے غلغل
کوئی نالوں ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کہتا ہے کہ ہوں باحق تباہ
مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک
زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل
کرتا ہے پچھڑا بے بصیری کا کیپ
گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ
کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز
بیٹھی ہے ایک طرف کوچوں نیست
قید میں بھی تھی یہ اس پر آب تاب
دیکھا اسکے شعلہ رخ کی آب تاب
دیکھ یہ الفت بھری صورت حبیب
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں
دست بردل نغمہ خوش بر زبان

دیکھتا کیا ہوں کہ اک ٹمک فر
قامت اسکا گلبن باغ حرم
خال اسکا تخم شوق پاک باز
دیکھا اسکو ہو گئے غم میرے پست
کوہ کے اندر جو جیسے لعل و تاب
کھاتا تھا ناظر سو پیچ و تاب
ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب
شاخ طوبی سے ہی لپٹا سانپ جوں
عاشقانہ مثنیٰ غزل منہ سے عیاں

تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز
زلف اسکی دلم راہ سالکان
بیٹھنا اسکا وہ باہن و وقار
دیکھ کر کہنے کی جس کے بہار
تھی دو آنکھیں لگی چون شمشیر چراغ
بوئے خوش اس سے مرے ہند بلیغ
اور دو مضبوط یوں ہے کھڑے
جگہ جو دیکھا تو اتنے اس گھڑی
روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد

بالباس خوب ذریبا اک کنیز
لعل لب اسکا ہے جلن تشنگان
چرخ کو دیتا ہے پھر نیسے قرار
زگس و آئینہ تھے حیران و زار
ذوق مستی سے کہتے اندر دماغ
چنبھی ادا دل ہو گیا بس باغ غلام
مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے
دی لگا آنکھوں سے آنکھوں کی جھڑی
چندر شمس سے پڑھے باسو زور در

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیسخطا اس بیخطانے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے جملہ زنداں چونکہ در زنداں شہوند قید آب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں حرص جو قید فضاقت میں ہو بند بخی کو اندر سخاوت کے چھپا بند یاد مرگ میں کڑی طول امل کر تو واضح میں تکبر کو تو بند عشق حقیقی میں بند کر تو جب غیر کر خودی کو تو خدا میں محو نیک تاکہ سوان کو باس قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لوٹری نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنون میں سکتے اس سے ظاہری یہود قتال نقل ہے جانتے تھے موسیٰ طور پر کر رہا تھا یوں بصد زاری وآہ ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں مر میں اور نگھی کروں	پڑتا تھا دل پر مرے جوں نابخور بے شہد ہے عاشق جانانہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو بے بھلی جنگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے منتقی وزا بدوق خواں شہوند جو ہر انسان جب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں ہر غنا قلبی وہی اے ارجمند تاجیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکہ سے حقی مرتبہ تیرا بلند تا ہو باغ وصل حق میں تجکو سیر تاکہ معلوم ہو نہیں جزوات ایک گوہر مقصد زرد مقصد حصول تاحصت پر ہوئے مک اسکا مزاج روٹری اکبار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مغنون میں ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال	تاش گری دلے اس کے میں پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر طوق اس شاہ کو بولا داروغہ یہ سکر اے عزیز اسکے مالک نے کیا بند اسلئے طفل نادان کو کریں مکتب میں بند نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو یوں زرو سیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طبع کو محو تو کل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو کر یا کو محو تو اخلاص میں کوصفات حقیقی میں کم اپنے صفات اسلئے درویش فقر اہوش مند اسکے مالک نے بھی اس امیدی میں ہوئے شاید عقل ہوش اسکا بجا دردناک اک کھینک کے دل سے آہ سمجھو تم موسیٰ کا چروالہ مجھے یونہی تجکو بھی دیوانی جان کر	جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و حسیں کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو تھی یہ ایک مولیٰ کی شالستہ کنیز تاکہ شاید عقل ہوش آجا اے عالم ودانا ہوتا اور ہوشمند شکل انسان نب ہو خوب اور پسند پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم آہو عرفان کو جب کرنا ہے قید تاجیب اللہ کا پاوئے خطاب ہمکلام حق سے ہونو تا اے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تا ہوشی کے بندگان خاص میں ۱۳
---	--	--	---

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیرا کس جانو اے جان جہاں خوسال ل کے نہلاؤں تجھے ٹھونڈ کر ٹوکئی تری ماروں جو ٹھیں	تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم غمگین تجھ ہونے نہ دروں چلیں میں تیرے پیٹے اچھی سیوں	ہے بتا کس جانو اے جان جہاں خوسال ل کے نہلاؤں تجھے ٹھونڈ کر ٹوکئی تری ماروں جو ٹھیں
--	---	--

ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر اے رحیم والے کریم والے الہ تاروں قربان تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

ہوا اگر بیمار تو اے کردگار	جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار	ہو چو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے	کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے
پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو	اور کروں سونیکو لیسنترات کو	اے مرے رب جان مری تجھ پر نذر	اور سب اولاد گھر بار مرا
ہے کہاں نونا تیری خدمت کروں	سینوں کپڑے تیرے اور بچین کروں	دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر	دو دو گھی لاؤں ترے شام و سحر
مروغنی روٹی پکا کر اور کھیسر	اور بہت لھی دہی مسکہ پنیر	لاؤں میں تیار کر آگے ترے	روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے
اور کاہر گز نہ کھاتے دوں طعام	اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مرام	رخ و خم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں	تیری راحت کے لئے محنت بھروں
تیری خدمت سے نہ ہو فحش نہ تجھے	میرے خدمت سے ہونے نہ راحت تجھے	اے خدا تجھ پر ہو قربان میرے بجاں	اور سب بکریاں اور خانماں
اس طرح بیہودہ کہتا تھا شہساز	پوچھا چروالہ سے موسیٰ نے کہ ہاں	اسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا	بولادہ جس نے مجھے پیدا کیا
اوںکے جس نے زمین و آسمان	عرش و کرسی دوزخ و جنت ہیماں	اور کئے جن و بشر اور درجیاں	ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں
بولے موسیٰ ہائے تو نے کیا کیا	ہو گیا کافر مسلمان کب رہا	ہے یہ کیا بیہودہ ہزیان کفر و جہل	بند کر نہ کو کچھ اسکو نہ سہل
اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو	ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو	کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ	کفر نے تیرے کیا وہیں کو تباہ
کھانا بنا پنا پھیرنا تیرا ہے کام	اور یہ کب خوشید کو زبیا ہے کام	گر نہ رو کا اس سخن سے خلق کو	آگ آ کر بھونکے گی خلق کو
گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی	آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی	گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں	ہو گیا کیوں دل سیاہ مرد دریاں
جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا	پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا	دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی
کس سے یہ کہتا ہے کیا خالوسے تو	یا کہ باپ اپنے سے یا عوسے تو	جسم تن حاجات بشری تو قرار	دیتا ہے اندر صفات کردگار
کھانا وہ کھائے جو کھتا ہوں شکم	کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم	وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما	چلیں پہنے جو کے ہو محتاج پا
وہ منزنہ ذات حق دانہ پے راز	پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز	بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو	صفت اسکی صفت حق میں بات ہو
اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا	اس طرح کی گفتگوئے ناسزا	نے کہ در حق جناب کبریا	بے بدل بے مثل بچون و چرا
اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات	دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو تباہ	گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ	گر چہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ
وہ کریگا قصد تیرے قتل کا	گر چہ ہوشو شو حلیم و پارسا	فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح	مرد کو بولے نو وہ ہو رنج و قدح
پانچھ و پابہیں ہمو آسائش تمام	اور خدا کے حق میں آلائش تمام	لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا	ہے وہ خالق والد و مولود کا
ہے وہ پیدا ئش کہ آیا جسم جو	جو ہو اپیدا ہے اس عالم سے دُ	کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے	خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے
بولا چروالہ کہ تم نے یا نبیؐ	سی دیامنہ میرا لب پر مہر کی	اور پشیمانی کی آئش سے بھلا	جان و دل میرا دیتا تھے جلا
کہہ کہ یہ اور بکھرے دل سے یک آہ	پھل کر کپڑے یا جنگل کی راہ	بچو دوسرے مسیت با آہ و فغان	نالہ و زاری ہوا کرتا رواں
آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا			میرے بندے کو کیا مجھ سے جلا
میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو			یا جلالی ڈالنے آیا تھا تو

عقاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ چروالہ

ہر کسی کو اصطلاح بخشہ ہے میں	ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں	رکھتا ہوں کردہ میں لفظ طلاق	ہو سکے جب تک نہ لے نام فراق
ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک	معنی دوہوں فرمودے بات ایک	سند یونکی اصطلاح سند مرج	ہندیوں کی اصطلاح ہند مرج
حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار	حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار	حق میں اسکے مرج تیری حق میں سم	حق میں اسکے مرج تیری حق میں ذم
اور اگر سخانی و جالاکئی سے ہم	پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد	حق میں اسکے نیک تیرے حق میں ہم
بلکہ خود آپ ہو جاؤں پاک	انکے کسب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک	بلکہ سو بخشش کروں بندوں بہتا	نے کیا میں حکم تالوں فائدہ
لفظ بیجا سے زباں ہو گرجہ باز	دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	میں نہ کیوں کھولوں تیراں کے نقل کو
سر بسر فکر عیادت کو جلا	دل میں اپنے عشق کی آتش لگا	چاہتا ہوں سب میں سوز و گداز	ہو زباں یادوں حقیقت یا مجاز
کان ویراں پر نہیں عشر و خراج	سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	اور سوز و تاب والے اور ہیں	موسیٰ آداب والے اور ہیں
سوتلوں سے ہے بہتر بہ گنہ	ہے وہ خون پانی سے افضل بے شبہ	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	گر گناہ ان سے ہو مت عاصی کہو
جامہ جاکوں کو نہ کرو تا تو رفو	رہبری منت ڈھونڈ کر متون سے تو	پارہ نہ غم ہے کیا غواص کو	گم ہو رسم قبلہ جب کعبہ میں ہو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخد مت
شبان یعنی چروالہ

عاشقان را مذہب و ملت جدا	پچھے چروالہ کے دوڑے بر ملا	تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے	۱۵
کھول تو اپنی زبان کو بر ملا	تیری برکت سے ہے عالم میں امان	ہو گیا کچھ اور حال عالی سرا	آفرین تجھ کو ہو تیری بات کو
اس سے چپ رہنا ہے بہتر و السلام	ہو گیا بے کچھ کو اب حکم خدا	گفتہ را دین ہے اور دین نور جان	بولائے موسیٰ نہیں میں وہ رہا
مژدہ دیکر اس سے موٹی نے کہا	جو ترادل سوختہ چاہے وہ کہہ	بے محابہ تو زبان کو کھول جا	اگر گیا وہ عرش سے اوپر پرے
شہد وحدت نے کہے ہیں مذہب	حاکم میرے کہاں پیچھے کلام	ملا کوڑا تو نے گھوڑے کے سرے	کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا	اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ	لے معاف لیفعل اللہ را ایشاد	ملا کوڑا تو نے گھوڑے کے سرے
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا	اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے	رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا	اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ
اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے	رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا	اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ	لے معاف لیفعل اللہ را ایشاد
ملا کوڑا تو نے گھوڑے کے سرے	کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب	ملا کوڑا تو نے گھوڑے کے سرے	کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سر ہا

لیک کب غلامش رہنے دے ہے عشق	کس طرح ہوں عالم پھر ہم از عشق	لیک ہو نہیں اپنے مستان کی مست	مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب	شمع روئے یار کی پروانی آد
گرچہ بھیدا پتا نہ کہنے دے ہے عشق	ہو سکے کب بند عاشق کی زباں	بے کئے معلوم میرے دل کا بھید	رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں	لیگی ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش
گرچہ بھید اس کا نجان مردماں	کر دیا جنوں کچھ کر مجھ کو قید	سب سے غافل اس سے پر آگاہ ہوں	وہ ہی بلاتا ہے اب مجھ سے خروش	
جبکہ مجھیں انبیا کم راز عشق	ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل بست	عشق سے اسکے ہو نہیں مست و خراب	ہوں کسی دانائی میں دیوانی آہ	

مست ہوں پر دل مرا ہشتیار ہے	جان آسودہ مگر تن خوار ہے	ہو گیا البتہ یہ مجھ سے گناہ	جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
ہے گناہ بس یہ کہیں کھتی ہوں چاہ	غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ	گر گناہ بتو یہ ہو مجھ پر گناہ	اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
عشقی نے اسکے کیو جاں میں گھر	تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر	شعاع رو کا اسکا جب تاپ ہے دھیان	انرا اندر جلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دل بر کا خیال	نوحی ہوں اس لئے میں سر کے بال	جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار	پھوڑتی ہوں سر کو دیوار سے مار
چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال	میں طمانچوں سحر ہوں منہ کو لال	خیر ابرو کو اس کے یاد کر	کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کر وہ خال روئے گلخندار	داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار	چشم میگوں اسکی جب یاد آگئیں	جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر آگئیں
نوک مڑ گاں کا خیال ہوا کے جب	مینہ چھن چن کر مرا چلتی ہوسب	یار کے شیریں دہن کو یاد کر	نون پتھر کوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آدیں جب دردندان یار	گور اشک سپہ کرتی ہوں نثار	ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب	تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قدر و قامت یار کا	کرتی ہوں شور قیامت کو سپا	یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال	خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور سا غریب یاد کر کے یار کا	زہر کیسے گھونٹ بھرتی ہوں آہ	کر لباس و پیرہنی کا اسکے دھیان	کرتی ہوں دامان گر بہاں دھیان
یاد آوے جب سراپائے صنم	جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم	یار کی ہبستری کو یاد کر	لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
کردردندان لب خندان کو یاد	گاہ روتی ہوں کبھی مہنتی ہوں نثار	جانتی ہے خلق دیوانی مجھے	عقل سے میلخت بیگانی مجھے
کوئی کہتا ہے اسے آمیب ہے	کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے	حال زار من نمی دانند کسے	ہستم اندر آتش غم چوں جسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں	ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی	بے مری ایسی مثال اے مرد نیک	ناک والا ہو کوئی کلموں میں ایک
اسکو سب کو بنا دین سر بسر	عقل و ہوش اسکا اڑ دین سر بسر	گر چہ اپنے کام میں عاقل ہوں نہیں	خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں نہیں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم	سکے ہنسدیتا ہے مجکو یک قلم	نے مرا غمخوار نے مونس کوئی	کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کے از ظن خود شد یار من	وزدروں من نجست اسرار من	اپنی اپنی بوجہ کے سب یار ہیں	کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جیسا مجھے ہیں یہ میرا فائدہ	ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ	اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد	ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج	کرتے ہیں وہ جس سے اور کڑے داغ	بندر کرنا کب ہے وحشت کا علاج	وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	ہے کہیں ایسا کہیں زریر فلک	جائے مرہم زخم پر پتھر کہیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار	دیں ٹھنڈائی کی جگہ زروئے حلا	نشنگی بھنگی کا کیا بھی ہے راہ	جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بچیا نیکا یہ کھیل	اڈلے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل	ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی	دوستی کی جا کر ہے جو دشمنی

۱۶

سہ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات نوری کہ سماں از کیفیت آن اطلاع می شود سہ مراد تجلیات کہ در میخوردی و خواب می شود نذر ۱۲ سہ مراد صفت بصیری لک قالی نظر و عنایت رلابان خود سہ مراد اشارت الہی باقی صفحہ آئندہ پر

چاہتے ہیں درخشنق اس سے ہو درد ماینہ راحت ہے مجکو اس کا غم عشق جان محرم ہے میرے جان کا پوہے درد عشق سے جو جام دل میں نہیں مجنون ہوں بس ہوشیار میں مسخر میری عقل و فہم عام شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے دل جلاسن گفت دل آویز کو یوں کہا اے شیخ جان کھونا ترا اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بنا اس کے صفو نیر موجب عالم فنا	اور ہے میری زندگی امیں مژور مونس وحشت ہے مجھ کو اس کا غم زخم غم مرہم ہے میری جان کا ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل آتا ہے طہنے جہلم سے مجکو عار اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام عشق کے دل میں نہ تحفہ چنے دی اجازت اشک گوہر زیر کو اُسکے صفو نیر ہے بہر و نا ترا تو رہے یا عقل شہن تیرا بجا عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا	درد جانان کس طرح چھوڑوں بھلا درد کی میرے دوا ہے اسکا درد عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جاکنی گرچہ اکھوں میں ہے زخم انتظار پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ماندم درقید زنجیر جنون درد کی سں گفتگو عشق کر گئے تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی اسکو سچا نہ اگر تو نیک بخت گر بہ بیہی یک نفس حسن و درد جان ددل نہیں جب مجازی عشق تہی	زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا اور تپ بجران کی دار و آہ سرد دائمی موزش ہے ٹھنڈک جان کی دھوتی ہوں اکون سے اسکو بار بار جاہلوں کے آگے دیوانہ ہونمیں بہ کہ باشم اہل عقل و دونوں جان و دل اندر وہ غم سے بھر گئے دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت اندر آتش انگنی جان و وجود کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں تاکہ ہو معلوم جان بازی کا حال جو بصورت پاک طینت نیک ہے
---	--	--	--

حکایت بطریق تمثیل

صورت و سیرت میں بس کمال تھا وہ پڑھنا تھا اک میر کے مکتب میں وہ گلبن نوحسن کے گلزار کا شیفقہ ایسا ہوا پسر فقیر حال سب بولوں کا پوچھا آن کر یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر کہنے سے استلا کے ہر چشم تر تھی نہ اسکو کوئی بیماری شناق عیش دکو تھانہ شب سوتا تھا وہ	خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ تھا بڑھادین و ذکامیں سب میں وہ آشیانہ طائر انظار کا ایک دم رہنا نہ ہے ابن امیر آخر اس بڑکے کو مخلص جان کر صحبت اسکی میں زادے کو مضمر اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر کھا گیا تھا میر زادے کا فراق خون دل پیتا تھا اور دنا تھا وہ	حسن کا اس کے کرو میں کیا بیاں میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں گاہاں اک روز امیر بیوقوف حکم اٹھا دیئے گا اس کے دہر یا الغرض اسناد نے مجبور ہو پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں آتش فرقت میں اسکے روز و شب کھانے پینے نے دیا اسکو جواب	تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان شکل صورت میں تھا یکتائے زماں میر کے بڑکے کی اور اسکی بجاں اگیا مکتب میں حسب اتفاق اور حکم سے یہ مضمون کہہ دیا جا کہا درویش کے فرزند کو ہے وہ لڑکا سخت بیمار روز بون جلتا جھنسا تھا البصیر سچ و تعب خواب و راحت نے کیا آرام خواب
---	--	--	--

درد و غم سے آگے ابواسطہ دہی یا ابواسطہ الہام باشد ۱۲۷ھ دہن مراد صحت منگی و اشارت الہی است ۱۲۷ھ مراد صفت مسمودیتہ و سزاوار پر
سے مراد جذبہ او معشوق عاشق را ۱۲۷ھ ہرچیز کہ در آن چیز مشابہہ انوار غیبی و ادراک معانی کی کشتن ۱۲۷ھ مراد جامع جمیع اعار و صفات ۱۲۷

بھوک زیادہ ہونو کھادل کے کباب	پیس اس غالب ہونو دے اکھو لے تر آ	بے کھی ہنستانہ کرنا بول چال	عم کو نہیں پڑا رہتا نہ حال
ساگلو اس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا	اندرا ندر کھا کے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے بڑکے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر توجہ تیر	جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے بڑکے کا پہنچا یا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد ل چھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیماریاں	اب کوئی دم کاموں جہاں یاریں
جان لے القصہ میرا بیگیاں	جسم تڑپے ہے سیاں اور جان دہاں	تو ٹکڑے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کالایا پیام
میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
گرتا دل چھ پر یوں ماٹل ہے اب	بھیٹے میں کون چیز حائل ہے اب	دل ترارہتا ہے گرجھ بن اداس	بھیجتا کیا کون نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے بڑکے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لٹ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پوشیدہ یہجانا اٹھا	وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا	اور زمین پر اک طرف بڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اجا سے جلدی سے اٹھا	میر کے بڑکے جا آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر باجرا	میر کے بڑکے نے پھر سنکر ذرا	اس طبق کو دیکھا جو رد مال اٹھا	دل تڑپتا یا یا اس میں بر ملا
دیکھے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس بوٹ بوٹ	وہ تول کو دیکے راحت پا گیا	دکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکے دل آرام اس کو ہو گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جانناڑکی لا تو خسر
سننے ہی خادم گیا داں جلد تر	اور اس جانناڑہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا	جانکو جانان پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کاٹنے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نور نے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جان بحق تسلیم آہ	سکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس در رو کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب زیر سٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دید یاد لبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکیں نے اشارہ دلر با	دید یاد ل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں دیداد ل تنلیل	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دل دیلا کھوں خریدے جینے داغ	اک کلی دیکر بیا پھولوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذلجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق مولیٰ کو نہیں لیلیٰ سے کم	کیوں نہ ہوں مجنوں میں اسپر یکتلم
شع پر پر دانہ ہو چل کر فنا	عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زنان مہر مست	ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست
حسن یوسف عکس حق ہی ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت وہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذلجلال
گوی شو میگردو پہ پہلو سے صدق	غلط غلطان و زخ چوگان عشق	عشق حق میں توجہ دے اک جاگو	پا دے بد لادس سے لیکر سات سو

<p>کہر چکی جب یہ حکایت دردناک پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں کو نئے بت نے تری ماری ہے راہ کسی تیغ ابرو کی کمال کہاں ہے تو ہے تو کس چاہ ذوق میں غرق اب ہے ہشتہ میں بیج تناسل کے تو کو نئے آزاد کی قیدی ہے تو</p>	<p>حضرت تحفہ لغیم پر سید چاک بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش یوں کہا پھر شیخ نے اے با ادب بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں کھل گئے سب دل میں سرا جہاں گر ذرا دشمن ترا ہے کون ماہ کو نئے دلدار پر ماں ہے تو ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب ہیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو کو نئے شمشاد کی قمری ہے تو</p>	<p>عشق بنو دعاقبت ننگے بود آہ بھر کر گئی خاموش ہو بولی لبیک اے سرتی با تمیز مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد پر بنا ہے کون تیرا ماہرو کو نئے مطلوب کی شائق ہے تو ہے تو کس تیرنگہ کی ددختہ عشق میں کس ماہ کے ہے تو بلال گیند کی جو ہے جو غلطان بر گھڑی</p>	<p>عشقہا نے گز پڑے رنگے بود تھر تھر کر گر بڑھی بے ہوش ہو شیخ نے اسکو پکاراے کنیز نام جو لیتی ہے میرا بر ملا غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے درد شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو کو نئے محبوب کی عاشق ہے تو کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ کو نئے ہے سرو قد کی پائمال زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا عرض کی تحفہ نے اے قطب زمان یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور عشق سے پر جان جسے دی مجھے مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا</p>
<p>بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است</p>			
<p>کون ہے محبوب تیرا گل بتا ہے مرا محبوب خلاق جہاں حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور یاد میں اپنے بہر سو کی مجھے نور عرفان سے مراد ل بھر دیا آپ کو چھوڑا گئی تل اس کو میں کیا میر ہستی میں ہے وہ جلوہ نما اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ جسکی پائی بولتی ہے خلق سب فرد مطلق لایزال و لم یزل جان عالم جانوں روح جہاں عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک آدم و جن و ملک حور و قصور اور سوا اسکے نہیں کوئی حنیب عکس جن حق ہے یوں خود سنگ پر</p>	<p>دل دیا جسے دیار دل اس کو میں اپنی سقی بخش پر ہوں نہیں فنا اپنے ہوں افرختہ پر سوختہ ہے مرا محبوب دو عالم کا رب ذات برحق بادشاہ بیدل ہے مرا محبوب سرکن فکاں ہے مرا معشوق وہ پیشہ شگ ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور ہے وہی دلبر مرادہ ہی حنیب حسن محبوبان عالم سر بسر</p>	<p>مالک دارین کی شائق ہوں نہیں اپنے اسجاں بخش کی مردہ ہوں نہیں اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز گاہ قمری اور گہ بلبل ہوں نہیں جسکی بیکتائی کا شہد اللہ گواہ ہے وہی موجود مطلق میرا دوست جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب ہے پڑی بد مست بجان و خبریں فرش سے عرش موجودات مست ہے اسی کی پرتوہ کا سب ظہور</p>	<p>خالق کو میں پر عاشق ہوں نہیں دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں نہیں ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز اپنے اپرا ب سر دگل ہوں میں جسکی محبت کی ہے کثرت جلوہ گاہ ہے وہی معبود برحق میرا دوست ہے مرا محبوب مطلوب و حلیب جسکی پی کر کے میں حیرت زمیں جسکے جام عشق سے ذرات مست ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور</p>

<p>جس براندرودہ ہے یہ خوبی خلق ساہہ اپنے اصل کو جب چل گیا ساہہ تو جا اصل میں اپنے ملا یعنی جب معشوق اسکا مر گیا چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے پر توہ حب اصل کو اپنے گیا اصل اور ساہہ میں سمجھا کہ نہ فرق آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب عشق بر مردہ نباشد پائدار عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار ماسوا حتیٰ کے جو کچھ موجود ہے غیری کب ہے وہ ہے موجود یار ۲۰ اتولی کو دور کر کے کر نظر شع گرا لاکھوں تجھے آویں نظر آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا لکھوں یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں قطرہ میں دریا سماوے کس طرح کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ شیخ سری بی سخن تحفہ سے سن سنکے اس سے بیدل میٹھے کلام یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا بعد از ان اک اوصہ کو گر رطبی دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ</p>	<p>عکس خوبی ہے مجبوری خلق خالکین عشق مجازی رل گیا عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا عشق تھا جسپر کچھ وہ کیا تھی شے رہ گیا عاشق بچارہ دیکھنا چھوڑ دیا کوہو اطرہ میں غرق اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب عشق را برچی و برقیوم دار زنہہ اوقام کا کہ عشق اختیار شکل ہستی ہے ولے نابود ہے اول و آخر نہان و آشکار ہے وہی خوشبید ہر جا جلوہ گر ایک ہی جب نور پر جاوے نظر عقل جزوی اس کثر سے ہے دنگ ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو ہے وہی نور منزہ چار سو ہے ہی بہتر کچھ رہتا ہو نہیں زرہہ میں خوشبید آوے کس طرح</p>	<p>اگر کیا جب زہر ہوئی ظاہر مسمی ہو دے گرا عشق مجازی کو کچھ عقل جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز ہو گئی باہر بدن سے روح جب پر توہ حسی حقیقی کا وہ محققا کھل گئی جب آنکھ تب فریاد کی دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر جب خیال ماسوا باطل ہوا عشق زہرہ در روان و در بصر عشق زہرہ کا ہو ہر دم نازہ تر بندر آکھوں کو کر دل سے نظر ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک میں اسی دریا کی سب موجیں ضرور ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو زرہہ کہ دو نہ پڑھ اور دو نہ جان ہے ہماے وحدت اب پرواز پر باد اندر مشک آسکتی ہے کب</p>	<p>اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہستی ساتھ اس ساہہ کے کرتا ہے نقل تب حقیقی عشق میں کر ترک و تاز ہو گیا عشق مجازی سرد سب جس پر یہ عاشق ہو اتمقا مبتلا عشق ناقص میں عمر بر بار کی عشق کیا اور کی نہ سورج پر نظر عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا میشود ہر دم زخمی نازہ تر دل میں اور آنکھوں میں با صد کوفہ ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر دو نظر آتے ہیں احوال کو ولیک گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور عقل اس کثرت سے حیران ہے ولیک حق کے اسماء صفات ہی جلوہ گر وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو جان اسمیں آپکو جو نہان آوے کب دام سخن میں اے پردہ آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب نور میں ظلمت کو ہو کس طرح راہ رہ گئے حیران و تشدد رہے سخن ثربت توحید کو بس کر کے نوش بند چھ آزاد کو بس کر دیا چند شعرا پیے مناسب حال کے بہر حق کراس ولیہ کو رہا</p>
<h2>روح بقصہ</h2>			
<p>قد و وحدت سے ہونے شیریں کام روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلیر کہا شیخ نے جان گئی مراں گھڑی اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ</p>	<p>کر کے اس سے گوہر معنی گوش جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے صاحب بیمار خانہ سے کہا</p>		

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ گرتو آزاد دو عالم کو آزاد پھر کہا یوں شیخ نے لے سنہ جاں قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں طوق رنج اور یہ زنداں میرے اب	آہودے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ دو جہان میں تاکرے حق تجھ کو شاد اب چلی جاتر دل چاہے جہاں قید باطن کی ولے پابند ہوں اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب	ماترے برادے حق امید کو انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر بندر کرسکتا ہے اب تجھ کو کون قید میں منصور کی قوت کا حال	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا گھر شیر معنی ہوں نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنائے تو شخصال
--	--	--	---

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

ساتھ اس کے تھے تین سوا اور چند یوں کہا سب نے یہ گر مکان ہے جو ہاں اگر چاہو تو دوں یہی تم کو چھوڑ قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص اور ہیں درباں دروں پر مستعد شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر رہو گی دے بند شیخ سہری نے کہا ہنسکر کہ یوں	اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پیرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکر کے دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بندہ کے بند ہو جا امیرا بیباں گر بند بند ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوقنوں	فانی حق عرق بحر نور کو تم اگر چاہو تو دوں نہیں سب کو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں تجھ کو ہر اس بندوست و پاسے انکے گر پڑے کسی طرح جائیں در زنداں ہے بند کہہ کے یہ اور کی سولے زنداں نظر اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے ور نہ صابر ہوں نہ میں گھبراؤنگی میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ جانب زنداں بندی بے اماں سکے بیخوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہو گئی میری سب مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز اور سب نالائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کیا	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے لکے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل پے مرے سینہ میں اک ستر نماں اس طرح میں بھی ہوں حکم تین بند اس مرے محبوب نے کر دی مجھے گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی اس سخن سے ہو گیا اب آشکار
---	---	---	---

ملاقات شدن شیخ سہری سقطی از

تاہر مالک تحفہ

آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب سو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدا کہے شمار لہماں تعظیم مسجد جی کنسند	ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا لکھد یا پھر شیخ کے پاؤں میں سر شاہ معنی کو کیا ہے دنوار درجفائے اہل دل جدی کند	پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سہری بولابرت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کر لے باتمیز لائق تعظیم پر تو ہو ستم کب سے مسجد جزو رون اولیا
---	--	---

<p>خار کو جلنے میں لگی اور گل کو خار ایک کو سمجھیں میں سوا اور سو کو ایک دانا کو نادان اور نادان کو عقل اور جو میں مجنوں انہیں عاقل کہیں ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل کیوں کیا اس آئینہ کو پرغبار قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا یہ جینوں اھکو ہوا کیونکر شروع کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے</p>	<p>ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار نیک کو جا میں ہیں بدادر بد کو نیک خوار کو سلطان سلطان کو ذلیل عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار ذلیل کیوں کیا اس گلبدن کو خوار وزار کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا حال کیا رکھتی تھی اور کید صر جوغ</p>	<p>باز کو پیشہ کہیں پیشہ کو باز شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم اہل کو نابل نابلوں کو اہل پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان خاکین زر کو ملاتا ہے کوئی اول اور آخر سے یکسر مویو</p>	<p>کیا نظر بند ہی ہے اے دانائے راز چاہ کو جلانے ہیں راہ اور راہ کو چاہ غم کو شادی جا میں اور شادی کو غم سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل خلاق جسکو جانتی سردار ہے اس کینزک کو کہ ہے سلطان جان جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی کر میں اس کی حقیقت مجھ سے تو</p>
<h3>بیان نمودن تاجر حال تحفہ لاجمہ اللہ</h3>		<p>ہو گئی ہے کب سے یہ نہت اسے اشک سے لعل و گہر کے نثار سینے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش کان دیکھ نامرے دل کا دھواں</p>	
<p>اس بلائے ناگہانی کو مری آگیا اک کوچہ بیداد میں ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم سب گئے ہیں ہل و پروانہ بن بردا تاجر دوان عقل و ہوش کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں سوا آنے درہم اسکی قیمت میں ہزار خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر پر عیاں چہرے سے سو دائی پنا</p>	<p>سینے ساتھ اس کے کہا نیکو مری ایک دن پھر تانتھا میں بنداد میں ایک سے پوچھا میں کیوں آئیہجوم دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن جلوہ آں ماہرہ از راہ گوش دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر ہیں خریدار اسکے صدہ پیش پا یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار آیا خوش ہو کر کہ پھر میں جلد تر اسرے پار کھتی تھی زیبائی پنا</p>	<p>عشق کے کیجے در تحفہ بگوش نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام جنی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام دل میں پھول اسکی تنہا کا کھلا بہر تسخیر پری آگے بڑھا جسکی ہے تعریف میں قاصر زبان اس کی قیمت دو نکا میں سب سے سوا فتنہ دوران آشوب زمان خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل</p>	<p>۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک آرد ہام بتنا ہے اک شاہد خورشید نام وصف اس گھر و کاجب مجھ پر کھلا الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا لے لیا میں مول آخر کو بجان خوبی و حرفت کا تھا پس اسکے نخل شوق کی بیکر کے اکرن بنگ کو تھا زبان پر یہ کہ ہے فریادیں چارہ پیماری کا بیکس کا رفیق دل اہندہ میدلاں عاشق نواز پردہ دلیں مرسلی تو نے جا</p>
<h3>اظہار شدن عشق تحفہ وزوز شوراد</h3>		<p>یاد ہے مایکا بے بس کا شفیق مہم زخم دلان پاک باز خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا</p>	
<p>دستگیر نا توں عاجز نواز مرے دلبر سے جانکے حبیب پرے تیرے عشق سے سب تن مرا</p>	<p>دستگیر نا توں عاجز نواز مرے دلبر سے جانکے حبیب پرے تیرے عشق سے سب تن مرا</p>	<p>یاد ہے مایکا بے بس کا شفیق مہم زخم دلان پاک باز خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا</p>	<p>یاد ہے مایکا بے بس کا شفیق مہم زخم دلان پاک باز خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا</p>

دلم غم میں تیرے جیسے میں پھنسی	ہے قسم تیرے جمال پاک کی	غیر کا گردن بے بند بندگی	بندگی تیری ہے میری زندگی
غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی	ہر رگ و پے میں سما یا ہے تو ہی	تخم الفت تیرا دل میں جم گیا	دو جہاں کا دلے میرے غم گیا
کر مجھے اپنے کم سے اپنا خاص	ہاتھ سے اس کے تو کچھ کو خلاص	دستگیری کر کہ بس بیس ہوں میں	بیکسوز کا تو ہے کس بیکس ہوں میں
اور کیا روزنا شروع اور ہائے ہو	بعد ازاں اٹھ کر کے تو ساز کو	کھولدی مژگانے مہر جان کی حوی	کہہ کے یہ پھر بے تماشا رو چڑی
تا جزا اور ساتھ اسکے سب چھوڑا بڑا	جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا	آرزو میں دل سے اپنے چھوڑ دیں	ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں
زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے	تیر عشق چھینکا کسی خوش ماہ نے	سر میں اس زینا کے سودا پڑ گیا	بول ناٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ
جسجو اسباب کی ادھر ادھر	لیک کی ہر چند سب نے باہر	پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر	عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر
زخم دل کھایا جو اس معشوق نے	ماری تیغ عشق کس معشوق نے	کو ن سے بت نے ہے مارا اس کو آہ	پر سپوروشن سوادہ ہے کون ماہ
لب یہ خندان نے زباں سے گفتگو	عیش دکھو تھا نہ سونارت کو	کھنا اور پینا تھا اس پر سب بال	گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال
تا ردامی میں نہ چھوڑے بات کو	منہ کی گریباں سے عداوت ہاتھ کو	بھاگتی تھی مثل حوشی سب سے یہ	انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ
گاہ خاموشی سے کئی تھی کلام	شورا افغان کی کبھی تھی دھوم دھما	اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال	آہ نالہ سے اسے الفت کمال
مجلو ہونے دے نہ خود سوتی تھی یہ	رات بھر ہنستی تھی یاروتی تھی یہ	گاہ جا بگلی میں دروازاں کو توڑ	گاہ سر سرتی تھی دیوار سے چھوڑ
جان میری اس سے آئی ہے بلب	کام تھا اگر یہ ہے اسکو روز و شب	گہڑا بچوں سے کرے تھی منہ کو لال	نہتی تھی گاہ اپنے سر کے بال

۲۳

مفقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور اور در غلبہ عشق الہی نو

بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار	گرچہ تدریر میں کریں میں سو ہزار
پڑھ رہی تھی شعرا اپنے حسب حال	چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال	کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق	کر کے بس آہن ولی سب نے بذوق
گر یہ و افغان و آہ سرد تھا	جس کا سب مضمون سوز و درد تھا	عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں	اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں
سمہدی ہے آہ و زاری سے اسے	دشمنی ہے خویش داری سے اسے	عقل و جس اپنے سے بیگانہ ہے یہ	جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ
جب پیاسی ہو پیے خون جگر	کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر	خواب اور آرام اس کا سو گیا	کھانا پینا نازک اس کا ہو گیا
اور تپنے لوٹنے میں طاق ہے	راحت اور آرام اس پر شاق ہے	ٹوٹنا جگنا ہے پہنشی ہے خواب	نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب
ریچ و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ	گر بنے تھوڑا بہت روتی ہے یہ	عقل سے رہتی ہے بیگانہ سدا	ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا
مرتی ہے نہ نیستی پستی پر یہ	غش ہے اپنی بخود ہی مستی پر یہ	اپنے دے پروانہ جان کو جلا	ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا
شور و غل میں شہرہ آفاق ہے	اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا	ہے محبت اس کو و حدت سدا

<p>گردیا ہے عیش میرا سب خراب ہے خرید ادیکے درم میں ہزار جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر شوق کا خلقت کی ہے اس پر مجوم دل کو اک نغمہ میں بجاتی ہے یہ ذوق سے دور دوہرہ سر کو دھنے اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا جائے گلزارِ رام کو بید رنگ ہو صدرا سے اسکی حیراں کل جہاں اس سے واقف ہے خدا نے لایزال</p>	<p>اسکی اس حالت نے لے والا خطاب بامہمہ حال اسکو میں سوز و نار کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کال ہنر جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے صوم یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ جو کوئی آواز کو اس کی سنے لحنِ داؤدی اسحق نے دیا بلبلِ روح اسکا سن آواز چنگ مرغِ دل پڑاں ہو چوب کھو لہریاں اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال</p>	<p>اشک کو میں خودی دھونے سے عشق گنجِ دولت کی مرے کچی ہے یہ ہم مثل قیمت کے اس پر سوز اور اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر قال سے اسکی ہو عالم اہل حال مست ہوتے ہیں درد و دیو سب جا کے آتی ہے تنِ مردہ میں جاں صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ ہوتی ہے برباقیامت چار سو</p>	<p>اسکی اکٹھو کو بے منت رونے سے عشق اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ رکھنا تھا امید نالوں میں بغور رکھتی ہے ظاہر جو چہن و جمال شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر فنِ موسیقی میں رکھتی ہے کمال ذوق میں اگر کہے یہ گاتی ہے جب واسطے نغمہ کجب کھولے زباں ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو</p>
<p>پر سیدن شیخ نسری سقظی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او</p>			
<p>بیچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے تہوں دست بردل دیدہ تر کھولی زباں بیچ کہا تاجر نے گر بیچ نہیں جکے معنی میں نے ہندی میں لکھے کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول ہو گئی حاضر یکا را جب مجھے ہو گیا وہ وارث ہر دم سرا زہر ناقص تلخ و تیرہ مثل قند فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر</p>	<p>چمکئی اشعار عربی کے پڑھے بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول جو کہا مانا میں رغبت سے اسے ایک جنت کیا جو اس کا ہو با لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند</p>	<p>حال سے میرے نہ واقف ہو کوئی حقّی زباں محبوب اپنی اس مقام پر نہ تھوڑا اس درد دولت کو میں کی عطا جنت مجھے بے اختلاف سیر باغ وصل میں مشغول میں</p>	<p>کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی یعنی حق نے مرے دل سے کلام لے لیا بس کو جو الفت کو میں سب گناہوں کو مرے کر کے معاف فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں</p>
<p>ذکر عطار بنی اتہائے الہی در عبادت</p>			
<p>بندگان خود</p>			
<p>بدلے اک دینار کے دے کان زر لے ہے گندہ بیوے جو رد قصور لیکے دے نچائے جنت نامراد دل کے بدلے جان جان کون جان</p>	<p>لیکے شاخِ خشک دے بستان تر لے دو قطرہ اشک دے ریائے نور ہیں جو اعمالِ جوارح خاک بار دست تا بالِ درپردے اور زباں</p>	<p>بر لے اک دن کے درخمن تجھے ہام کو تر دے ہے باشک و گلاب بدلے اسکے دے ہے قرب بیگلوں آہ دل لیدے دم و صلت مجھے</p>	<p>سنگ بڑھ لیکے دے لعل و گبر نے گل پر زمرہ دے گلشن تجھے لیکے تجھ سے کوزہ آبِ خراب سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خون چشم نم لے دے یہ رحمت تجھے</p>

۲۴

لطف احسان کا ہوا اس کے کعبیاں پیشہ کو شہباز کے دلے بال و پر وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا چند ایام اندر عمر مستعار پیشہ عبئی دنیاک ساعت ہے بس مت کر ان انفاں خوش خوش اور دزار نوش تو سب چھوڑ کر مہ جائے گا آفریں جان کو جو اسکی رہ میں جا عہد و پیمان ازل کو یاد کر پاسبان ذکر کا کھڑ زور و شور ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق ذکر کر مذکور تا ہر دے عیاں ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر ہو ترے دلیں جہاں جان عیاں پیشہ خورشید کرم اے جان غم بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں دل سے جس دم عشق کا شعلہ اٹھا	بختہ اے ادنیٰ کو اک ملک جہاں رو بہ مسکین کو طاقت شیر نر وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا کر کے طاعت لے حیات پائنداً ایک ساعت وہ بھی بیرہت ہے بس غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہو شیدا جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا مہر جہاں کو جو ہوا اس پر فدا ذکر حق سے ملک دل آباد کر تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق نی کہ جو جس ذکر سے جاری زبان رویت اور دیدار ہو اُردن وہاں اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر جھکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں ہیں یہ دونوں ماہور ذرہ سے کم ہو ترے ہر جزوے جو کچھ عیاں جز واحد کے کون اے احمد رہا	تحت پر بخشش کی جو ہو حلوہ گر ذرہ کو خوشید کر دیتا ہے وہ ہوش کراے یار بہر وصل جاں وہ حیات جاوداں ہے انتہا ہے کہاں انسوؤں نیری ہوش و عقل تین دن کے عیش پر مت ہو نوناد توحیات جاوداں چاہے اگر مہر ناس رہ میں ہے تنگ زندگی غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا غیر حق کو دلے اپنے دور کر ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور ذکر لفظی عاضی ہے اے عزیز ذکر اور مذکور ہو جا ایک بار یہ جہاں نم ہے وہ ہم بے انتہا الغرض برق تجلی نہاں جب کرے عشق اجدل سے ظہور بند کر امداد اب آگے زبان	بندہ عاجز کو کھینے تاج سر قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ مرزہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا سانس تیری لائیکاں کرتی ہے نقل آخر ہو مثل عقیمہ نامراد پیلے مر نیسے جاگا ورنہ مر ہے یہ مرنا زندگی پائندگی پاس کر انفاں کا اے بیخبر عمر کی دولت سے لیجا گا چورا نور کے جلوہ سے دل معمور کر ذکر سری نور سہتی سے نفور ذکر روحی جو ہری ہے اے عزیز غیر حق کی کب رہی باقی شمار تم کو ہے اس یم سے بس نشوونما پھونک کر کر دے تجھے بس نیشاں میم احمد درمیاں سے ہو دے دور قصدہ تحفہ کو کر کہ ہم سے بیاں
--	---	--	---

۲۵

رجوع بقصدہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال وقال اور کہا دلیں کر بڑکوں سے گہر حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال مول لینا ہے بہت آسان تر لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ بچ میں تحفہ کو دوں سکی مہا	خاطر نار میں اپنے باکمال دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر گرچہ ترے پاس اک درہم نہیں بیچتا ہے تو اگر لے تاہوں میں	بویا ایک اسکی تمنا کا نہاں اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں نہیں
--	--	---	---

جس قدر زرجا پتے تھجھ کو سولے
میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر
جو کہ نقد و نفیس میرے پاس تھا
یہ رہا نہ وہ میں سیکس رہ گیا
شیخ نے اس سے کہا ملک صبر کر
بعد ازاں اٹھ کر کے باآہ و بکا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک لنگ
جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
پاس میرے کچھ نہیں پر اے حواد
کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
ہو مرا یارب تو اب حاجت برار
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
اور کئی ہمراہ خادم با ادب
شیخ نے اس سے کہا سو فتن تو
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
ہاتھ احمد کا پکڑا کہ آن میں
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
غیب سے کل آئی تھجھ کو یوں نذا
ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
یعنی خوشی بیٹھی تھی میں اے کبریا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا
خلق میں جو ہو گیا مشہور تر

لیک تحفہ سیمبر کو چھ کو دے
کب ہے تمہاں اس قدر دولت کثیر
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا
مثل عاشق بیدل و بیدل رہا

مرض کی سبک کے تاجر نے کہ آہ
تم ہو خود مسکین کہاں تمہاں زر
ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں

مناجات شیخ سمری سقطی طلب قیمت تحفہ رحمہ اللہ

رات بھر روئے بصد سو زنگر
بے ترے فضل و کرم پر اعتماد
اور عطا کر تحفہ کی قیمت تھجھ کو کر
کر نہ تھجھ کو سامنے تاجر کے خوار
آگیا دریا کرم کا جوش پر
بالباس فاخرہ روئے منیر
تھیلیاں پر زر لئے ہاتھ نہیں سب
کیسے آیا کہا اے نیک خو
جا کے سمری کی نظر کراں زماں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں یہی
باہر آئے شیخ با شوق دراز
لیگئے اسکو بیمارستان میں
مرض کی آؤ کہ اب تھجھ پر کھلا
بے شہ تحفہ ہے مقبول خدا
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
کر دیا تھجھ کو بلا میں مبتلا
کھل گئے سوا فتنوں کے اسپر در

مرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
کرو اے ادم اپنی رحمت کی نظر
سرخ و کر تھجھ کو تاجر کے حضور
بہتر حق ہو بجز رحمت موجزون
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
سے کھڑا در پہ با آداب تمام
کون ہے پوچھا دیا سنے جواب
مجھ کو اس رات اے ولی با خدا
دیکے سمری کو کراس کا جی خوشی
شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
میر کر لے ساتھ اپنے با شرف
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
یہ کہ در گاہ خدا میں بے گماں
چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو ب
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
بند حکم میں ہے جو ہے مستہر
بیزیت و رنگ و جد غصہ و چشم

ہو گیا ہوں فخر سے میں تو تباہ
جو خریدو گے اسے اے بہرہ ور
نے کینرک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
کس سجا اپنی مصیبت کو کہوں
لانا ہوں میں اسکی قیمت بے فطر
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ
حال میرا تھجھ پہ ہے سب آشکار
مجھ غریب و مفسس و نادار پر
دعا کر آیا ہوں میں اس پر ضرور
کر مجھ رسوائی اندر مرد و زن
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آگے در
اور شمع روشن لئے ہمہ غلام
ہوں میں احمد بن منشی اے جناب
خواب میں یوں پہنچی ہاتھ کی ندا
جان تو اس کی خوشی میری خوشی
سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا
لیگئے تشریف تحفہ کی طرف
بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
فضل رب کا اسپر ہر روز شہ
اور یہی کی اس سے مناجات اس گھڑی
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
ہے یہ بند آس سے بھی بس سخت تر
بغض و حرص و دشمنی کینہ و چشم

۲۶

<p>ہر طرف سے اس کے اوپر کر جوم مركز عزت ہو گمانی کی راہ شب قدر سے قدم ہو نیکی پوچھ آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں شیخ نے پھر پیش کی ہیمان زر قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا روکے تاجر نے کبھی آخر یہ بات جانے میری طرف مائل ہے یہ اب اگر دنیا کی دولت دو تمام اور جو کچھ ہے سیم و زرا کے سوا حق کی حقہ پر شتا تاجر نے گھر اور کہا گویا کہ رب العالمین مجھ سے رضی ہو تاگر پروردگار پاس میرے مال و زرقنا ہے اب الغرض دولت لٹا کر میرے پو گیا تحفہ کی برکت کا اثر عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا عشق کے دریا میں خود تھی فوطزن</p>	<p>آن کر برس ہے جیسے ابر جھوم آہن شہرت سے جب پکڑے پناہ عظمت عزت کو اسم اعظم سے پوچھ انس و نکی میل جبرہ پر رواں عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا خواب میں حق نے کہا مجھ کو یہ رات ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ کب قبولوں اسکو میں اے نیک نام وہ بھی میں نے سب فیروں کو دیا باندھ لی مولیٰ کے رشتہ پر کمر خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں مال میرا ہوتا تحفہ پر نشا خالصا شہ دیا میں سب کا سب رکھا بار فقر سر پر میر نے</p>	<p>گر تو ان آفات سے چلے پناہ بسے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب پھر پڑھائے اور درم چند بار یعنی ہے مقبول حتی تحفہ ضرور ہو گیا جب ظاہر اس کا مرنہ خالصا شہاد میں بالیقین کرد یا سب کچھ رقی میں نشا میر نے جو حال تاجر کا سنا جو رہا محروم اس حرکت سے میں شیخ سے پھر میر بولا مہر کے آہ چھوڑ کر کے شمت و جاہ و سر پہ دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر</p>	<p>دام عزت پکڑا اور اسن چاہ کیا قدر جانے وہ گمانی کی یار بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو جس کا نوطالب ہے وہ لایا ہوں قیمت اسکی دلیکا کوئی کب بڑھتے بڑھتے سینے ناچالیں ہزار پاس میرے غوشن بیگانہ سے دور کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا کرد یا آزاد تحفہ کے تشیں تا کروں حاصل رضائے کردگار ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا جل گیا سترتا قدم حسرت سے میں تم رہو اسباب کے میرے گواہ راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر کرد یا کیلغت سب کو راہ پر گھر دے مہسایوں کے سب ہی جلا پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ دن</p>
<p>بیان تاثیر صحبت کا ملان و تحریریں صحبت و خدمت الیشال</p>			
<p>کر لیا اپنا ساسکو بیک بیک پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ تو بھی ہو کمال کا بھائی ہنشین ہو وے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ گر چہ تو سنگ و آہن سے تہر رات اندھیری اور وہ میں گھٹیاں خدمت کمال کو کر تو اختیار</p>	<p>جو گئے کان نمک میں ہو نمک رنگ عارف کیوں نہ دے پتھر کی رنگ تا وصال حتی ہے ہو تو ہم قریں تا کہ ہو حاصل تجھے آسجیات صحبت کمال سے ہو لعل و گہر بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں دین و دنیا کے ہوں تاسب ملت کار</p>	<p>خوب کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر ہوئی بس اکثر کامل کی نظر ہو تو ان شیر دیکھے قدموں پر نشا خاک سے کم ہے جو ہر خاکی کا یار ڈھونڈتی ہے یار کو اے مرد کار بحر مقصد سیکر ان اور دور راہ نانوانی بندہ شہو سلطان مباحث</p>	<p>صحبت کمال نہ دے کیوں کر شمر سنگ و آہن جس سے ہو لعل و زر پھر شکار معرفت کا کر شکار صحبت نوری سے دیکھے سو بہار تا خدا تیرا ہو یا را و رنگار رکھ سناروں پر نگاہ تا ہو پناہ زخم خوں گوی شو جو کال مباحث</p>

خاک پانے کا ملاں ہواے پسر
دردی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر

تحفہ بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فاقہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک

اشک کے دانوں کی تسبیح بنا
در دور رخ کو کرا پنا رفیق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا باب

اس سے اسپر روتی یا سنستی نہیں
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جب تک ہو گا نہ دلبر کا وصال

ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ
تا نہ دیکھوں شعلہ رخصت ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل

گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کے یہ اور اٹھ کے بازار آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد انہیں

چھوڑے ہے جیسے نفیس سے جانور
روح صالح تن سے جون فرقت کرے
چھوڑتی ہے کب وہ جنت سے درے

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن اواز خلق

شیر خزان کی طرح دانسے اٹھی
جانکا ٹکڑا لیا ایک سر پہ ڈال
عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ چاک

اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
پیکر شہر نامرادی کا طریق
کر دیا آزاد حق نے تجھ کو حجب

واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہو نہیں
دل سے مائل ہوں میں اسپر پسر
پائے فرقت میں رہ نہیں پائمال

جب تک دیکھ نہ روئے گل کو آہ
میں رہونگی غم سے جل کر تباہ
خچہ سماں پر خوں رہے گا میرا دل

پر زرتی پر ہے عاشق کا خیال
چھوڑ کر سب کو لیا جنگل کا راہ
باہر آئے دیکھا تحفہ کے تسلیں

اڑ گئی تعبت ہونے ہی گھر سے بدر
ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے درے
اے برادر میں نہایت درگبی است

وانسے داہن خمار و ردہ چاک حبیب
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جا بجا
مل گیا خشکی سے نالگہ حسب خواہ

بلبل میں جس جو تھی بچہ میں واہ

سہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
ہو گئے اکسیر سے جوں مثل زر

تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس
منفسی و فقر کا تو شہ لیا

اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
شیخ سرتی نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں

اور روز ناس سے ہے اس پھر صرف
جان کو اپنی بو سہی کھو گئی میں
ہو نہ جب تک بجز تک اس کا گزار

میں رہونگی خون دل سے اشکبار
جان اور تن کو کو روں گی میں فدا
لیک سنستی کی کب بچھتی ہے پیاس

ہرچہ بروے میری بروے الیست
ہو گئی مثل پری اک دم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

ماہی بے آب کو دریا کا راہ
کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ سلاقات شدن

شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجسر

بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا

وہ ہوا صحرا لے بق و دق میں گم
حجب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

دام میں قید آہوئے وحشی جو تھنا
اب نشان اسکا کہاں پاتے ہو تم

شیخ و تاجر مینوں ہو بہم
مرگیاں میں سے رسنہ میں امیر
میر تون سے گیا مراہ میں
اک صد پر درد آئی کان میں
اے مرے معبود اے محبوب دل
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
پیس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
جو کہ غم سے ترے ہے پر اضطرار
جا کے دیکھا کطرف اک خستہ تن
سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو
سن کے بولی لالہ اکالہو
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر
ہو گئی ہے زہر سے جیسے نیباں
ہو گیا قامت الف سے اسکانوں
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر
میں وہ پایا خاک میں عزالت کی دل
سیم وزر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دفع درد و غم مرا سب کر دیا
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ

منفق ہو کر کیا قصد حرم
حسرت و دہوالم کا کھا کے تیر
شیخ و تاجر پیچھے بیت اللہ میں
جن سے خوش انکی پڑا آجائیں
اے مرے مقصود اے مطلوب دل
دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو
تیرے آب و فصل بن کب سیر ہو
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار
سر سجدہ خاک میں ہے نعروہ زن
اور کہا اے شیخ ستری خوش تو ہو
جہل ہو بعد علم کے اے نیک جنو
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے
مثل تنگہ ہو گئی ہے سو کھ کر
ہے گل پز مردہ کاٹے کی مثال
مار مردہ کی طرح کا کل نگوں
نخل تنہائی سے پائے کیا شمر
کر بیاں کچھ لطف و صف کبر یا
شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر
خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل
ملگیا کان نہاں سے ایک گنج
دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ
عشق سے اپنے مراد ل بھر دیا
دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر
بیگا ہمسایہ مرا اندر ہشت
آنکھ نے دیکھا نہ انوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو
دولت دنیا بھی کر کے سبغناہ
ایک دن باشوق دل اور عید صاف
تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیسہ تھے
ہے چراغ شب سیر و زوں کا تو
در دے ہے تیرا شفا بیمار کی
عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض
سنکے اس سے شیخ مضمون دعا
سنکے اسدم شیخ کی آواز پا
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
میں ہوں تحفہ جسکو کی تمنے رہا
ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن
سر زمین قدر ہوا اس کا خلال
قطرہ نون تھے ہزاروں چشم پر
کیا ہو حاصل تجھے کہہ بعد از ان
جب سے چھوڑا دونوں اور شہر کو
اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیاں
قدر و قیمت پائی میں چھینے یوں
خلق سے جسم ہوئی ہوں میں نہا
تخت پر اپنی محبت کے بٹھا
قربت حق سے ملے است مجھے
تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں
حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ
شیخ بولے وہ کہ کریم ہے ریا

چلے گئے پھر تینوں بیت اللہ کو
جاں بھی جان آفرین پر کی نشاں
کر رہے تھے کعبہ کا طواف
یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
شادی دل ہے شب اندوزں کا تو
زخم تیرا ہے دوا دن زار کی
آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض
مثل سیل اشک اس جانب چلا
چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
جسکے نالہ سے مراد ل خون ہوا
آشنا کے بعد سونا آشنا
پائی پردہ سے تیرے میں سونوا
خاک میں غلطان ہے اسکا تن بدن
بدرتین گھٹ کر ہوا مثل ہلال
ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شہر
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو
کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں
جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
تاج الفت کامرے سر پر دھرا
غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے
مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں
سہقریں بیگا مرا جنت میں وہ
خط آزادی تجھے جس نے دیا

تا جہ دل خستہ الفت میں تیری	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری	بے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سنتے تحفہ نے دعا لگ دی ہیں کہ	مگر گئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مگر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فلک کی اسنے جہاں	عمر طاعت میں گزار ی یار کی	مرد وار آخر کو جہاں بھی وار کی
چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شائگی	سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں گرتجھ کو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاج بھی ناگہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدلی سے وہ بھی گر خاک پر	مرا گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا للہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجھیز اور تکفین کر	خاک میں دونو کو مونا سپر بسر	شیخ نے دونوں کا گور و کفن	بعد راہی ہوئے سنوئے وطن
رحمت حق ہو جو شام و سحر	ان شبید دن کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نشانہ	دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تحفے اور اکاسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	تحفہ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم بودھی و فاضل بلعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول

بدرست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں	آہ وہ دلبر مراد لدا نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھر دیا	آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں	آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں	آہ جسے دل دیا بس رنج لیا	آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مراد درد و غم	آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں	آہ کہوں کس سے میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ اے انداد نہ کر آہ آہ	آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی قدرتِ حق یہ ہے جس سے درجہاں ہے منزہ وہ توازن کون و مکمل ہے تو ہی پروردگار درو جہاں ہم سے طاعت کب تری آوے بجا	کُن سے پیدا جسے موجودات کی ہو گئے دُخروف سے کُن کے عیاں اُسکے پُر اوصافِ قدرت ہیں عیاں ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جان ماں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب حکم کاف و نون کے ہونے ہی ہوا یا آئی تو ہے بیچون و چگلوں خوانِ الوان عام ہے سب پر ترا تجھ کو جولا لُوق ہے اطاعت اے خدا	جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا راہ اپنی کا مرا ہو رہمنوں شکرِ احسان پر کروں تیرا سدا ہو دے شاید جب کسی سے کچھ ادا
--	---	---	--

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ کس سے جو دے نعت ختم المرسلین ذات پاک احمد ہے و الشمس والضحیٰ ستر و عالم محمد شاہ دیں ذات پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہوئی مگر	کرتواب کام و زباں شیریں ذرا جز بذات پاک رب العالمین چکے یہ ذرے ہیں سارے اولیا پیشوا کے اولین و آخرین ہوتے کب ارض و سما جن و بشر آل اور اصحاب جتنے میں تمام	نام پاک اُنکا ہے احمد مجتنبے ذات احمد ہے وہ بحر سیکراں ہے سزاوار اُسکو تاج سروری حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر اُس پر چھ امداد تو لاکھوں صلوات چھ تو اپنے تئوں درود اور ستوتو سلام	ہیں وہ مقبول جناب کبریا جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان زیب اُسے ہے خلعت پیغمبری وہ یہاں آئے ہیں سب سے بیشتر تجھ کو ہر جگہ کی شفاعت سے نجات
---	--	--	---

مدح مبارک ہر چہاں خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دیں تیسرے عثمان با علم و حیا صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا تو بھی جان و دل سے اے لہ لو اب	چارید مصطفیٰ اہل یقین چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا ہے ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا رہ فدا نپر سدا ہر روز و شب	اولاً بوبکر صدیق اہل دیں اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا جو کوئی بداعتقاد اُن سے ہوا	دوسرے عادل عمرؓ والا یقین ہیں ہدایت کے فلک پر دے نجوم اور خوش میں ان سے حضرت مصطفیٰ ہے وہ مردود جناب کبریا
---	--	--	--

اس داستان میں نبر کا حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میان حیو نور محمد زین العابدین

عاشق و معشوق رب العالمین	سرور عالم شہ دنیا و دین	دے زبان دل کو اب کچھ ذائقا	نام سے مشرکے اے امداد آ
بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز	واقعہ اسرار حق دانائے راز	مظہر حق مصدر سر خدا	ماہی دریائے توحید خدا
مفتدائے جان جانان جہاں	پیشواؤ شاہ شاہان جہاں	تاج بخش اصفیاء تقیہ	شاہ دین سرخیل جملہ اولیا
دافع بدعات و کین کفر و ظلم	حاجی دین مبین خیر الامم	رہبر ہر فرقہ و اصحاب علم	رہنمائے زبدہ ارباب علم
کعبہ معبادوز ہاد اہل دین	قبلہ ارباب اصحاب یقین	بجر علم معرفت نجم الہدایا	اختر جریخ ہدایا عطا
پیر و مرشد میں مرے اور رہنما	حضرت نور محمد اولیا	حضرت نور محمد نیک پے	یعنے پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے
جس سے میں پُر نور یہ ہر دوسرا	دیکھ تک جلوہ در اُس نور کا	سرسے پاک مصدر انوار حق	میں وہ بیشک مظہر انوار حق
ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا
قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے	چشم رحمت سے نظر جس پر کرے	چرخ غیبی کا ہوا ماہِ جلی	خاص جلوے کی چمک جس پر پڑی
ہے ہر اک انمیں سے خوشنید جہاں	پرتوؤں کا ٹسکے کیا ہو دے بید	ہو گیا ذرے سے خوشنید ضیا	پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا
اور وہ ہے آفتاب آسمان	کیونکہ یہ سب کے سب خوشنید ہیں	ہے وہ خوشنید فلک بے قیل و قال	آگے اُنکے ذرے کے ذرہ مثال
نور سے اُنکے ہر حاصل رنے یار ۳	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	ان سے حاصل کار خیر اور ان سے یار	ان میں ان میں فرق ہے بس بیشتر
سایہ نور محمد میں تو آ	چاہئے تھکوا اگر وصل خدا	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر	دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر
جا قدم لے دو ڈمیرے پیر کے	الغرض جو راہ حق مطلوب ہے	روئے جاناں پر پڑے تیری نظر	عکس سے اُس نور کے تالے سپر
کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا	بلکہ سوچنا اس سے ہے نور ضیا	فیض باطن ہے دے اُنکا جمال	گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال
انکی دونوں مجھ سے اے نیکیاں	سال تاریخ اور تولد اور وفات	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	اب تو بے شک وہ ہر اس نور ہے
بلکہ سو پر تمہارا زیادہ ایک سال	ہجرت نبوی کا اے فخرندہ فال	شبلی دوران ادہم کی صفت	حب ہوا پیدا وہ نور معرفت
اُنکے مرقم کی کرے زیارت وہ جا	جسکو ہو لے شوق دیدار خدا	اس جہاں سے جا لے باذوالجلال	بارہ سو اٹھ میں کر کے انتقال
پوچھ لے مجھ سے تو اب لے بے خبر	گزنہ آوے تھکوا کوری سے نظر	خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر	مولد و مرقم شریفان کا پسر
اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار	مولد پاک آپ کا ہے اور مزار	مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا	شہرِ جو جہان ہے اک جائے بُرا
ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف	سید محمود ہے نام شریف	ہے عجب دلچسپ درگاہ امام	متصل اُس شہر کے اے نیک نام
مرحبا کاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاہ	اُس جگہ ہے مرقم پاک جناب	ہے زیارت گاہ میرے پیر کی	پاس اُس مرقم کے قبلہ رخ نبی
اُسکو ہو دیدار رب العالمین	دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقین	اُسپسب اسرار باطن ہوں عیاں	اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں
سایہ نور محمد میں تو آ	کیوں پھرے ہے جا بسا سراتا	ہو ویں ظاہر اُسپسب اسرارِ حقی	کرتے ہی زیارت مزار پاک کی

ہونہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مُرید اور طالب اُنکے پیشمار اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو تو اے میاں ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں صحت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں لے اخی ہیں خلیفہ اُنکے گرجے بے شمار نیر بُرج کرم ماہ عطا عالم وزاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں ڈو ملک غیبی کے ہیں دوشم و قر	اُنکے خلفا سے تو جادامن سے لگ جنکی برکت ہے جہاں میں اٹھکار ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر دوں پتا خانہ کا میں اُنکے نشان نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں چنکے مٹنے سے ہوس خالص طلا تو برس کا بت پرست ہووے ولی لیک انہیں ہی دواعلیٰ باوقار گو ہر دُرجِ نعم بحر سخا متقی و پارسا و نیک نام علم وزہدان کا ہے عالم پر چلی بحر عرفان کے میں دونوں نشنا بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو نور سے دیکھ اُنکے روئے سیمبر اسو بھی پھر تو اگر اندھا رہے	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض گرتجھ کو اب منظور ہے راہ حق تجکو اگر مطلوب ہے فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں استقدران کی اثر اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہذا صاحب ارشاد و ملقین و مہرا یعنے ہیں حافظ محمد رضا من اب بحر ہے مواج دونوں علم کا جمع البحر میں ہیں عرفان کے دیکھئے کو مصحف خسار جہاں شمع دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے قعر گمراہی میں پیشک جا پڑے	پا سکے ہے اُنکو کب تو لے سعید چشم بنیاد ل مصفا جسکے ہو دوں پتا بعض نکا ان میں سے تجھے قبضہ تھانہ بھون کی راہ لے چھوڑ گھر اور صلے جا اُنکا در سنگریزے جس سے ہوں رنگِ قمر چھاننا پھرتا ہے کیوں علم میں گرد ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ عاشقِ حق نائبِ خیر اوروری فیض کی طالب ہے جس سے خلق سب ظاہری و باطنی با اہتسرا جن سے باغِ دو جہاں سرسبز ہے چشمہ عینک ہیں دونوں یکساں راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے
--	---	--	---

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دور کر دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے سو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ وزاری سے اٹھا دست دُعا نے گدائی تاجداری چاہئے	اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا دور تجکو ڈال کر مت کر تباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا پر تجھوڑوں گا کبھی میں تیرا در اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو مجھکو بخشدے ہانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا پر زرنے کوچہ کی خواری چاہئے	ساتھ کامیرے ہر اک اصل ہوا گر چہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا مت مسلط مجھ پر کوشیطانِ نفس شامتِ اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں غدر تقصیرات کا تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں کر مجھے یوں اپنی الفت سے نوست	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا نفس بُرا رہوں مگر اُس نور کا دوسرا در تجکو اب ملتا نہیں پر نہ تجھکو تجھ سوا ہے دوسرا ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس ایک ملت تک رہا ہوں دور تر تیرے آگے عجز و زاری کے سوا اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں جن سے ہووں سب خیال غیر پست
---	--	--	--

دگر ہووے نور اہوئے سدا فکر ہووے لوری ہووے سدا	تھچہ دیوانہ ہوں اٹھوں پہر تیری الفت سے یہ دل مہور ہو	دردِ الفت دے وہ اب دل کو میرے درد میرے کو دوا ہو درد سے	غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی	دردِ غم کو اسقدر یارب عطا کہ عنایت بخودی اب مجھ کو دو	خاک راہِ درد منداں کو مجھے تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو	داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار وزنگ غیر آئینہ دل سے دُور کر	جامِ وحدت سے مجھے یوں مست کر دے رہائی مجھ کو یارب آپ سے	ہر گ و پے میں سماؤں مثل جاں دور ہو حرفِ دونی ازور میاں
مظہر انوار سے پر نور ہو شغل ہووے دردِ غم کے جام سے	ایک دم آرام ناپاؤں کبھی جو کہہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا	سینہ بریاں چشمِ گریبانِ بلب دردِ الفت دے وہ اب دل کو میرے	جان بریاں چشمِ گریبانِ کجھے ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو	دردِ الفت دے وہ اب دل کو میرے درد میرے کو دوا ہو درد سے	جان بریاں چشمِ گریبانِ کجھے ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو	تاکہ آوے سیر کو وہ گلخدار تاکہ دیکھوں اُس میں دُور سے سیمبر	حرفِ غیرت کا ہو دل سے بدر آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے	دور ہو حرفِ دونی ازور میاں دور ہو حرفِ دونی ازور میاں

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا ہادیانہ مرشدنا قطب میان
دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مملوئی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ
بیچارہ بدر راہ روسیاء امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

خود دکھ براقِ تجلی کا جلال ان شہاروں کو اجازت دوں اگر	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہ پہر مٹو سے مرے نکلے شرار	خونِ تن میں مرے ہی آگ ڈال دو نوں عالم سے ہو آزاد میں	موجزن امداد کے سینہ میں ہے اک ذرہ ہے بینو خور اُس نور کا	خود دکھ براقِ تجلی کا جلال ان شہاروں کو اجازت دوں اگر	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہ پہر مٹو سے مرے نکلے شرار	خونِ تن میں مرے ہی آگ ڈال دو نوں عالم سے ہو آزاد میں	موجزن امداد کے سینہ میں ہے اک ذرہ ہے بینو خور اُس نور کا
پھنسلہ اسکی زلف میں امداد میں بجز عرفانِ لطف سے اس نور کے	دراغ دل سے ہو گیا باغ و جہن جو تجلی اُس نے پانی نور کی	پھنسلہ اسکی زلف میں امداد میں بجز عرفانِ لطف سے اس نور کے	اک حساب اُس سحر کا ہے یہ سما جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک	دراغ دل سے ہو گیا باغ و جہن جو تجلی اُس نے پانی نور کی	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہ پہر مٹو سے مرے نکلے شرار	خونِ تن میں مرے ہی آگ ڈال دو نوں عالم سے ہو آزاد میں	موجزن امداد کے سینہ میں ہے اک ذرہ ہے بینو خور اُس نور کا
بل نہ حرف ہو رہے بھر جان تو رکھ قدم امداد اس جا تمام	ہوئی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو سہر باطنِ مت زباں پر لایے	بل نہ حرف ہو رہے بھر جان تو رکھ قدم امداد اس جا تمام	بندہ ہو کرتی سے کہ حق کو طلب اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو	ہوئی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو سہر باطنِ مت زباں پر لایے	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہ پہر مٹو سے مرے نکلے شرار	خونِ تن میں مرے ہی آگ ڈال دو نوں عالم سے ہو آزاد میں	موجزن امداد کے سینہ میں ہے اک ذرہ ہے بینو خور اُس نور کا
پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو	نوش زمانہ تھا کہ اس بھران میں نوش زمانہ تھا کہ اس بھران میں	پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو	نوش زمانہ تھا کہ اس بھران میں نوش زمانہ تھا کہ اس بھران میں	پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو پہر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا سہ پہر مٹو سے مرے نکلے شرار	خونِ تن میں مرے ہی آگ ڈال دو نوں عالم سے ہو آزاد میں	موجزن امداد کے سینہ میں ہے اک ذرہ ہے بینو خور اُس نور کا

ذوق شوق محبت الہی کا بیان

اے حیرانے مالک ہر دوسرا بیقراری ہے بہت اے کبریا بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں اسِ دُوئی نے کر دیا دور اسقدر دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہبر بحر وحدت میں یہ جان تھی غفلت قید مستی میں پھنسا تو اس قدر عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	در در فترت سے مراد دل بے ہوا دھوٹ دھتے تنجک کبیل جاؤں بتا تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر جلوہ وحدت دکھا جنہاں شتاب تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر کچھ دُوئی کا تھانا واں رنج و جن اصل کی اپنی نہیں تنجک کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تنجک کو یار	یری دُوئی سے بہت بیٹاب ہوں تو ہی بتلا آپ اپنی تجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بحر وحدت سے مجھے لاکر یہاں تا کہ قید راؤ من سے چھوٹ کر وہ بھی تو اک وقت تھکا اے کبریا ملک میں مستی کے اے ادلا آ عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے دل وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریک پر یوں ماہی بے سبب ہوں جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ تا کہ جی قید دُوئی سے چھوٹ جا ڈالا یوں کثرت میں اے جاں جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جو وجود پاک کے کوئی نہ تھکا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں ۴ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
--	---	---	--

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سُن تو اے شکندہ راہِ قدیم ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبلِ دستان سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا آفریں اے بیک فرخِ فالِ من میں نوا میں کیا تری آتش بھری آفریں اے ہر بند شہر سب کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر مسکن و ماویٰ سے پھر میر سوزا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب جس سے ہو سکیں کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھکا کہ تم سے دلبر با	اور اے گم کردہ راہِ مستقیم پوچھ پاتیں اُس سے اُس دلدار کی آفریں اے قاصدِ بستان سے اور مال بھی ہے کچھ سُوئے وفا آفریں اے مایہ اقبالِ من آگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصدِ دلبر با بیگیا تحقیقِ دل سے رنج و غم زمرم و خیف و مینا سے کچھ خبر دے خبر بہر خدا بہر خدا عہد و پیمان توڑے کیوں ملکیت سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان سے گا خوش سوز نا تھا اور گائے خفا	گوشِ جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں قاصدِ اجلدی خبر مجھ کو سنا یا ہمیشہ پھر پر مسرور ہے آفریں اے بلبلِ خوشِ خواں تجھے سوز دل سے میری با آہِ دغاں آفریں اے طوطیِ شکرِ شکن بند کے یادوں کی دے مجھ کو خبر ہے دل و جانِ دُلوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو ایک دن وہ تھکا کہ ہم اور وہ صنم خوش وہ دورانِ تھاکا گے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلدار کی تو داستان کہتا ہے خن میں مرے کیا دلبر با بیچ تبا جو کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر سُن مَو سے نکلتا ہے دُحوں تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن تا کہ ہویں مست سب دیوار و در تا کہ چھو میں شکرے حالِ دل رُبا کس لئے مجھ سے وہ اب نالاص از زبان آن نگارِ نندِ خور مثل بود گل تھے آپس میں بہم مارتے راہ و فانیں تھے قدم
--	--	--	---

میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنہم دل بھرا نو میدری دیمار سے	سربز انوغم سے اُس کے بیٹھ کر وہ قیامت قامتِ پیمان شکن	کھیپتا تھا دل سے آہ پر شرر آفتِ دُورِاں بلائے مردوزں
خانہ سوزِ صدِ جزویں بے خانِ دواں لب گراں ڈالے ہونے نھے نقاب	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ صنہم زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو مجھ سے تو اپنے نکال	یہ کہ اے شہیدِ اِدل محزون مرے میں کہا اُس سے قسم اللہ کی	دے بلاکش عاشقی مفتوں مرے جان اب تجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر پھر میں کب دیکھوں گا تجھ کو یہ بتا	ساتھ اپنے لگیا وہ خود پرست یہ لگا کہنے مجھ دیکھے گا تو	عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

مگر گذری ساری قبیل و قال میں اے ندریم اب کفش پا سے دُور کر	پھنس رہی غفلت سے اسچ بخلیں بہر موی ہے وہ آتش جلوہ گر	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جلکر خاک ہوتی اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیر حق ہیچ سے جلکر سب کباب مست ہوں پینے سے چکے اس قدر	راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو نواب بہر خدا اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا	تا کہ فارغ ہوں ز قید یا سوا کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	چھوڑ پیا لوں کو لگا دو منہ سے ختم کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب علم رہی دُور کر مجھ سے انہی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمر علم رسم میں گذری مری	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز اُس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تیر علم کا بترن زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے بہ خطر علم کاں بردل زنی یارے بود	مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشقی کا حکم حق ہے اور درست	ہے وہی پھر تیرا یار و غم گسار اور سوا اسکے میں سارے علم سنست	باقی ہے مگر ابلیس شقی ہے بلا شک وہ تو قابلِ نار کی
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدائی مارا اُس پر بیشتر	جسکے دل میں ہونہ الفت یار کی جسکے دلیں ہونہ مہر گلر خاں	کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا سخاں

رازِ باطن اُس سے کب کچھ پر کھلے	علمِ رمی کو تو کیسا ہی پڑھے	گوتے تیار ہوں سو فرار	رازِ باطن اس سے کب کچھ پر ہوا
نام اُس کا لوحِ انسانی سے صحو	جو نہ ہو وہ مبتلائے ماہِ رو	اسکے لائق ہے جہاں ہوتی سے سر	جو کوئی قربان نہ ہو وہ یار پر
کھو چکا تو عمر اپنے کام کی	الغرض اس علمِ رمی میں اخئی	اُس پہ لائق ہے کہ ہو یالال کا بار	جس کسی کے ہونہ دلیں مہر یار
سات دن باقی ہیں امیں تنگ منکر	عمر سے نیری کوئی پوچھے اگر	جو سو اُس کے پڑھے ہو وہ خمبیت	علمِ دین ہے فقہ و تفسیر و حدیث
ہندسہ یارل یا اعدادِ درِ سوم	فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم	اب پڑھے گا علمِ تبار کون سا	سُن تو اس سنتے میں اے مردِ خدا
سنگِ استنجا شیطان اُس کجاں	جو ہو دلِ خالی ز عشقِ دلبراں	فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر	یہ علوم اور بی خیالاتِ صورت
دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل	سنگِ استنجا شیطان ہے وہ دل	دیکھتا ہے بے حیا لک غور کر	دل کو علمِ عشق سے خالی اگر
اے مدرسِ درسِ عشقِ ہم بگو	لوحِ دل سے فضلہ شیطان جھو	سنگِ استنجا دیوانہ ز بخل	حیف ہے رکھتا ہے جو تولے دخل
حکمتِ ایمانیوں کو بھی تو جہاں	پڑھے چکا تو حکمتِ یونیاں	حکمتِ ایمانیاں راہم نجواں	چند خوانی حکمتِ یونیاں
اب تو فضلِ عشق سے پڑھے یک محرف	بختِ خود صرف میں کی عم صرف	مغز کو خالی کرے گا تا بکے	علمِ معقولات بے بنیاد ہے
ہیں یہ باطل اور اُن کے علم بھی	فخرِ آزادی اور اسطو بو علی	کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی	دل کو روشن کر بانوارِ جلی
کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا	سور و عالم شہہ ہر دوسرا	خوک اور کتوں کا ٹھونکا کھانا تو	ان کو جو پڑھتا ہے تولے زشت خو
کافروں کا ٹھونکا ہے زہر اور بلا	جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا	کب شفا حضرت نے فرمایا اخئی	سورہ سطا لیس سورہ بو علی
دل کو تو آؤ دگی سے پاک کر	سینہ اپنا جا کے نوص چاک کر	جا کے کھانے یا تو ہونے شفا	کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا
تو کرے گا اب بتا اے زشت خو	کب تنگ یہ ہو دگی سے گفتگو	شرمِ حرق اور نبی سے انبویار	کب تنگ افسوس زاری بیشمار
درد و غم کا تیرے حاجی کار ہو	فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو	تو رہے گا مبتلا اے بے حیا	کب تنگ اس فکرِ باطل میں بھلا
قول اک مردِ عرب کا نچھ سے تو	گوشِ جاں سے سُن ذرا اے نیک خو	کہتا تھا کیا خوب از روئے ظرب	سُن دَف و نے سے وہ گلِ مردِ عرب
دائرہ اور نے بجا تا تھا بہم	ایک دن حضرت سے وہ بے نچھ	عشقی سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقا	تھا عرب میں ایک مردِ خوش ادا
مدرسہ میں رہ کے یوں ایل و سنہار	ہو و لے تم قوم اے مردانِ کمال	یعنی اس مضمون کو جی جان سے	اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے
عمر باتوں میں گئی ناحق تمام	جو کرنا تھا کیا تم نے نہ کام	جز خیال اور سورہ لے نابکار	کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار
جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا	پر کبھی تم نے نہ ذکر اُس کا کیا	تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز	جتنی حقی و لقی بنی میں یہ عمر عزیز
لے لیا ہے آہ رستہ نار کا	چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا	جان اور تہ کو کیا ناحق تباہ	ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ
علم جو دیوے نہ عقی امیں نجات	لوحِ دل سے دھوا سے اے نکذات	کچھ نہیں عقی میں اب تمکو نصیب	ہے تمہارا ذکر و غیر المحیب
یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو	تا کرے شقِ پردہ پنڈار کو	دے تو اب امداد کو بہرِ کرم	ساقیا یک جرعہ از جامِ قدیم

اے مراد ازاں امامِ حجۃ الاسلام فخر الدین رازی مستند تادم کہ در دل تو بختِ گلخانِ خواہد بود مرد باطنی منکشفِ خواہد شد رزقِ شرفِ انوارِ رازی ہر تفسیر تو بود در ۱۱

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خالقی سے ہے

جسکو دے تو فیق رب العالمین جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر جس طرح پریاں جو رہتی بیچھی کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پر در جو تو چاہے عزت دنیا و دین جب ہوئی پوشیدہ سب میل قدر ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد علم بن منت بیٹھ گوشے میں فنا	ہو وہ نیل وقال سے عزت گزین خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر خلوتے از مردم دنیا گزین ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر سارے ناموں کا وہی سردار ہے اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف	تجکو خلوت میں ہے عزت اے فنا دامن عزت سے پامت کر بدر جو تو دیو نفس سے پاوے اماں اس طرح جب دور ہو تو خلق سے ہووے حاصل کب تجھے راہ خدا جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا چھب رہی ہے جو شب قدر اٹنے ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی گنج مقصد ہے بی خلوت اے سپر اور برا ہے علم بھی بے زہر کے غور سے من اسکو اے مرثرف	اختلاط خلق سے ڈھونڈنے ہے کیا کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر جا پری کی طرح سے ہو جا نہاں نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچے جب تک چھوڑے نہ دینا کا مزا ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا اسلئے مقبول ہے پیش خدا میل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی لیک علم اور زہر ہو ویں جمع گر تو مجھ اس کو ذرا اے نیک پلے
--	--	--	---

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی بجا ایک مرد خوشصال رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا کلبیر ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر اپنی کم سختی سے لیکن وہ پسر کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر جو کہ تجکو کھنا اور چڑھنا نہیں ایسے نالائق سے کیا امید ہے بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر ایک گھوڑا خوب مالے دیکھئے سکے اسکے باپ نے پھر جلد تر اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	عالم و فاضل ولی صاحب کمال صورت ظاہر میں مانند قمر رنج تھا اس بات سے اس تنخیر بھگانا تھا چڑھنے سے ایسے اصرار دھر کرتا تھا برعکس اس کے وہ پسر دور ہو جا پاس سے میرے کہیں دین و دنیا میں نہ کلام آوے مرے ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر اور خرچ راہ کچھ دید یجئے کر دیا تیار اسباب سفر ساتھ اسکے روینے اور یوں کہا پھر نہ منہ اسطرف کو اٹنے کیا	عالم و زاہد سخی اہل کرم گر چہ ظاہر میں تھا از بس خوب رو الفت پدری سے پر اے نیک پلے کرتا تھا صحبت بدو کی اختیار آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف دور ہو گھر سے نکل اے بیچیا عرض کی اٹنے کہ حضرت خوب ہے تاکہ جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں ایک گھوڑا ہو کہا تھا لے دیا جاترا حافظ خدا لے بد گھر شہر شہر و در بدر پھرنے لگا	امتیق و پارسا و محتشم لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار باپ نے اُس کے کہ سن اے بیچیا گاؤں کو بھی تجھ پر رکھتے ہیں شرف نوکری کر جا کہیں اور رکھا کھلا جلد مجھ کو آج رخصت کیجئے قوت بسری اُس سے میں اپنی کروں اور خرچ راہ بھی کچھ وے دیا پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر نوکری کی جستجو کرنے لگا
--	--	---	--

۹

صاحبِ حشمت امیر بے نظیر اسکو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا صاحبِ حشمت امیر کامراں جب تک چاہا خدانے وہ پسر دم کے دم میں ہو گیا زبرد زبرد دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو باہر آسمجد کے در پر ہو کھڑا دیکھنا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا جانبِ صحرارواں ہے بے محن بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا بھیجتا تھا اسی جا پر طعام غار سے باہر نکل کر بیٹھتا آپ کو دکھانا سب کو دیکھتا اسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا لائق اپنے ہر کبر و ہر جواں دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے تھا رہا اُس کوہ کے گرد اژدھام رہ گیا واں وہ جواں اجنبی تو کر گیا شہر میں جا کر کے کیا	کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر دے تھا عرضی نوکری کی اسکو جو ایک مدت تک سوار نہیں رہا چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ایک مدت تک رہا اس رتبے پر کی قضاے جو نظر نوح دگر نہ فلاح نہ محل نہ وہ بارگاہ پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد تا مسافر جان کر اُس شخص کو صبح ہوتے ہی وہ مرد بے نوا تھا اسی حالت میں وہ مرد گدا اپنے اپنے گھر سے ہر اک مردوزن ہو رہا ہے آج صحر میں یہ کیا عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا حق تعالیٰ اسکو قدرت سے ملا اُس کا بعد اک سال کسمول تھا کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر اپنا اپنے مدعا کے واسطے الغرض اُس دن صبح سے تابش نام خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی آدی ہر ایک اپنے گھر گیا	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگماں نوکری کا تھا قلم جاری سدا نام اُس کا جھٹ سوار نہیں لکھا فوج ساری کا ہوا افسر یہی بے غم وہ بے رنج وہ بے محنت سدا عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ فقرو فاقے سے وہ فتنہ جگر رات کو جا ایک مسجد میں پڑا ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر یا الہی اب بنا جاؤں کہاں جاتی ہے جنگل کو ڈٹری بے خلل دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا رات دن کرتا عبادت کو ادا وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید جمع خلقت ہو رہی تھی ملیشتر آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا بس دُعا لے خیر سب چھوٹے بڑے اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا میں بھلا لے دل تبا جاؤ کبہاں	رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں اُس امیر نیک کی اسے خوش ادا عرض کی اُس نے جوں ہی جا کر گیا پھر جو کی قسمت نے اُسکی یادری عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا اُس پسر کی جس گھڑی اسے نیکنام نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ پھرتا تھا صحرا بھر ادر بدر دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا الغرض کی رات مسجد میں لبر سوچنے دلیں لگا اپنے جواں پہن کر پشتاک اور گھر سے نکل اس جواں کے دلیں یہ آیا خیال کہہ کہ یہ اور اٹھ کے وہ مرد خدا غار کے اندر ہی اندر وہ گدا اسلئے اُس غار سے باہر اخی تھا معین ایک دن ہر سال میں خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے تھا وہ دن عالم میں گویا روز سعید الغرض اُس دن اسی معمول پر اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے اور درویش بھی بالتحجما شام کے ہوتے ہی وہ پیر بڈا سوچنے جی میں لگا اپنے جواں
--	---	--	--

پڑا ہوا جنگل میں سمہا خاک پر اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل	کہہ گئے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُرخل	صبح کو پھر دیکھے جو ہوسو ہو دل میں اُسکے یہ خیال آیا وہیں	گر نہسرتیوں نوں یہاں بس رات کو جب گئی تھوڑی سی رات اسے تینوں
اور ساری خلق سے بس دور رہ دشمن اُنکا ہے بلا شکر دوزخی	صحبت درویش سے مسرور رہ دوست درویشوں کا ہر دے جنتی	کر تو درویشوں کی خدمت اختیار دشمن ایشان سزائے لعنت ست	گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار حسب درویشاں کلید جنت ست
ٹھو کر یہی کھانا پھرے ہے در بدر دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو	واسطے دنیا کے کیوں اے پیغمبر آزرت کے کا سے غافل نہ ہو	سیکھ کچھ راہِ خدا لے بے ادب آزراک دن یار مچانا تجھے	چلکے اُس درویش کی خدمت میں اب کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے
جا کے قدموں پر پڑا درویش کے پہے تجھے مطلوب اب راہِ خدا	اعتقاد دل سے وہ اے نیک پہے عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہڈا	غار کی جانب چلا گھوڑی کی چال کیا ترا مطلب ہے کہ مجھے یہاں	دل میں اپنے پختہ کر کے یہ خیال دیکھ کر درویش بولا اے جواں
گر یہی منظور ہے تو رہ سید خدمتی محروم اب جاتا نہیں	یہ کہا درویش نے اے نوجواں بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں	راہِ حق بتلائیے میرے تینوں ناترا مقصود برلاوے خدا	اور مجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں میری خدمت میں رہا کر تو سدا
کی خودی جس نے رہا محروم وہ آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی	جس نے خدمت کی ہوا محروم وہ جہل سے اپنی وہ درویشی غبی	ہر کہ خود را دید او محروم شد ایک دم میں تجھ کو کرد لگا ولی	ہر کہ خدمت کر دو محروم شد جو تجھے خدمت پسند آئی تری
رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور	جہل سے اہلیں نخوت اور غرور ہو سکے بقنا تو رہ جاہل سے دور	جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے آدی جاہل بھی کچھ انسان ہے	جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے جہل تن میں اک بلائے جان ہے
جاہلوں کی ہودے صحبت مثل آگ عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے	تیر کے مانند نوجاہل سے بھاگ جیتنگ زندہ ہے جاہل خوار ہے	صحبت جاہل نہ کرنا اختیار آخرت میں اُسکا سوا انجام بد	تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند
قبوہہ مارے ہر اک پیر جواں اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا	جہل کا اُسکی کرو نہیں گریباں پاس اُس درویش کے رہنے لگا	غیر کو ناحق کیا یا رو تباہ پڑا ہوا خدمت میں اُس درویش کی	جہل سے اپنے گدائے آہ آہ الغرض پھر وہ جواں باصدا خوشی
پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور اُس جواں سے وہ فقیر بینوا	ایک مدت جب گئی اُس کو گذر ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا	جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا سامنے اپنے بٹھا یا باخوشی	جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تینوں ایک دن درویش نے اس کو فحی
عرض خدمت میں کروں میں صاف آنکھ پر ہے موم کی ٹکٹیا لگی	ہو جو گستاخی مری اسدم معاف عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی	عرض کی اُس نے کہ اے فرخند خو جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے یہاں	اُس جواں نے خوش جو یا یا پیر کو یہ کہا درویش نے اے نوجواں
اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے جب کہ کی میں نے فقیر سی اختیار	دوسرے یہ ناک میں تھی جو ہے یہ کہا درویش نے اے یار غار	دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے تا کہ ہو موقوف دلکا پہنچ و تاب	اس کو تم وقت وضو اور غسل کے دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جواں
گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار نفس نے اکبار کی خوشبو طلب	یہی کرونگا نفس کے برعکس کار ناک کی تہی کا سُن مجھے سبب	جب تک باقی ہے میرے جی میں جی برخلاف نفس کرتا رہوں سدا	یہ کیا تھا عمد میں نے اُس گھڑی اس سبب رات دن میں برلا

یوں کہا کہ روزِ جمعہ سے نفس نے تاکہ آدے نفس قابو میں تمام بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی اس قدر ٹھیکیا جمانی موسم کی عالم و فاضل ہے پر میرا پدر اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ اور تیرا عضو سارا اے عزیز دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی اسکے اوپر آپ کو آب اے فقیر اس طرح کے زبرد و تقویٰ اسے ترے زانوں میں رکھ کر کے سراپنا فقیر ایک عرصہ تک تامل میں رہا اٹھ سیباں سے کر کے توجہ جلد تر الغرض نہادھو کے اٹھ کر بنیاز وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی علم دی جا کر کے پڑھ تو شہر سے اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بر ملا ہو گیا درویش پھر تو بے غل مل ہو نا علم اور نہ ہر آپس میں بہم زبرد وہ ہے جو اکھاڑے بیچ سے یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی فرماتے ہیں یہ حضرت نبیؐ ملہ یہ اشارہ ہے ظرف آیت اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ	عطر مجموعہ کا مجھ کو چا سئے ایسے ایسے کرتا ہوں کام حق کی نعمت میں نہ ہو اسراف تا گرچہ میں نے بند کر لی دوری حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی اُس سے میں اکثر سنی ہے یہ خبر گو کرے تو بارتی کو شست و شو خشک رہتا ہے سدا کرتے تیز ایک تہی گوہ کی جو حد سے سڑی کہتا ہے تو صاف پاک اور نہ ظنیر یہ تیرا خدام بہت حیران ہے مارے خفوت کے ہوا ایسا حقیر پھر یہ اپنے دل سے اُسے یوں کہا اس جنابت کو بدن سے دور کر کی ادا اُس وقت جو اُسے نماز پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی پھر سکھا یا کر یہاں آ کر مجھے جو کہا تھا پیر نہ وہ ہی لیا عالم و زائد ہوتی بے بدل رکھ سکے کب رہ میں عزت کے قدم ماسوا دلبر کے دل میں جو ہے شے اور دل میں خوف و ڈر ظاہر کرے کہنا ہے حق دیکھ لے قرآن میں اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی	میں نے بدلے عطر کے لے پسر اور سن تو دوسرا مجھ سے یہ اب کیونکہ دوسرے دیکھتے ہیں جس قدر بندگی ہے آنکھ میں نے اس قدر سُکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا غسل کرنے سے جنابت کے کبھی کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسبب یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے کس طرح تیری نماز ہو دے دست ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ سُکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا شیک کے آگے ہوں جوں وہ باہر پیر کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا غسل کامل اور وضو کو حجت کر وہ مزہ اور خطا سے حاصل ہوا ہو کے نادام پہلی باتوں سے بلا شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے سیکھنے سے علم کے اے سہرہ در ہو گئے جب علم اور نہ ہر ایک جا علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے جو جو ہے دلیں سوا حق کے بھرا ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ عالم و عال میں جو بندے مرے جاحدیت لَوْ عَلِمَ لَكُمْ يَادُكُر روتے روتے غم سے دونالے بہا	گوہ کی تہی ناک میں اسدن سے دھڑر آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر تاکلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر گرچہ میں جاں ہوں اے مردِ خدا خشک رہ جائے اگر اک بال بھی گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب خشک رہتی ہے یہ نیچے موسم کے جب تلک غسل وضو ہو دے نہ حجت دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ دلیں کر انصاف اور چپہ گیا اُس جواں کے سامنے اسدم فقیر اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا باندھ پھر حق کی عبادت میں مگر جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے ہو گیا درویش راہِ راست پر جب ہو مقبول درگاہِ خدا ہو و رنگ مگر ہی دل سے ترے زبرد وہ شے ہے کرے سب کو فنا علم حق جن کو کیا حق نے عطا عالم و عال میں جو بندے مرے جاحدیت لَوْ عَلِمَ لَكُمْ يَادُكُر روتے روتے غم سے دونالے بہا
---	---	---	--

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
 مگر سے مگر ہے جس سے ہو سینہ مرا
 درد و غم سے کر کے پُرک جام لا
 علم کان بہر شاخ و باغ بود
 ہجوم دوز و راجراخ بود
 جلد وے امدار کے منہ سے لگا
 اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشنا بہت رکھتے ہیں امر اہکی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقیر سے ہو علم کو زیب اے پسر علم کی عزت بلا شک فقر ہے فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے علم کا نقصان ہے حضرت مولوی اور کب تک مرغ و ماہی سے انہی اسقدر مال و منال اے بادب اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور اور نیز اسقدر مال و منال نان و علو اقد و شکر قورما علم دین سے یوں کرو جھنڈا کھڑا آخر شے تجھ کو کرے دیں سے بری ایک لقمہ بھی جو کھاوے شہبہ ناک تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سن یعنی اک دانہ اگر ہو شہبہ ناک تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے اور اُسکے کانٹے کے واسطے اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی اور جلاویں لاکہ حضرت جبرائیلؑ اور پکاویں حضرت مرثیہؑ اُسے کرجے اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل	نے زباغ و زناغ و اسپ و گاؤن فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے مومنوں کا فقر نبی معراج ہے حشمت و مال و منال دنیوی تو کریگا زیب و زینت خوان کی جز فریب و مکر کے ہو جمع کب جو کی روٹی اور کچھ دال مسور جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال ہو بیسہرے شہبہ کیونکر بھلا اور کھانا پھر نہ ہو اس طرح کا یہ تن آئی وہ تن پروری خاک کھا اور ڈال تو دانہ تو نچک نور عرفاں دے وہ بیرون کرے اندر اندر جس طرح کٹری کو گھن اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک اور گاؤں چرخ سے بو ناکرے آہن نو سے اگر دانتی بنے باخوشی کو نثر کے پانی سے انہی کٹریاں طوبی کی جھٹ پے قال قویل نوح کے تنور میں اے نیک پے پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل	فقیر فقیر ہی کہتے ہیں حضرت نبیؐ فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی مولوی کو یہ گماں لاریب ہے قائم و تزکیہ تک یوں پہن کر آپ کو انصاف اے صاحب کمال تو مشقت کر کرے ہو ہونڈھ حال موٹا جھوٹا کپڑا تن دکھنے کو ہو مال و ملک و دولت و باغ و بہار جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا ہاتھ میں کچھ مال لایا شہبہ ناک مال و ملک و دولت و باغ و چین اور یہ لقمہ آخر شے اے نبینا م تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شہبہ تو بڑائی اور خباثت بدرگی سیکڑوں تعظیم اور عزت سے جا اور سپہیں اب زمزم سے اُسے اور بیسین حضرت خیر النساء اور خمیر اُسکے پہ پڑھنے بے عدد اور چھوٹکیں آگ اُسکی دمدم اور اگر چہ تو پڑھے لے ہو شیار باوجود ایسی کر ماتوں کے یار
---	---	---

خاندہیں کو ترے ویراں کرے جلد اُسکا کرا علاج الے بے نبر جا کے پیداکرتو کچھ قوتِ حلال تن کے ڈھکنے کو ہے کھلی سہی تجھے اور بریانی منجی نان پاؤ مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر پی سکے ہے یار پانی چلوؤں چل سکے ہے پاپیادہ یار تو اگے اور پیچھے نقیب اور چو بدار کر سکے ہے زندگی در گنج غار بورے کہنہ یہ ہو گوشہ نشیں انکلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگیاں قدر اپنی عمر کی پہچان تو چھوٹ کر حرص و مہو کی قید سے	راہِ خاعت میں تجھے بیجاں کرے دردِ دین کا ہے تجھے اپنے اگر کر کے محنت اور مشقت با کمال جو نہ ہووے جامہِ اطلس تجھے نان و حلوا قورمزردا پلاؤ سوئے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر اور سنہرے آنجورے گرنہ ہوں گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو یعنے گربو دین نہ تیرے باوقار اور نہ ہوں گروخانہائے زرنگار اور نہ ہو دین فرزند گرو بشتیں واسطے داڑھی کی لنگھی نہ ہو الغرض جس چیز کا چاہے یہاں اور جہا نہیں بے عوض ہے جان تو ساقیا مہر خدا وہ جام دے یار کے کوچے میں قرباں جان و تن	وہ ہی لغز زہر ہو تجھ کو لگے راہِ دوزخ کی تبادو تجھ کو کھانف کرا علاج اسکا ذرا سہرا آہ کر قناعت پیشہ مت پھر در بدر اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب پاپیادہ چل سکے ہے چند گام دور باش نفرت خلق از تو بس سارا عالم ہر طرف سے دور دور رہنے کو کافی ہے جس کی جھوٹری رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو بُن کے پھل سے گرسب اوقات کو تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ بخرش اسکو ہاتھوں سے نہ کھو لے ہوشیار تاکرے آمد جا کر بے محن	اترشِ خاصیت اُس کی جب کھلے راہِ جنت کی چھپر کر بے خلاف ورنہ ہو کا دین تیرا سب تباہ اس ہوا و حرص سے تو در گذر ہو نہ گرنے ب و محمل گلبدن ہوں نہ یہ کھانے اگر بافتد و مشک اور نہ ہووے گریمالہ زرتنا ب اور نہ ہو دین اسپ گزرتیں بجام جو نہ ہووے دور باش ازین پس اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور ہو نہ گردالان کوٹھا کوٹھری نخل و دریا کا تکیہ گرنہ ہو اس جہا نہیں ہے توجہ پاک روز کو جس کا چاہے توجہا نہیں ہو عوض عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
---	--	--	--

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذُكُّوا لِقَرَّةٍ الْصَّافِ وَأَخْلَاصِ كَسَا مَعَهُ

خرچہ جاں اپنی کرواے عاشقو ٹھوکریں کھانا ہے سب کی وہ سدا دو جہاں سے اُس نے بازی چیتنی کر جوانی میں نثارے دوست جاں کر جوانی میں تو قرباں آپ کو سب ہوئے برباد ایام شباب گذرا سن پنجاہ سے اور ک سجود	دوستی میں اپنی اگر تم راست ہو جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا یار کے قدموں پر چسنے جان دی جائے اُوں بِنِ ذَلِكْ پڑھ جو ان یار کے قدموں پہ تو کچھ ہو سو سو سہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شتاب نے کیا تا کام آوے اے جہود	جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے گیند و ولت کا وہ آخر لیکیا گر حیات اور عیش خوشی چاہے ہے یار یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو جو ہو بوڑھا گراں جانی نہ کر دن جوانی کے ہوئے آخر تمام سناٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی	تن کو جانے ہے کہ سنسگ راہ ہے جان دی جس نے پیائے دلر با گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی
--	---	--	---

وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین	تاکہ کام تا وہ تیرے یوم دیں	ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا	عمر تیری کام کی گزری سناہ
کر ادا اُس کو خزان میں زمیندار	جو کیانا لہ نہ در فصل بہار	کر شروع آہ و فغاں چیز بنال	اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال
تو بہ واستغفار کر ہر لحظہ تو	عجز سے رو کر خدا کے روبرو	اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر	اب بھی تو بہ خدا لے بے خبر
تھے کہند تو نقد اور تو بہ اُدھار	تاکہ توجانے زیاں کا سُود یار	کر ادا اُس کو بڑھاپے میں تمام	جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام
تو رہے گا ب تک لمحہ کو بتا	غرق دریا میں گناہوں کے بھلا	وز معاصی رو سیاہی تا بکے	غرق دریاے گناہ ہی تا بکے
جد اجد کا تو سن بچہ بچہ سے حال	گوش جاں سے پزنبہ غفلت نکال	کب تک رکھیگا اے حال تباہ	اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ
دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا	اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا	اور خلیفہ تھے خدا کے جانے	حضرت آدمؑ کہ داد اسب کے تھے
داخل جنت ہو تو اے رو سیاہ	تو طمع رکھتا ہے با چندین گناہ	مذہبی مذہب نکل اب یاں سے جا	اک گنہ کرتے ہی سن اُن کو کہا
کس طرح جنت میں ہو اُس کا گذر	جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر	حق نے جنت سے دیا پھر ڈر ڈال	اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال
اب تو مت محروم رکھ دیدار سے	عمر گزری بچہ میں جلتے ہوئے	کر مذہبہ وقت سے امداد کا	حد سے گنہ انتظار اب ساقیا

اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبِّ الْوَطْنِ مِنَ الْاِيْمَانِ
کہ کیا غرض ہے اس سے

۱۵	یار کے دیدار سے محروم ہیں	جو گناہوں کے پڑے ہیں جاں میں	سب زغیبی سے وہ نا امید ہیں	قید میں عیسان کی جو قید ہیں
	انکی گردن میں سے جبل من قسدا	نذرت تن میں پڑے ہیں جو کہ بند	قید میں ہیں نفس اور شیطان کی	تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی
	یاد کر اوطان اور عبد قدیم	اٹھ توجہ کر سونے ملک نعیم	یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل	بند تن کو تو ز زنداں سے نکل
	راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر	یار کی تجھ کو محبت ہے اگر	یار کے کوچے کو اور اس عہد کو	اٹھا کہیں بہر خدا تک سوچ تو
	وہ وطن ہے اور جس کا نام لے	یہ وطن ہندو عراق و شام کے	کہتے ہیں امیں سے ہے حب وطن	ظاہر اور باطن عظیم اے نیک
	ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا	دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا	کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ	یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی
	اُس وطن کو نفس پر پو کر سوار	چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار	دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ	ترک دنیا کو کرے ہے یار جو
	رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر	ہیں سعادت مند جو سب چھوڑ کر	جنکو رغبت ہے سونے اصلی وطن	نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن
	کر لیا تو نے وطن ہی اختیار	دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار	جوں مسافر چاہے کر نا گذر	اس وطن میں ہے تجھے جان کافر
	تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن	اس وطن میں ہے جو یہ خود بی وطن	اس وطن کو کر دیاد لے جدا	شہر حق میں اس قدر تو آچنسا
	کوئی ویرانہ میں رہتا ہے پڑا	چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا	اپنا تو اصلی وطن آباد کر	موڑ منہ اور تن سے جا لگو شاد کر
	اُلوؤں اور چغندوئے رہنے کا گھر	ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر	اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار	ہے یہ دنیا خانہ سو میرا یار
	عیش اور آرام زنداں میں کہاں	اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں	ظالم و فساق و بد اطوار کے	ہے یہ جنت واسطے کفار کے

فکر کراہی کوئی اے بے خبر چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار کب تنگ اے شاہ باہر پرتو ج کب تنگ اے ہر ہوشہر سبسا کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر واسطے تصویر بیجاں کے میاں روح دلے سب خیالات کو دھو جب نہ تجھ کو ہوسپند ہر جائی یار	تاکہ تو اسی قید سے ہو دے بدر اس نجاست پر ہے تو مفتون یار تو سیکا دور از انہلم روح تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا گرتو یوسف ہے کنوئیں میں سے آنکل ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر آپ کو سوا کیا اندر جہاں جان سے اک یار پر مفتون ہو کیوں نہ ہو نیز اس سے کردگار	آشیانہ ہے ترا عرش بریں کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر کر کے کوشش بند پاسے دُر کر تا عزیز مصر بانی ہو تو ایک دانے کیلئے اے زشت خو بھر ہے دل میں خیالات جہاں یار ہر جائی نہ بن اے نیوفا ایک سو ہو کر یہ مٹن مجھے مثال	تو پڑا ہے قید میں اندر نہیں دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا ایسے ویرانے میں کھولے بال و پیر اور اڑا تو آپ کو بھر عرش پر جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو حال میں تو نے پھنسا یا آپ کو ذکرِ ظکرِ حق بھلا اس میں کہاں خالصا اک دلیر پاسے دل لگا تاکہ ہو معلوم تھک سب یہ حال
تھی اک عورت خوب صورت نازنین ایک دن باناز باصدا کو فر اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال اُسکو یوں محنوں و شیدا دیکھ کر کیوں کھڑے کسکا تجھ کو دھیان اُس جواں نے یوں کہا جانِ جہاں عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا حسن میں بہت ہے مجھ سے لاکھ بار سنکے یہ اور چھوڑ کر اُسکو وہ خام اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا کیا یہی ہو ہے وفاے عاشقان اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال جو سوا حق کے ہے دے سبک جلا	سیمن ناز کبدن اور مہ جیس ایک کوچے میں ہوا سکا گذر ہو گیا وہ مثل تصویرِ خیال عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر کسلئے آئینہ ساں حیران ہے چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں کام تجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا جسپیشِ مس و قمر دونوں نثار ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک کام یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر یہ ہے دعویٰ عشق کا اے بیجیا غیر پر مال ہو ظاہر یا نہاں کہے میں چاہے بنا نادیر کو چشم دل سے دیکھ بھرتی کا جمال ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا	زلف و رخسار دل کے تنگ حور انفاقا سوختہ دل اک جواں اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار یوں کہا زن نے اُسے اے سادہ رُو جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر عشق تیرا لیکیا اے میر بیجاں یہ کہا زن نے اُسے اے بیخبر دیکھا اُسے مثل کزرا اے سادہ رُو جب لگا جانے نوزن نے دُر کر میری صورت پر اگر عاشق ہے تو کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر رکھتا ہے دل پر تو داغِ حب غیر دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا جز وجودِ مطلق اور سستی پاک	جسکی لعنت میں دل اک عالم کا چور دیکھ اُسکو ہو گیا عاشقِ بجاں ہو گیا گلِ محو اندر رُوئے یار حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر ہوشِ عقل و صبر اور تاب و تواں ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رُو دھول اک سر پر لگائی جلد تر اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو غیر کو کیوں دلیں پھر دیتا ہے جا ہے حقیقت میں وہ منتر کہ سر بسر اور چاہے کو چہ دلبر کی مسیر کیلئے احوال بنا ہے بے حیا دھیان میں تیرے جو آدے سے خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں اس شکر نے بند لبوں کو کر لیا جامِ وحدت دیکھے سانی جلد تر	ہے یہ اک نورِ مینہ اے جو اں ایک صورت جان لے اے بیخبر ہیں سب اسماء و صفات اکتہ داں گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا ماسوا کی قید سے آزاد کر	اول و آخر نہان و آشکار ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں ساقیا اس دشت و حشت سے چھڑا تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بندن	ایک ہے نورِ شیدا و رذہ ہزار اس تکثر سے ہے حیران عقل حال قد و حدت سے ہوئے ہیں بند لب یار کے کوچے کا دے رسنہ بتا بحرِ دردِ عشق میں ہوں غوطہ زن
اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ مٹری راحتیں اور چین ہے اوپر عاشقِ آزاد کے	میں طریقِ عشق میں صد بلا نحسٹ و خواری و ذلت اور حذر نے عزیزوں نے قریب دئے شفیق ایک عاشق باہر ان عشق ہیں جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام غارِ خس کو غیریت کی آگ دے	عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں تو بھی اے امداد اپنے سے نکل سُن نہ ہونے میں ترے کب بیچرا	آفت و درد و بلا در رخ و غم ہاں مگر اک نالہ و آہ و نغان آہ سرد رنگ زرد و چشم تر بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں ہو کے بچو کو چو دلبر کو چل مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فانگرا
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
دھونڈت اند خودی کے بہتری رخ و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار انکو حاصل یاں جمال یار ہے عیش و عشرت جہنمک چھوڑے نہ تو کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق تو شہ ہے اس راہ میں تقویٰ اترا نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار نان و حلوا کیا ہے سُن اے بد قماش بے بنگا کی واسطے لے خود پسند تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا	بہتری ہے یہ خودی میں اے اخئی جبکہ حاصل ہو دے مقصود ولی بھیڑے کی آنکھ میں باغ و بہار گرچہ تن اُن کا منانِ خار ہے غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو بتلا ہے تو تو اندر جہر و فسق نان و حلوا طاق میں رکھ لے فتا تیری گردن میں پڑے جو طوق بن مسند و تکیہ و خانہ زرنگار یہ سعی تیری ہے از بہرِ معاش ہو گا کس کس کا تو یاں احسان مند دردِ برادرِ سوا پھر انا ہے سدا	راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے بکریوں کا دیکھ گمہ جس طرح ہے اسی صورت سے حالِ عاشقان عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی ہو نہ جب تک تجھ پر آسائش حرام غیر ناکافی کے اس جا کام نے نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ اہل واسطے دنیا نے و دُن کے ہوشیار عیش اور آرام تیرا اے جو اں نام تیرا جان اے مردِ غمی	جم و جان کو چنے غم گرے بے پے بھیڑ یا ہوتا ہے خوش اور با فرج سُو بلا و درد و غم میں بے گمان سر بسر ہے درد و غم آلودگی رکھ سکے کب عشق کے رستے میں کام عشق کی رہ ہے رہ حمام نے باغ و زراغ و حشمت و اقبال حال جسکی خاطر ہے بیساری صلح و جنگ اور فریبِ نفس و علم بے عمل زیرِ منت ہو گا کس کس کے تو یار لیکیا یک لخت یہ حلواؤں نان نام تیرا جان اے مردِ غمی

گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر
یعنی ہے رزاق وہ پروردگار
جاقناعت پیشہ کرائے بیخبر
اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ
اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا
آخر ش اک روز سہرا امتحان
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا
آخر ش اٹھ کر وہ باصدا اضطراب
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر
اُس تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام
گہرنے ڈروٹی اس عابد کو دی
گاؤں سے باہر نکل کر وہ جوان
بھوک کے مدد سے یہ تھا جوانِ سنگ
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر
کتا بُو پا کر کے عابد کی ذرا
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سچو
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا
ہو کے عاجز اُس سے عابد کھا
سو وہ دونوں تجھ کو ب میں کھا

کیوں پھر لے سر ماتا بیدھر ادھر
رزق سب کو دینا ہے لیل و نہل
صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ
اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بقی
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر
الغرض وہ رات دن مُردِ خدا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا
انتظار سی کی نہ آیا پر طعام
بھول سب جاتا ہر صومہ صلوٰۃ
الغرض کی رات تو جیوں توں لبر
کوہ پر سو کر کھڑا وہ بے خطر
کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخی
عابد اُس کافر کے در پر سو کھڑا
اور کیا عابد نے پھر قصیدہ کاں
ایک کتا گہر کے دروازے پر
گرجہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی
جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر
جب لگا عابد کو پہنچا نہ ضرر
کتا جب اِس سے فراغت پا چکا
دیکھ اِسکو پھر ہوا عابد رولان
پچھ اُسکے مثل سایہ وہ چلا
تیرے مالک نے ڈروٹی سے سوا
اور کیا چاہے ہے تجھ سے اے پلید

قدرتِ حق سے وہ کتنا ناگہاں بچنے سے اب تک اے نامور گاہ تو دنیا ہے جھکو پارہ ناں گذرے ہیں جھیر بہت شام و سحر بہفتہ بہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں گرچہ صد ہار بج اب سہتا نہیں کھینا ہوں عشق کی بازی سدا اور تجھے جو ایک دن اٹے نوجوان اپنے اُس رزاق کا درجھوڑ کر واسطے روٹی کے اپنے دست کو اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا اے سنگِ ملعون نفسِ ابدل کی ساقیا میری خبر لے جلد آ	گفتگو کرنے لگا جوں مردمان رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر اور گاہے دے ہے شمت استخوان روٹی ہڑی کچھ نہیں آتی نظر خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشان در پر اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں ساتھ اُسکے میں بصد رنج و منا نے ملا تقدیر سے حلواؤ نان گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو بے حیا تو ہے کہ یامیں ہوں بنا یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا	یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا گھر کا اُسکے بن رہا ہوں دارباں اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے گاہ ہونا ہے کہ میر کبر تو پرورش بائی جو میں اُسدر اوپر اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر الغرض یہ عاصی اُسکے درسوا پس بنائے صبر میں آئی شکست کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر اور دشمن اُسکے سے کی دوستی مسکے یہ عابد گرامد ہوش ہو صبر کا درجھی اگر تجھ پر کھلے نفس و شیطان نے کیا تجھ کو اس اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے	کیا ہے دنیا جان اے مردِ عینی جاہ و عزت کیلئے اے نابکار سارے عالم کو مطیع اپنا کرے ایسی نظر میں پاس نیرے سیگماں جاتے ہیں سب کی خوبی و زباں حال سے میرے نہیں واقف کوئی جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی متقی و عاقل و پرہیز گار دین و ایمان سے پڑا تو دُور تر چھوٹے غنبت سے نہ تیری عمر زبیر ایسے جھون کے ہے قائم اے جہر	خجبت دستار و قلب بے صفا تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر تا کہ اس جھوٹی فقری سے تری ہیں جہان میں سیکڑوں اہل تمیز اس سے وہ واقف ہیں بیشک ہو کو لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دین مکو و حیلہ بہر تسخیر حرام ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال یہ عدالت اور تقویٰ نابکار
--	---	---	--	---

سنگ و آسن سے بھی مضبوط ہے

جو نہیں نقصان کسی شے سے آسے
نے غل مل سکو کسی شے سے عزیز

کچھ نہیں نقصان فریب و کر سے
چوں وضوئے محکم بی بی تمیز

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن ٹکالے عزیز

جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر تیرا میں تھی سن اک بیوہ زن

کہندہ زود حیلہ ساز و پُر زفن

نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار

کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار

بس عبادت سے اسے لیل و نہار

تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا

با وضو رہتی تھی اے مَرِ خُدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بیے شعور

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مَرِ دین رہتی نہ تھی

گرچہ پھر چوڑھا چہار سوڑے کوئی

آتا جو اس بیجا کے پاس یار

اگے اگے پڑتی تھی دامنِ پَسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد

نامرادوں کو سدا دینی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات

ایکدم بھر بے ظلم سے نیک ذات

جو کوئی لا تا مراد اپنی وہاں

جھٹ رقم کرتی وہ اس پر بیگیاں

زند اور او باش کے مقصود کو

خوب بر لاتی تھی وہ اے خوب رو

اسکی جلی شیخ کے مانند یار

پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار

کرتی تھی حق کی عبادت ہمیشہ

جس کسی کے نیچے سے اٹھنی بناز

ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا

خوب کرتی تھی رکوع سجود ادا

اسکے اوپر کبھی تھی وہ بلکہ بگر

با وضو رہتی ہوں میں آٹھوں پیر

ایسی بڈ ذاتی سے پھر وہ بیویا

آپ کو کہتی تھی میں ہوں پار سا

ایک دن اک رند نے اس سے کہا

کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا

اس طرح کے کار سے تیرے مجھے

حیرت آتی ہے بہت ایندیک پے

با وجود ایسی جنابت کے سدا

خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ محکم وضو

کرمیاں کچھ حال اسکا مجھے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر

سنگ درو میں سے بھی مضبوط تر

بلکہ ہے سدا سکندر سے درچند

جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے

ہر طرح کے کار سے قائم رہے

جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو

سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا بار

سو فریب و کر سے ہے پاندار

بے خدا کی مارا ایسے شخص پر

بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا احد سے گذرا انتظار

جام دے وہ جس سے ہر سینہ نگار

کر کے تانا موسیٰ کے دامن کو چاک

آتش دل سے میں ڈاؤں سر پہ چاک

اس میں مذمت اُن درس کئے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور

علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند

اکر حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند

درس تیرا اسلئے ہے صبح شام

تاکہ ہو شہر علم اور فضل تام

بہر اظہارِ فضیلت اور عمل

آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل

تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے

خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے

سو زانی اور بلا میں تو پڑے

ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال

مردوزن کیواسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں

سو فریبوں سے تو لایا دام میں

جاہل و نادان و بے عقل و شعور

جال میں تیرے پڑے اے پرغور

معتقد تیرے ہوئے وہے پرغور

کون شونی کا نہیں جنگو شعور

جاہلوں میں ملٹ کر بن سدا

علم و فضل اپنا جتا یا خوب سا

اور ہوئے خود فصیحت لاکلام	دوسرے کو تو فصیحت ہو مدام	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب	خوبی تقریر کو دیکر کے زیب
اور سیوے آپ رستہ نار کی	رہ بناوے اور کو گلزار کی	آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو	راہ جنت کا بتاوے اور کو
اور ہوئے آپ گمراہ جان کر	کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر	آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا	شہد و شربت اور کو دے بے پیلا
لوگ جانیں تا ترا علم و عمل	ہے یہ سب اس واسطے اے پرخلل	آپ کو ڈالے بے تنہا غار میں	بھیجتا ہے اور کو گلزار میں
محکم ان دو سے نہیں ہے ایک بھی	پر اصول و فرع تیرے اے انخی	مگر اندر مگر لکھا ہے سہنر	خوب سے شیخی جتنا کی کھول کر
یہ ریائی درس نامعقول ہے	جان اس رہ میں نرا کیا غول ہے	حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا	کچھ حیا بھی کچھ کو آتی ہے بتا
زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند	یہ ریا کا جو تر ہے و عظم و سپند	ہے یہی شیطان تیرا اور نفس	کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس
دولت ایمان کو ہے لو مستنا	چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا	درس ہے کب ہے وہ اک قبر و بلا	ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا
باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا	دولت ایمان لی اس نے بجا	قتل جس نے کر دیا اے نیکو	خنجر لاجول سے اس چور کو
کر دیا آزاد جان اے نیک پے	آپ کو جس نے اگر اس مرض سے	ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض	درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض
نفس و شیطان نے کیا زہر و زہر	ساقیا لے بہر حق میری خبر	ہے وہ دوڑاتا فرارِ عرش پر	اسپ و دولت کو وہ اپنے باہنر
اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا	تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا	کر کے امداد لکھے بچوں سے چھڑا	وقت بے امداد کی امداد کا

۲۱ اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقبی کے سے

اور کرے راہ ہڈا سے تجھ کو دُور	یہ کرے تہرب خدا سے تجھ کو دُور	آفتن جاں ہے ہر اک پیر و جوان	کیا ہے دنیا یعنی اسبابِ جہاں
اس طرح کے نان و حلوے نے تمام	کر دیا ہے تلخ تیرا یا ر کام	ہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر	کر دیا قربان اُس پر اپنا سر
بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر	جلد اس اسباب کو الے بہرہ ور	لے گیا ہے رونقِ اسلام کو	اور بھی اکثر تر اے نیک خو
واسطے دُنیا تے دُون کے سہ سہر	سچی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہز	آپ کو بارگراں سے تو نکال	اور اس دُنیا تے دُون پرخاک ڈال
اس کی رہ میں گندِ فہمی اہمقی	اس کی رہ میں موشگافی اشمقی	سچی دُنیا میں رہا تو مبتلا	سچی کچھ حانی نہ عقبی کی ہے کیا
جو کہ چاہے تمھانہ وہ حاصل ہوا	باوجود اس سعی و محنت کئے را	اسکے چھپے جائے جیسے خر بگل	پچھے اسکے دڑے ہے ازجان دل
کار دُنیا کا بھی بر آتا میاں	سعی عقبی کی جو تو کرتا میاں	کیا ہو حاصل تجھے جُز دُور دُور	سعی دُنیا میں رہا تو عمر بھر
جو کوئی دُنیا تے دُون کو ترک کر	اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر	کار دُنیا کے بھی سب ہو دُور دست	کار عقبی کا جو کرتا بند و بست
ہوتے ہیں آسان سب اے نیک نام	کار اسکے دُنیا و دین کے تمام	اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھرنے میں اُسے اے نوٹھیلا

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اور پرکار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی ایک مرد صالح جو اس وقت تک کھیتی کا پیشہ اے میاں	پاس اسکے کہتے ہیں تھا ایک شتر	بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
انفاقا دن جو آیا جمعہ کا	اونٹ اُسکا بھاگ جھل کو گیا	تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا	پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا	اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں
اور نماز جمعہ بھی دُوں ہاتھ سے	ہوں ترابی میں پڑا اس بات سے	سوتی ہے بالکل خراب اے نہر ہاں
جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جگہ میں جا	بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا	بہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کر کے وہ	چل نماز جمعہ کو جو سو سو ہو	اور سوال اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنی کار دین کو ہو دے بقا	اور کار دنیوی کو ہے فنا	اُس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ	حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا	اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جہا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر	اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر	سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر	دیکھتا کیا ہے کہ وہ اُسکا شتر	عاجز و مسکین غریب و ناتواں
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُس نے جا	کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بنا	اک دن وہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھیر یا	مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا	یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا کر سنیپتا ہوں کھیت کو	اپنے اس معمول پر جتنا کہ ہو	جز کو تو مت چھوڑ پر لے بہرہ ور
آخرش اٹھ کر وہ مردِ نوجواں	کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں	پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس بیگیاں	اُسکی ہر کیاری میں پھر پانی رداں	کھیت یہ سیراب کیوں کر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا	کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ	کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے سب ہی یہ عجیب اک ماہرا	خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا	پر یہ پانی جانھا تیرے کھیت کو
دکتے تھے بہر طرح سے ہم اگر	پر بہ تیرے کھیت میں کرتا گذر	چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں	ہر کیاری میں ہوا پانی رداں	شکر حق کرنے لگا بس بیگراں
جو کوئی دنیا لے دُوں کو ترک کر	باندھ لے حق کی عبادت میں کمر	پاؤں میں اسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار	خود بخود دنیا ہوا اُس پر شمار	دین دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر	وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر	جو ہوا دنیا لے دُوں میں مبتلا
جو نہ حاصل دین اور دنیا لے دُوں	قدر و رنج میں پڑے جا کر نکلوں	عیش دنیا جس سے چھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیا نے دُور کو سر بسر حکم پر دلدار کے ہاندھوں کمر
سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانڈنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامانِ آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال سعی تیری بہر دنیا نے دنی	یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر یوں کہا اُس نے کہ سجد و شمار	ایک منعم سے کیا اُس نے سوال کس قدر ہے کہہ تو اے مردِ عجبی	در پے مال و منال اے نامور کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا پر جب ہے مقصود اے روشن ضمیر	کیا ہوا حاصل تجھے میرے غلیل یہ کہا عارف نے اسکے ہے ثواب	رہتا ہے اسکی تنگ و دو میں سدا پر نہ آیا اُس سے کچھ عشرِ عشر	یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنجِ خم میں تو عبت اسکے میاں جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا	قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا مدلول کا ترے اس سے کہیں	عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا	کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عجبے کا گھر یعنی اِس دنیا نے دُور سے اب تجھے	مرد وہ میں جو کہ دنیا چھوڑ کر یا دین کو تو نمازِ فرض جان	سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر دارِ عجبی ہو دے حاصل کب تجھے	باندھتے ہیں راہِ عجبی میں کمر اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زمان
اور تو مبرگ و نفس بے حیا اِس جہاں فانی میں تو فانی ہوا	واسطے عجبی کے تو اے مبرہ در خود بخود یہ زالی دنیا ہو ذلیل	کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا راہِ عجبی کو دیادل سے بھلا	چھوڑتا مردار دنیا کو اگر پاؤ نہیں پڑتی ترے باقالِ قلیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے
دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حرکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغِ وجاہ تاگہاں تہ جانور اک طرف سے	باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ سامنے کو آگے اڑتے ہوئے	اور گرد آئے مرید اور طالبین ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا	جمع بیٹھے تھے بصدِ صدق و یقین اور اسکی جستجو میں دوسرا
ان میں آگے تھا کبوتر بس رداں اور پیچھے مرغِ زیت کے اوڑا	سب سے علجز اور حقیر داناواں جاتا تھا بد بخت کو آجوں ہوا	کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لے کیوں کبوتر کے بے پیچھے مرغیوں	اڑتا جاتا تھا خانہ اک بھی ایک کے ہاتھ آتا تھا خانہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہِ دین ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغیوں	ماجر ایسا کبھی دیکھا نہیں زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں	جنس باغی مختلف میں ہے یہ کیا جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی	ایک کا تابع ہوا جو دوسرا ساتھ دکھ دن ہے اور ہے شب کی لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا زرغ ہرہ زراع کے ہو کر اڑیں	اور کافر پر سو کافر مبتلا بلبلوں کیساتھ بلبل خوش ہیں	صالحوں کیساتھ ہوں صالحاں انبیا اسوا سٹے پیدا ہوئے	ساتھ بکارونکے ہوں بکار یاں جنس ہے انسان کے اے نیک پے

آزنی تملکے اپنے جنس سے	بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے	جنس سے جنس اپنی کامیاب	فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر	کب پکڑتے اُن سے انسانیت بشر	کب بھلا انسان ہو کر نہ بھجاب	راہ حق لینے فرشتوں سے شتاب
اک خلاف جنس سے ہوں سو جاب	اور ہوں مجنس سے لک فحیات	فائدہ مجنس سے ہو جس قدر	غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر
روح جو آئی ہے ملک امر سے	زہد طاعت سے ہے رافعا سلطے	جسم ملک خلق سے پیدا ہوا	خواب وغور میں اس لئے ہے مبتلا
اُس کی پیدا نش اُن دُور سے ہوئی	حق نے جو دلوں کی اسمیں جمو کی	جو کرے یہ میل جانب خاک کی	نفس آمارہ بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کی جانب گذر	نفس نوامہ بنے اُس وقت پر	میل ملک امر کا جب اسمیں ہو	اُسے نوامہ کی جانب زور و
جو بہت کوشش سے لاسوتی کوجا	لمہ کی طرف پھر کھتا ہے پا	بعد تہذیب اور کمال اجتہاد	مطمئنہ ہووے وہ اہل و داد
اس سخن کی کب ہے آملہ انتہا ماجرا ان طائروں کا پھر سننا			

جواب دینا اُس صوفی کامریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں	یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیان	جو اڑے جاتے ہیں یہ میں جانور	ہے مثال انکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دُور	دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور	یہ مثال اُن کی ہیں مینوں جانور	ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب	ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب	بھاگتا ہے یہ یکوتر ہے بہ پے	مرغ زریں کے فریب و مکر سے
اور در پے مرغ زریں اسکے ہے	تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے	لیک ہرگز یہ کہوتر ناز نہیں	ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا	حرص سے جاتا ہے تو ابھیجا	پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا	گر چہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جان معارف ہے کہوتر کی مثال	جاتا ہے حتی کی طرف قبل و قال	اور زریں مرغ تو دنیا کو جان	دوڑے ہے عرف کے پیچھے پیکان
زاع یعنی اہل دنیا حرص سے	چوں زغن مُردار دنیا میں پڑے	کرتو دنیا دار کو کو آشمار	ہوتا ہے مُردار دنیا پر نشار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار	دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار	لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے	مرد حقانی کے چا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر	مکر سے اس بیجیا کے خوف کر	دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا	بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا	بھاگے ہی جو اس سے اُس کے پاس جا	اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں	بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں میں

تمثیل

اور سن اِس پر تو مجھے اک مثال	نیک لوگوں کا بیان کرتا ہوں حال	ایک دن باروں رشید بادشاہ	تخت پر بیٹھا تھا باصدا عز و جاہ
اور گرد اسکے بکثرت لاکلام	نئے کھڑے آداب سے لوٹدی غلام	مہر باں انپر جو کچھ سلطان ہوا	حکم یہ مختار کاروں کو دیا

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے	سنستے ہی مختار کاروں نے جیجی	پیش شدہ ہر ایک نعمت لادھری
حکم پھر لوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیس یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنستے ہی اس بات کے لوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پر نام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک لوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا	عرض کی لوٹری نے جب اے نیکو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کہتی ہے کیا پھر جو شبہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بادشاہ سنستے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہتا شہ نے اُسے اے بادب	کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب	اور یہ سب نمائے اور باندی غلام	کر دیتے تجھ کو عطا اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دلے سب نمائے دنیا پھوڑ دے	چھوڑ کر نمائے دنیا سسر بسر	دل لگا دے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ جو بکے خوش اس شخص سے	اترت کی نعمتیں سب اسکو دے	تو جیجی اے امداد بہر ذوالجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ماسوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خالصا بندہ حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت باو شاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش سر سے بھی ہے اور لے سرور	قرب سلطان اس سے تو ڈر ڈر
ہے سعاد مند وہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قربت سلطان سے بچ کر بچ سکے	کیونکہ یہ تیرا دباں جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی امیں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھتا ہوں اک داستاں	کان دل سے تم سنا لے مہر باں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو بنیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

داستان

ایک تھا دلش میں روشن ضمیر	راہ حق میں جست و کال بے نظیر	چھوڑ کر دنیا کے سارے کار و بار	کر لیا عطا اُس نے کوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جلا جنگل میں جا	کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا تنہا وہ اُس غار کے	پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے	بعد ہیفتے کے جو ہوتی اشتہا	کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اُس عارف پر عنایاتِ خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شہد وہ اپنے دلبر سے لے	جدو کو شش شرط پیے پرانے پسر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہِ دل ربا	چل سکے بے راہ برکے کب بھلا	میں گس رہ میں بہت سی گھٹیاں	طے ہو کب بے راہ برکے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اسی لئے	راہ برے ساتھ پھر تو راہ لے	راہ برے تا تو سیدی راہ جا	گھٹائیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
اولیا میں راہ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو چھڑا اور راہ لے	عمر بھر گر چہ کرے روزہ نماز	بے مدد مرشد کے کب ہو ستر باز

تو عبادت گرجہ کیسی ہی کرے	گرجہ کی تو نے عبادت سالہا	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی	جو نہ جا حرص و ہوا دیکھے ترے	اس عبادت کو ترے بچہ کیا کرے
منع کرتی ہے گناہوں سے نماز	علاقہ ہے یہ تری روزہ نماز	سز باطن اس کے کب تجھ پر ہونا
تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو	ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا	ٹھو کر یں کھا تا ریگا جا
بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے	تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا	بے کماں کے جاننا شے پر لگا
بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم	انتہا رکھنا نہیں ہے یہ سخن	حال اس درویش کا اب مجھے سن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے اگے مرد عارف کے		
ذکر و مکتبی میں رہنا تھا سدا	ناگماں اک روز اے فرخندہ فال	ایک عورت صاحب حسن و جمال
انگی خدمت میں اس درویش کی	دست بستہ بادب ہو کر کھڑی	عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
ایا کریموں کے کرم سے دور ہے	نیری خدمت میں رہو گی میں ملازم	جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
کر لیا معلوم باطن سے وہیں	ہے یہ دنیا بدگہ اور نابکار	سامنے آئی مرے کر کے سنگار
دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ	بھاگ کر تجھے یہاں آبا نہیں	چھپکے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید	یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان	حکم سے حق کے میں آئی ہوں بہان
فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں	آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں	کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
اور عارف کو موٹی وحشت بڑی	یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی	جو تیاں مجھ سے بہت سی کھا سگی
گور کا مصرف کوں لگائیں اُسے	گر نہ جا مجھ پاس سے دیناے دون	خرچ اسکو راہ عقبی میں کروں
گرا سے پاؤں تو اس پر ڈال خاک	یعنے اسکو صرف کرنیک امر میں	تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
اسکے بدلے پاؤں تو مجھ سے وہاں	کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار	تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
کرتا ہے اسباب اسکے آشکار	دس برس تک وہ فقیر اس غار میں	تخار ہا مشغول حق کے کار میں
کیونکہ بستی سے تھا جنگل در در	گاہیں بکری اونٹ خچر اور گدھے	واں ملک آتے نہ چرنے کیلئے
تھو عالم میں پڑا حد سے پڑے	خشک سب کھیت اور جنگل بھونگے	آرمی حیوان گل مرنے لگے
پھرتے تھے چرواہے ایدھر اودھر	کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو	ڈوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
اُسے پاس اس غار کے سب رعیاں	چندا ک چوپائے گرد اس غار کے	دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
لے کے چوپائے چرانے کے لئے	ناگہاں اک دن وہ غار غار سے	آیا باہر ایک حاجت کے لئے
نور حق تھا اس کے منہ سے آشکار	دور سے چرواہے صورت دیکھ کے	گرو اس درویش کے آکر ہونے

اعتقاد دل سے جاہر ایک لے	رکھدیا پاؤں پہ سرور ویش کے	جو کہ تھا درویش مستغولِ خدا	اُن کی جانب کو نہ کچھ راعب ہوا
جس کو حاصل ہووے وصلِ دلیر با	پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا	آخرش سب نے بصد عجز و نیاز	یہ کہا درویش سے اے پاک بزن
اُنکو خواہش ہو اب جس چیز کی	حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی	دیکھا جو درویش نے انکے تیش	پاس سے میرے یہ ٹٹنے کے نہیں
کر کے اُن کی بجز وزاری پر نظر	یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر	ایک مدت سے یہ نفسِ بد سرا	مانگتا ہے دودھ تجھ سے بر ملا
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار	تا میں بارِ نفس کا دوں زہر بار	عرض کی یوں قحط سے باران کے اب	گامیں بکری ہو گئیں بے دودھ سب
جب نہ اُنکو چارہ کھانے کو ملا	شیر اُنکے خشک پستان سے ہوا	اور کہا دروہ کے سب نے با محن	تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
دیکھ کر درویش اُن کا اضطراب	یہ کہا اُن کو کرا لے مردانِ کار	ایک گائے کر کے اب سب سے بدر	اس کو دودھ تو تم خدا کے نام پر
کر کے بسم اللہ ربّٰیٰ نے نیک لہ	سع کرتو ہو گی امدادِ آلہ	کارِ غنّی میں ہے کوششِ شرط یار	جدد کوشش کر جو تو ہے پو شنید
گوش جاں سے سن ذرا لے ہر باں	کہتے ہیں کیا سرورِ یہ جبرائ	سع و کوشش ہے اُن ہی کی ہا مل	کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راد طے	جہد کر چل منزلِ مقصود پئے	راہ کو قطع چل پاؤں اٹھا	میٹھنے کا راہ میں کیا ہے فائد
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب	ہر گھڑی رہتا ہے اُسکو اضطراب	راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار	جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسند
راہ لے چل عیش کے دامن کو چھاڑ	تا نہ لہجے اُن سے اندر خلد جھاڑ	یہ یہ منزل پھوٹ جا خار و زار	جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار
یعنی یہ کپڑے لہجہ کر جھاڑ میں	خوب ساتن کو ترے زخمی کریں	طاق میں رکھتے تو کپڑے آثار	بادلِ فارغ تو پھر لے راہ یار
دور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ	اور بہت سے جا بجا کاٹوٹکے جھاڑ	چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو	ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو
قطع کر یہ خارہ سے تاکہ تو	جلد پہنچے منزلِ مقصود کو	ورنہ لے تیشہ تزان ہو فگار	روکدیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنی لا سے تیز سے تیشہ تنا	سنگِ غیرت کو پھر رہ سے ہٹا	منزلِ مقصود اِلّا اللہ کر	سیرواں جا بادل آگاہ کر
یعنی یہ حرص و ہول نے دینوی	غیر حق کے ہر ترے دلیں بھری	مہر حق تو دل سے ان کو دڑ کر	نورِ عرفاں سے اسے معمور کر
	یہ معنی ہے بے بنیاں اے درویش	حال اُس درویش کا مجھ سے سنو	

قصہ - دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا	پاس گاؤ نار سپدہ کے گیا	اُسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا	تاکہ لیوے امتحان درویش کا
اُس جواں نے پاس اُس کا کعبا	ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا	ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگیاں	دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسے آن
ہو کے حاضر سامنے درویش کے	دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے	دودھ لے عارف نے اُس پی لیا	بعد اُس غار میں جا کر چھپا
ریوڑوں کو لیکے سارے راغیاں	شہو کجا نب ہوئے یار و رواں	شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے	اس کرامت سے و لے حیران ہوئے
دن کئی گندے غرض اس طرح پر	آتے تھے چرواہے و لے آسغار پر	رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا	اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام	شاہ تک بھی ہو گیا بے قصہ عام	سننے ہی اس بات کے شہ نہ کہا	سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجئے کر کے یہ اور اٹھ کے باصدا التجا صحبت میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا پاسِ سلطانوں امیر و نیک نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہ عجز و زاری سے سدا ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ شہر میں ہوا اس طرح کا مرد جو بالدب کی عرض یہ درویش سے بولادہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافقِ طبع ویرانہ مجھے مرضی حق کا ہوں طالبِ میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ فائدہ وحدت میں ہو کے جس قدر پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی یوں اگر گوشہ پکرتے اولیائے لیک جو بیمار ہوا اے باشعور اور صحت جس نے پائی مرض سے ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب تارک دنیا ہونم تو بالیقین تیرے نفس پاک سے اے ہیریاں سامنے تیرے ہوا و حرصِ سب اشع جس سے ہر مخلوق کو تمام	کیونکہ وہ دُوبے میں اپنے فرد ہے خدمتِ درویش میں حاضر ہوا ہے بڑا فتنہ بچھ اے نیک راہ عاجزان کے مکر سے شیطان ہوا آپ کو ان سے بہ صورتِ بچا دینِ حق کے میں امیں یہ عالمیں دین کے بیشک ہونے و چوٹے پاسِ اُس درویش کے رہنے لگا خوب ہو جو شہر میں عارف چلے سایہ انوارِ ربانی ہے یہ زیب شاہی رونقِ اسلام ہو شہر میں چلنے نواب کیا خوب ہے خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ اور ہر اک طالبِ آرام سے خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا اس سے شود جب ہو کثرت میں گر پکرتے اس طرح گوشہ نبی و حق پاتی یہ کب خلقِ خدا چاہئے پر ہیز اُس کو بالضرور کیا دو پر ہیز کی حاجت اُسے چاہئے پر ہیز مجھ کو اس سبب آپ سے ہم پاس تم اے نہیں ہو گئی رشتِ ہماری جانِ جاں مخدول سے ہو گئے یک کنت اب فائدہ اُس سے اٹھاویں خلسِ علم	اُس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ ہے تکرار کے دلمیں یوں بھرا صحبت ان کی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہم نشین و ہم طعام بس ڈروان سے بچو اے مؤمنین پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر سوچ کر دل میں کما دستور کو اس کے قدموں کے طفیل العجب و ر الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو مرد آزادہ تھا وہ مردِ خدا مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالبِ آرام نفس اپنے کا اب ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلافِ خلق سے ہے جو بچا جس نے کثرت سے بچا یا آپکو کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا یوں کہا درویش نے اے باخدا جو نہ بیماری میں پر ہیز اب کرے اٹھیا اور اولیائے راسخین تسک بولادہ وزیر نے نیک خو خود بخود آتے ہیں ہم بالتجا تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام میں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجئے	عالم و کامل ولی سلطانِ دین شغل میں حق کے حرج بے لغتگو تیر کے مانند ان سے دُور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو چھڑ یا اور قناعت کا اثر لہجائے ہے ساتھ سلطانوں امیروں کے دراک تا تمہارا بیچ سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شہر و شکر جو چلے مخلوق میں عارف خوب ہو رحمتِ حق ہو وے نازل شہر پر پاسِ اُس عارف کے باصدا گفتگو بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا اختلافِ خلق سے ہے سونلا میں نہیں ہوں اے وزیر یا ادب کا دُور میں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا ملک وحدت کا ہوا سلطان رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رہج و بیماری سے ہیں پاک اے متین کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر بُدا عیش دنیا سرد بالکل لا کلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین فیض اپنا صل کے سب کو دیجئے
--	--	--	--

<p>شیریں صحبت سے ہوں شاگرد لے بھی میں بھلا کسوا سطلے جلوں وہاں یہ وزیر ابیاں سے طلنے کا نہیں وہ کروں گا تیری خاطر جان کے اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے چھوڑ دے سلطان تجھ کو اے ولی بھاگ گرواں سے گیا با درو آہ حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے حکم حق تھا بتلا یہ اور ہو آکے شہ عارف کے قدم پر پڑا جو رہی تیرے ہزاروں لطف میں گردیا سورتھ قائل سے پار مرضی حق تو اب یاں آچھنسا چاہئے راضی رہے صبح و مسا شہر میں آیا نکل کر غار سے واسطے درویش کے با صد خوشی لیک باطن میں تھا وہ سب جدا کرتا تھا یاد خدا شام و سحر پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا خوبی گر خرچے اندر کار دیں سانپ ہو دے دوست اسکا دیکھلے یاد رکھو یہ بات میری مان لے ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے گرچہ ظاہر میں ربا دنیا میں عرف</p>	<p>کرتے ہیں کفرانِ نعمت جو کوئی جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں آخر میں جانجو عارف نے کہیں بعد اس کے جو صلاح وقت ہے شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے تا کہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا اس مکان میں تانا یہ دیکھ کر چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو صدق دے باہر اراں التجا کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار دلیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا الغرض کہنے سے عارف شاہ کے اور نعمت بھی ہر اک موجود کی عیش دنیا میں تھا ظاہر میں چھنسا ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا مال دنیا کو بقا گرچہ منین جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے تانا دھو دے ہاتھ اپنی جان سے الغرض درویش کو رہتے ہوئے زیندہ شاعت میں آیا کچھ مجھ میں</p>	<p>جو بیٹے رہتے ہیں غفلت میں ملے چاہہ پیاسے پاس کب جا لے پیر عرض کرتے ہو گئی اس کو بس میں جلوں کا شہر میں سلطان کے سوئے دولت خانہ شاہ کبیر مارنے پتھر لگا سلطان کے مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان سے مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے تا کہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا اور سو تاشہ کو زائد اعتقاد لطف کا تیرے کو نہیں کیا بیان تا کہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے کیا ہے چارہ جب ہوا مقضا زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے زہر بھی چکھئے ذرا سہرہ خدا کر دیئے تیار محل اور خانقاہ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز نفس پر کرتا جہاد ہر دم وے فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو پر ہے مومن کیلئے بیت العمل در نہ تو کتا سا ہے مردار پر اور نادانوں کو بلا سلوب ہے سانپ کے منٹ گر دیکھ تو زینمار جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا پر ہاویسا ہی اپنے حال پر</p> <p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام بول عارف جائے نشنہ چاہ پر ایک مدت الغرض اس طرح پر بولابہن تیری فرحت کے لئے سہو لیا درویش ہمراہ وزیر وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے باہر درویش واں مستان وار بھاگ کر نکلا جھٹ اس طرف سے شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ چاہئے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد عرض کی اے پیشوا اے عارفاں نظر نے کشتی جو توری جوڑ سے جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا شہ نے عارف کیلئے با عز و چاہ وہ فقیر پاک جان و راست باز پوتیس اور دل کو پیٹنے ہوئے با خوشی رہتا تھا اس گدڑی میں گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر واسطے دانا کے دنیا خوب ہے گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار نال دنیا کے نہر گز گر و چا دس برس اسکو سے ہوں ہی نذر</p>
--	--	---

<p>تھی یہ رسم شاہ جو سنا سوار العرض اک دن اسی معمول پر ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی عرض کی اسنے کہ اے سلطان جان تو دعا دے ہے ہر اک کو پر جو رو پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے جو قضا آوے تو ہو برعکس کار ایک دن تقدیر سے ناگاہ بار رنج بید پایا اور تکلیف سخت گر کے قدموں پر وہ اس درویش کے شدت گرنی تھی رستے کی تکان شاہ تنہا اور وہ عارف تھا وہاں چاہے تھا اس کے شکم پیسے ٹھا دوڑ کر چھٹ محل میں داخل ہوا اور کرے آقتل اس کو بر ملا کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر چھین کر اس سے یہ سبیل و منال مت ہونا زان لطف پرانکے کبھی ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ دل لگا اس شاہ اے بیوفا چھوڑ دے جو ایسے شانہ شاہ کو مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا</p>	<p>مہ نظر ملک باہر شکار اسکی زیارت سے ہوا وہ بہرور سامنے سے دوسری بار گئی تجسس میں ہوتی ہوں رخصت نزل ہو ترا تابع تو اس سے دور ہو میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں اسکے فتنے کا ہو انکار کو فکر آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا دیکھے سوا کرے کیونکر مجھ ہو ویں سب تیریں باطل و زار شاہ جنگل کو گیا مہر شکار دل ہوا گرمی سے شہ کائنات تخت پاؤں پر ہوسہ دیا سو صدق سے کچھ ہوا آسودہ شہ اس سے باں خیر سلطان نکل کرا ز میاں الطرف رکھو دن غافل بلا شاہ پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا کھینچے خنجر جو ہمارے نسل کو جان بخشی اسکی کر لے نامور کر کے ننگا شہر سے باہر نکال دم میں ہوں شیطان اور دم میں ملی ہو گیا بظن اسی عارف سے کہ جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا اس سے زائد بیوقوف اور کون ہو دل لگانا اس سے ہے بیشک خطا</p>	<p>وقت پہلے کے وہ سلطان اپنے اور اسی حالت میں وہ پیر ملدا پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے یوں کہا چل دوڑ ہوا بے حیا دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی دور ہویاں سے تو جلدی بیخیا دیکھے کس طرح ہووے کا جدا دیکھے تقدیر سے ہو کیا سبب پڑھ کے پھر لاجول ہوتا غل رب جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب جستجو کی اور محنت بے شمار واں سے ہٹ کے شہ اسی معمول پر آیا تھا گرمی میں گھبرا ہوا ایک طرف تکیہ لگا دیوار کا ننگا ہوشہ کے شکم پر گر پڑا چونکہ ٹھایا کبار کی شہ خواہ سے بول اخص سے کہ چھٹ آوے وزیر کیا کیا تھا میں کہو اس کا بڑا جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا شاہ بولا تجھ کو بخشی اس کی جان ہو سے یہ صدق و وفا ہے اہل دل اعتقاد اہل دولت پر کبھی دشمن جاں استقدرا سکا ہوا دیکھ کر کے سب کے وہ جرم و گناہ سو خطا میں کر کے تو آدے جو پھر جان سلامت اپنی عارف لگیا</p>	<p>آک زبانت کرتا اس پر لڑائی یاد میں اسد کی مشغول تھا آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے مگر سے تیرے خدار کھے بچا پوستیں اور ولق مجھ پاس ہے وہی کہ تلک دے گی مجھے بتلا دعا مال و دولت دینوی مجھ سے جھلا تیل کھل سے ہو جدا سطر ح اب ہو گا جو حکم خدا سر پہ ہے اب غیب سے کرتا ہے اسکا کچھ سبب پر ملا اسکو نہ واں اسدن شکار خدمت عارف میں آیا دوڑ کر اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا دیکھ کر یہ عارف دینی خدا ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے نا کرے درویش کو اسدم اسیر پاؤں پر رکھا تھا ستر اسکے سدا پڑھ کے استغفاریوں شہ سے کہا پر تجھے لازم ہے اسکو اس زمان وہم سے بس صدق میں آیا غفل دل نہ دیکو کوئی اے میرے اخی جس طرح کبری کا ہووے چھپا یا دے ہے روزی لطف سے شام و بگاہ خاص ہو درگاہ میں اسکی تو پھر کیونکہ دنیا پر نہ اس نے دل دیا</p>
---	---	---	--

جو دغا کھاتا وہ اُسکے کمر سے کی تھی اُس نے احتیاط حد سے حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک شیخ اپنا شہ نہجے ہر دم کے پوچتا ہے گویا تو اُس شاہ کو جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر عیش کے سامان سب موجود ہیں	قتل ہوتا ہاتھ سے سلطانی کے مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر تو تو یوں نازاں بتعظیم ملوک یہ ندامت کر کے نوید ہوش ہے کچھ نہیں کرتا ہے یا اللہ کو آیت کا تشرب جو اپر گوش کر تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں	زیر تیغ بے دریغ شاہِ دوں جان و تن اپنا سلامت لیگیا خاص لذت اُسکے جو وقتِ خطاب مست و مدہوش اس خطاب سے ہے اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دین ساقیا اب اکہیں مت دیر کر اکہیں دے بہر حق اک بھر کجا	سہوتا علف ہے شہنہ زاروں مگر سے دنیائے دوں کے وہ پچا ہے نہ آوے وہ زصد نم شراب ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے شکر ہے یہ تو رب العالمین دل مرا تجھ بن ہوا زیر وزیر عیش و عشرت جس سے ہر دہر تمام
کیا ہے دنیا منصب دینے دوں روئے آسائش کو دیکھے گا تو جہاں راہ حق سے دور جو تجھ کو کرے مایہ بدنامی اس کا نام ہے واسطے اُس نہر کے تو دن اُرت منصب دنیا ہے وہ اے پرنوں اور اس حلوادناں سے اے فنا مار کر اس پر وہ اپنے پتہ پا ترک دنیا گبڑا سلطان شوی زہر دار دور دروں دنیا چومار زہر قائل ہے یہ مار نقش وار اس سبب کہتے ہیں شاہِ اولیا حُب دنیا سب خطا و نکاہے سر پہلے تو تحصیل ہی اُسکے تو یار اس میں اول تو سبزاروں جھنٹیں یا الہی تجھ کو بھی بہر خدا حُب مولیٰ حُب حق حُب خدا	اس سے آودہ کئے تو نے اگر منصب دنیا نہیں تو جانتا ہے یہی دنیا سچے اے نیک تن یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا خوش ہے وہ مقبول جس نے یاں جو خوش ہے وہ داناکر جو یاں چھوڑ کر مثنوی میں مولوی معنوی چھوڑ دینا کو کہ ماسلطان ہو تو زہر ایں مار نقش قائل ست زیں سبب فرمود شاہِ اولیا حُب دنیا اس کلِ خطینہ چھوڑ دینا کو جو تو ہشت یار ہے بعد اُسکے چھوڑ کر چہراہ لے اہل دنیا الغرضیاں اور وہاں حُب منصب حُب جاہ و حُب مال غیر کی لذت سے کر کے تجھ کو دور		
اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حطب بے بنیاد کے			

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکمِ خدا و رسول کے کہے جاوے نہ

گرتو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب کون ہے بد زبان سے ہو بچنا حتیٰ پرست ہو یا کہ ہو سے خود نما

گو کہ ہوں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار گرز میں سے آسمان تک تو اڑے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبان عیب جو جمع ہوں اہل نفاق اہمیں جب اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ چاہئے راضی ہو بندے سے خدا غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بداندیش کب آکا ہے خلق کے غوغا سے وہ بہراہ ہے چھٹ سکے ہے ان سے کب تو اے ولی

چھوڑتی ہے خلق کب پچھا ترا گر چہ تندرستی کرے تو لاکھ ہا جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار

یوں کہیں اسکو کہے یہ کورو یو آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو اور جو ہونے خندہ رُو خوش ادا

اور جو کوئی مہر و درویش نکو فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو اور جو کوئی کامراں تقدیر سے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کش ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر

کھولیں حق میں اسکے کہنے سے زماں ہے یہ دوں پر در فر و مایہ زماں ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار

اور جو بے کاری کرنے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور چختہ خوار اور جو تونہاتوں میں ہو بولیں تجھے

اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقش دیواری کہیں تجھ کو پیکار اور کہیں نامرد جو سو برد بار

اور دلیری مروی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے اور کم کھادیں کریں طعنے اُسے

اور جو ہوش خوراک خوش لباس تنی شکم پر و کہیں اسکو یہ ناس بے تکلف ہو جو کوئی مال دار

اسکو بول طعنے کریں یہ بے حیا ہے یہ بد قسمت نہ پنے اور نہ کھا اور جو گھر اچھا بناوے نقشندار

اُس کو دین طعنے کر اپنے کو جوان جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب

یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا کسی طرح عقل و ہمت اڑوے بجا اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب

یعنی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر پھرتا کیوں شہر و شہر و در بدر مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ میں

اور کرے گرز ن کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دلہن میں سر سے خرے جوں اگر کسی سے بُرد باری تو کرے

اور سخی کو یوں کہیں کراب تو بس ہاتھ تیرے ہو گئے کل کو پیش و پیش جو ہو قانع بناں خشک و دلق

باپ کے جوں بی بھی آخر سفلہ مرد جائیگا دنیا سے بانسوس درد کون ہے جو زباں سے جو بچا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی بے خدایے مثل بے انبار و نعت

کیا کہا نرسا نے اسکو اتنے تکلف

<p>تو بیلد و کم تو لکد اللہ الصمد نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا خلق کے ہاتھوں سے جب پاوان ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا ہر دو یا ہم در کلام و در خطاب رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام دیکھ اُس کو مارنے طعنے لگی خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا طعنہ پہنوں کا بھی یاد آیا اُسے تاکہ پھر طعنہ سے اور دن کہیں بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں گر ہے حیواں پر ہے مخلوقِ خدا دلہیں کی نادانی سے تندہی اور جار ہاتھا گھوڑا خالی پیش پیش اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر بعدہ پھر اُس کو یوں کہنے لگے رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر عقل و ہوش و فکر سب ہو دیں فنا اور سہرا ہی ہوئے مثل ہوا راہ چلتا ہے ملامت وہ طول کام میں اسکے ہوں پھر سو قبل و قال رنج و غم میں ڈال مت بس آپکو کام کا جو کام ہے وہ کام کر</p>	<p>پاک ہے وہ ذات از وجہ ولد کب کوئی یاں جو مرد سے بچا گرتے تو دل سے ہمیر لیاں حکایت بوڑھے مرد بوقوف کی ناگہاں غم سفر اس نے کیا تھا سپر اُسکا پیادہ در رکاب خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو پیر نے جب یہ سنا اُسکا کلام سامنے اک خلق آگئی طفل کو بے عذر رکب کر دیا بی نصیحت جو سنی اُس پیر نے سوچ یوں گھوڑے کو اب کیف دیں اے سنگرم رحم کر بے زباں یہ ستم اس میزباں پر کب روا جو سنا بوڑھے نے یہ ان سے بغور گرتے پڑتے جاتے دنوں پائش گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور سپر پہلے تو اسکے بڑھاپے پر ہنسے حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر اٹھے ہوں سب کلام جب آوے قضا پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا گرتے سنا یہ کبھی قولِ فضول رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال خلق کے اچھے بڑے کہنے سے تو نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر</p>	<p>مرکیم عیسیٰ کو اُس کا بر ملا مبتلا کو صبر ہر دم چاہئے صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستان عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور ہو سوار اُس پر کیا رتنے کو طے یہ کہا سب کہ اے بوڑھے میں تانہ ہوتا اور مٹیا تھک کے زار خود پیادہ ہو لیا زار و زار ہے بیضی یا کہ جنوں بالفضول پیر ہواک کوس میں بس ناتواں ایک گھوڑے پر ہوئے دنوں سوار جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار نہر بانی کر تو اس پر اے اخی پا پیادہ ہو لئے بہر سفر دیکھا اُس بوڑھے کو باحال تباہ ہیں پیادہ دنوں اور خستہ جاگر تانہ ہوں محنت سے پانیرے نکل نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں فہم روشن پر ہو مائل تیرگی وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام راہ چلنے میں پڑا اسکے خسل آپ کو امداد تو ان سے بچا کام کرا ضی ہو جس سے ذوالجلال</p>	<p>جو رو اور مٹیا مقرر کر دیا کب چٹھے کوئی کسی کے ہاتھ سے کہنے سنے خلق پر مت کر دھیان ایک بوڑھا مرد تقاسم بے تصور ایک گھوڑی پاس تھی اُس پیر کے مل گیا جو اک گروہ رہ رواں باری باری چاہئے ہونا سوار کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار بیعید بوڑھا ہے بے عقل و شعور راہ طے آساں کرے طفل اور بچواں کر کے دنوں قول کے عکس کار اتنے میں اور باک جماعت آگئی چاہئے اک اسپ ہووے اب سوار شکر حق کا سواری تھک کو دی یعنی دنوں پھر نو گھوڑے سے اتر اور اک فرقہ ملا آ کر براہ ہے سواری ساتھ موجود اگلے پر کیوں نہیں ہونا سواری پر سوار تجھ سانا داں کوئی عالم میں نہیں عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی جا کے منزل پر کیا سب تقاسم جو کیا ہر قول پر اس نے عمل لغو سے بچتی ہے کب خلقِ خدا کہتے سننے پر نہ کر ان کے خیال</p>
--	---	---	---

ساقیا۔ کھوغم دُنیا دُوریں اس آئس سے تائیں ہوں نازغ کہیں ہونہ دُنیا میں خیالِ الکنساب اور نہ عقبیٰ میں غمِ ابرو تواب
شغل ہو ہر دم خیالِ یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیالِ عشقِ یارِ غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار
اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوابوں اور عادتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحبِ کمال یہ جو ہے بیجاں تیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
گزنو خاموشی کی عادت اختیار جس سے جو حوائج تیرا دل ہو شیار ہو روئے بھٹی گفتگو اے تیک پے ہو کے وہ زناگر دُنمیں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
خاموشی بس ہے مقالِ اہلِ حال گریبا دین تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جو ان تا خاموشی ہو تری نطق و بیباں
یوں رہیگا کب تک اے میفرورغ تو گرفتارِ دروغ اندر دروغ ہوش میں آج بھی تو بہر خدا آپ کو گفتارِ باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جو ان گوشِ دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ ہو معلوم تجھ کو زینبہار فائدہ اور نفع خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اُسکا تھا نائبِ مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوقنوں
اک معلم باہنرِ تعلیم کو کرد یا شہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھے بیٹا ضرور
چند عرصے میں غرض اُسکا پسر عالم و فاضل ہوا با کرو فر حل معلومات و مچھولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوقنوں دہر ہو وے لاجمال چند برسوں میں غرض اے نیکنام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام بیک وہ شہزادہ والا حسب
وصف خاموشی کا تھا اُسے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموشی تھا
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سامنے اپنے بیٹھا کر باخوشی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب سنا تھا سب کچھ جواب انا صواب بادشاہ اس بات سے حیران ہوا
کر بیاں باعث بے کیا اے باہنر رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جس دن گشتیا
ہو گیا خاموشی جب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام پاس میرے لا اُس کو والسلام الغرض اکن گیا شاہ جہاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار درشتہ جنگل میں مشغول شکار صید کہ میں ایک تیر تھا نہاں
ناگہاں بولا وہ تیر ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار شہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا ہنس پڑا اور یوں ندیموں کے
جو یہ اِسدم جانور رہتا خاموش بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش صید کہ ہوتا نہ یہ گر بولتا کھولا جواب ایک دم میں سردیا

گرنہ اسیدم بولتا یہ جانور شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام ہر شہماں اُس سخن سے وہ پسر غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر ایک دفعہ وہ جانور بولا عقاواں اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب تو بھی اے امرا و اب باہوش رہ کیونکہ اس عالم میں مسود دریاں ساقیا۔۔ ہے کہاں تیرا خیال	قطع کیوں ہو تا اب اس کا نیک سامنے اسکو بلا یا لا کلام رہ گیا خاموش لب کو بند کر مادواں کو تازیا نے بے شمر قطع سراسکا ہوا اور میں یہاں تازیا نے تن پہنو کھائے ہیں اب تسو حکایت کرئے خاموش رہ ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں بے قراری ہے یہاں جھ کو کمال ختم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال	جاکے جاسو سوں نے دی شہ کو خبر یوں کہا شہ نے پسر سے میر بجاں شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا چنی حق و حق بقی بقی میں جو رہتے ہیں باں خاشکی کا ہے قلعہ مضبوط تر تا دمِ آخر زاول دم مہزنی آہکیں دے ختم کے ختم منھے سے لگا آج قفل میکدے کو توڑ ڈال	ہو مبارک آپ کا بولا پسر جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیان شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا اے سخن گوڈر تو از روز جزا دیکھے کیا حال ہو ان کا و باں صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے ٹر از دم خود کار خود بر ہم مہزنی جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا ختم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال
---	--	--	--

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

۳۵ میں ظاہر ہیں ساتھ فقراد کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے اس روادو جبہ پر تیرے اخی از بروں طعنہ زنی بر بایزید اور تیرا اندرون اے پسر اور باطن سے ترے اے جاں پلید	جبتہ یشمیں روانے شال ہے مجھ کو یاد آئیں دوست تنوی واز بروں ننگ میدار ویزید ہے بھرا قبر خدا سے سر بسر سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید	یہ مقام فقر خورشید اقباس ظاہر ت چون گور کا فر پر حجل ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا اُس ریا کو آپ سے کر کے بعید	ہو دے کب طعل کسی کو در لباس واندرون قبر خدائے عزوجل جس طرح ہو گور کا فر پر بلا بایزید پاک پر اے بے حیا پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید
--	---	---	---

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ ننگ میں سے بایزید یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب خشک ہوں گر میں تو ہے پڑا بھی پاک سات دریاؤں سے بھی خود علم اگر آکر میں آپس میں ہم تم دوستی	جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید عرض کی اُس نے کہ اے مقبول رب اور جو ترہوں تو ہو دھونیسے پاک پاک کب ہو اُس سے نواے بہرہ ور خوب گذرے گی بہم میری نری	ناگہاں اُنکے برابر آگیا اپنے دامن کو بچا یا کس لئے اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر یہ لگے کتے سے کہنے بایزید عرض کی کتے نے اے سلطان دیں	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید دوستی کے میں ترے قابل نہیں
---	--	---	---

میں ہوں مردود اور نومعمول ہے	تیری میری اب بھلا کیوں کر ہے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھ جو دیکھتے ہیں خاص دعاء	کرتے ہیں تعظیم سید اور سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مشکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مرد خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پیدا اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سکر کے یہ وہ پاک دیں	وائے میں گنتے کے بھی قابل نہیں	آہ کیوں کر ہونگا پھر میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں تیرا خدیت اب فال ہے	میرا نانی کوئی عالم میں نہیں	عالم وزاہر ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جس سے شیطان بھی ماں چاہے ندا	دست بر تسبیح درد لگاؤ خضر	ای جین تسبیح کے دار دائر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خضر	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر	ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
چھونک دے اے تجبہ ناپاک کو	اور عصاؤ شانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو	پاؤے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مقرر	تو جی اے امداد اب حق کیلئے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑے
ہے خودی میں جنت تک بخود دے ہو	ہو تو بخود پھر تو خود دے ہو بہو	خود دے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو ترک بل اس یار سے	معرفت پیدا است از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
سنا یا وہ بخود دی کا جام لے	جس میں اپنے میں اول آپ سے	آپ کھو کر مجھوں در سخن یار	مخوامد رحموں میں زینہار
	انام عین رسم آثار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک لخت آب	

۳۲

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو نشت	یہ عبادت ہے نری ہر بہشت	ہے یہی نزدیک اہل دل مقرر	دیں گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر سیاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدیث مابعد تک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشق حق نائب حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زمان
پوچتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوف نار سے	پوچتا ہوں تجھ کو نیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوجنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوچتا تجھ کو کیسا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت یہ اجرت یہ گروہ	رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر گروہ	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ مگر ای تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پرخلل	طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھ	ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے
حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی			
کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو	بید یا طعنہ کہ اے مرد نکر	ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب حال	جسپہ تو عاشق ہے یوں اے بالکال

سننے ہی اس بات کے محمود شاہ	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	اُسکی خوئے نیک پرہوں میں فلا	اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	ساتھ اُسکے تھے جو اہر سے بھرے	چند صندوق اونٹوں کے اور دھڑ سے
انفاقا لکھا کے ٹھوکر اک شتر	اُس گلی میں گریٹر اے بے در	گرتے ہی اُس اونٹ کے اچھا کے	ٹھوٹے ٹھوٹے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت واں اُس سے بدر	لعل و یاقوت و زمر و سیم و زبر	دیکھ کر اسی حال کو محمود شاہ	بوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے	یک بیک سب بوٹنے پر پڑ گئے	چھوڑتے ہو سب سب پیادہ ہل	بوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے	رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	تو نے بھی بوٹا ہے کہ مجھ سے تو راز
عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دین	جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں	دور ہو کر اب تری خدمت سے میں	کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قربت سلطان حاصل ہو جسے	چھوڑا سکو چھوڑ کیوں نعمت کو لے	بے طریقت کجخلاف اب یہ کیا ر	غیر حق کو حق سے مانگے زینبار
اُس سے زیادہ کون ہے بس ارب	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر	دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار	واسطے حق کے ہے کہ لے نابکار	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	یعنی بہر جنت و حورو و قصور
خواہشاتِ نفس میں یہ سب کسب	زید کے پڑے میں کرتا ہے طلب	کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو	خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد جا ہے طاعت پر اگر	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے میجر	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	بہتر اس سے اجر کیا جا میرا گیار
اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی قدرت سے عزیزین کر دیا
اور اسی قدر تیرے اے با وفا	خلعت عرفان کیا آرا سنہ	ساقیا آدے وہ جامِ بیقرار	جس سپہوں میں جو اندر روئے یار
ہوں میں یوں دنیا نے دُوں سے میخیز	نے امید غلنے خوفِ سفر	خدا اپنی مظہرِ لطف و جمال	دورخ ہم کو ہے ظہور ات جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مراد اس سے محبت الہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی	اے ندیم اب بہتر حق اٹھ تو سہی	تاکہ مچھانوں میں اپنے وقت کو	راکان گذرا ہے جو اے نیکو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام	اُس شراب پاک سے اے نیک نام	ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید	اُس سے من رکھ بہتر حق مجھ کو عبید
اور رہا ساقیا ارواح کو	فید سے رنج و الم کے جلد نو	اور چھپر اجلدی خدا کی واسطے	تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آبادیوں میں مرا	خانقاہ و مدر سے سے دل اٹھا	نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا	اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ میں پھر اسرار تا	نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا	اب بہت سچپی ہوں بے ستیا	سہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بے خودی مجھ کو پلا	قید سے تائیاں کی دل چھوٹے مرا	وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا	ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور	ہو تر الا اس سے اُس عالم کا غور	تاکہ ہوں مقصود دل سے بجز	خاک ڈالوں مستہی موہوم پر

آہ و نالہ تو رد عمل ایسا کروں آتشِ موی سے اک شعلہ ہے یار پس پلا لاکر کہ وہ چھ کو شراب اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر مطر باکچہ کہ یہ میری التجا کریاں کچھ یار کی باتوں سے باد و تے سے تو اٹھ کر مطربا آہ کب تک میں کروں آہ و فغان پھر سنا چھ کو وہ نظمِ مستطاب مطر با اب بہرِ حق اٹھ تو سہی اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی بشنواز نے بشنواز صاحبِ نفس ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرِ دل مرا غافل ہے اپنے حال سے اور کہتا ہے کہ ہواس سے سوا ہے غفلت سے مدہوشِ اسفند قبضہ مارے ہیں کافر بر ملا غیر دلبر کو تو دل سے دور کر یعنی یہ حرص و ہوا و حُبِ غیر دلیں جب تک تیرے حُبِ غیر ہے غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر الغرض امداد تو اپنی کتاب جدا سکے تھی لو اب اے دوستاں	وہ شراب اب ساقیا چھ کو تو دے طور ہے اس نور کا سینہ مرا ہو وہ ایسی جو بے اسکو ذرا ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے عیش ہے بے عیش میرا مطربا دل مرا اس میں ہے غم میں مبتلا چھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا ایک بھی سنا نہیں رعجان جاں جو کبھی تھی میں نے درِ عبدِ شنباب کچھ بھی طاقت اب نہیں چھ میں رہی از حکیم مولوی معنوی کز جمادے نالہ شنیدت کس سب زباں سے تو چھ آگاہ کر ہے سدا مشغولِ قیل و قال سے یعنی پامیں بڑی ہے حرص و ہوا آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر دین اور اسلام پر اسکے سدا جلوہِ دلبر سے دل معمور کر سب یہ نجانے ترے ہیں اور دیر مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے نورِ دلبر تا ہواس میں جلوہ گر ختم کرو اللہ اعلم بالصواب جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام رکھ دیا اسکا غداے روح نام	استخوان کہنے کو جو زندہ کر لے خم ہے اسکا قلب اپنا اے فتا رد جہاں کی قید سے ہو وہ رہا اور صدائیں مرغ بھی دینے لگے بے غنا کے کچھ غنا چھ کو سنا ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق عیش و عشرتِ حظو کیفیتِ تمام حسرتا صد حسرتا صد حسرتا اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال تا کہ دل قیدِ الم سے ہو رہا وز جدائی باشکایت میکند کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے خواب و خور سے تا کہ دل بیدار ہو چہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو ہے بیتجانہ میں یوں گوشہ نشین خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا جان لے تیرا وہی معبود ہے اپنے دلبر سے تو پھر ہوسم مقام غیر ہوسم گھر میں وہ اسکا کہاں ہو خبر دار اب تو اپنے حال سے یکہزار دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴ھ
--	--	--

خاتمة الكتاب

علمِ نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیان
اشاعری سے چھ کو کچھ بہرہ نہیں

پانچے مضمود میں اُس یار سے ہے نہ مطلب خوبیِ انکار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلام	چاہتا ہوں بہ کہ ہوں فیض عام
اور ہوں دُرُ فِرقِ فاسقان	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
دین بنا اپنے کرم سے بڑ ملا	کر کے اپنے لطف و احسانِ نظر	اس میں دین اصلاح بخوف و خطر

نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گپ درو بار
یک ساز ز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
در بست و دروم ضرب کردہ اللہ بزار

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ اجدد لکائیے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس^{۲۱} میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر تم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحسابِ اجدد عدد ولی کے چھیا لیں ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوائے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس^{۲۱} میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستخرجة محمد جعفر علیٰ تلمینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی

کرد چوں جملہ مراتب عمر طے

ابن ندائند ز ہر سو غم فزا

داد جاں عبدالغنی با جلوہ سے ۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہشتم ذیقعدہ جمہ کو

چلے گئے جنان کو یعقوب

روکے کہا سب نے کہ جہاں سے

ماہ ہڈا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ہجرتی تدریسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جھجال
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا
کہ جس نے مج کو سودا ئی بنا یا
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا
قرار و صبر ہوش و جملہ سامان
کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
گو یا قید دو عالم سے چھڑا یا
کیا رسوا مجھے عالم میں در در
پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

سنو یار و عجب قصہ بہارا
سناتا ہوں تمہیں اس کو سراسر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں
سو آ کر عشق نے مج کو جگا یا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھا یا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھا یا
یہ ایک لیگیا وہ جان جاناں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو
ہوئی زلف اسکی آمیری گلو گیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا
شراب شوق کا اک گھونٹ دیکر
جنوں نے آلباس نن کو کر چاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر
غم و درد و الم کی فوج کر ساتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لا کر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ

ہزاروں غم کی لالائش لگائی
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا
 اجی جس کے ہودل میں دردِ فرقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
 وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
 گیا سب بھول کھانا اور پینا
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
 سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
 غرض دیوانہ جگو جان کر کے
 مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
 جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

میری سب عینس کی پوجی گنوائی
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا
 اسے کیا ہووے خوابِ فتنہ کی فرصت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
 متاعِ صبر و تسکین لیگیا لوٹ
 صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا
 کیا ٹٹھا ہراک پیرو جواں نے
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے
 تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
 سمجھتا ہے ہراک سودائی جھ کو
 کوئی سہم نہ نہیں جز دردِ فرقت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 گذر جس دلیں حضرت عشق کا ہو
 وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو
 کہ ہو جو بتلائے دردِ فرقت
 غمِ فرقت سوا کوئی نہیں یار
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
 بناؤں ایک عالم کو جنونی
 کروں شرمندہ دوزخ کو شر کو
 تو اک پلچل پڑے عالم کے اندر
 پڑے آفت کا حکمڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
 تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے ذرات
 ارے یار و کہو جو جس کو الفت
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
 ارے یار و کسی کو دل نہ دیجو
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
 کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
 نہ دیکھے جب تلک دیدارِ دلبر
 سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
 بے چاروں طرف فوج درد گہرے
 یہ آ کر ناتوانی نے کیا زور
 جنوں نے مجھ پہ کی اگر چڑھا ئی
 کیا وحشت نے آ کر جب مجھے تنگ
 جو آ کر مجھ کو رسوائی نے گھبرا
 پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری
 ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکے نا۔ لے
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
 کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا

ہمسوں میں اور عالم کو رلاؤں
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
 نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
 خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو
 ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
 قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
 تلے پاؤں کے پھر دریا ئے غم ہے
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے
 کیا تاب و تو ان کا مار کر بھور
 میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
 گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ
 لیا عزت کا سب اسباب میرا
 متاعِ صبر لی ہے لوٹ ساری
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
 ہے گریاں سیلِ اشکِ غم سے واہاں
 میرے پیارے بنا جاؤں کہ بھڑھکا
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیا سے
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
 مرے دل کو بچر اک دشمن بنایا

اجی جس کا ہر دامن دل سا پیارا
خدا کی واسطے جلدی خبر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
اگر آنے میں ہوگی دیر نہجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
طیب درد دل ہے گا مرا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہووے
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
لگائی تھی جو لوہم سے پیارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
اگر یہ بیوفائی جانتا میں
بہت سہم نے رگڑا خاک پا سے
سہراک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر
اگر رونا مرخوش آؤتا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچہ سارا
کہیں یہ آپ خون اپنا نہ کر لے
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
وہ جز دلدار دلبر کب رہا ہو
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھار لے
تو پھر کیوں خاک درد چھانتا میں
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
خدا کے واسطے تم بخشد بگو
کرم پر اپنے پیارے کو نظر تو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
کیا جینے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب تو کرم کر
یہ درد و غم تجھ کو بجاؤتا ہے
تیری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلہ رخ کا ترے دھیان
 جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
 تصور تیری پیشانی کا گر ہو
 جو آئے تیرے گوشِ وحشتم کا دھیان
 خیال اس تیغِ ابراد کا اگر ہو
 تصور تیری مثرگاں کا گر آئے
 دردندان کو تیرے یاد کر کے
 جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
 جب آوے یاد تیرا قد و قامت
 ترے ناز واداکی یاد کر چال
 وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
 میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
 جو ہو گلزار تن زخمِ جگر سے
 تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
 غرض جو روحنا سارے سہوں گا
 ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
 نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
 اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر
 نہ ہرگز حالِ دل اپنا کہوں گا
 نہ چھوڑوں گا کبھی الفت تمہاری
 ذرا اس ناز اور غمزلے کو دیکھو
 رہو پردہ میں یوں بانیں بناتے
 ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے
 بہت نزدیک ہوں دلے تو اے یار
 ہے بو و گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت

تو ہونگا خاکِ جل بجنکر میں اس آن
 تو ہیچ و تاب کھائے گی مرہجان
 تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو
 کروں میں گو ہر اشکِ اسپہِ قربان
 وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو
 ہزاروں برچھپیاں دل میں لگائے
 بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
 سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا چڑ
 کروں برپا وہیں شورِ قیامت
 کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
 گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر
 تو پروانہ کی صورتِ جل مرونگا
 کروں سیراب اس کو چشمِ تر سے
 نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
 نہ گھبراؤں گانے غمگین ہوں گا
 جو نالہِ نغمہ رہا رویا کروں گا
 سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
 کہ کیا گذری ہے اے دیوانے بچھر
 ہنسوں گا اور رو کر چپ رہوں گا
 اسی میں جان جاویگی ہماری
 مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو
 نہیں صورت و لے اپنی دکھاتے
 وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے
 و لے تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار
 نہیں معلوم بچھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہِ نمطِ ہمراہ تیرے
 ہے دل میں مرے پیارے سدا تو
 مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے بار
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
 اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
 حکم اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
 ولے اتنا تو گا بے گا ہے جانی
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد دل
 رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
 کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
 تبیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانے ٹھوکریں کھاؤ لگا بکتک
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
 غضب ہے تپہ بھی ملنا ہو دردِ شوار
 رواں ہووے بدن سے خون جیسا
 یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
 نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
 مجھے اس مجید سے آگاہ کر تو
 ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
 کہ اب پیچو مجھے مجھ سے بنا دے
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی
 نہیں تم بن اے اک دم گذارا
 پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
 تڑپ جی کی گٹھے ہو جی کو راحت
 کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
 سرا سر محو ہوں بس اس جستجو میں
 رہے افسوس پھر غیر و نہیں تو مل
 ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
 نہیں ہے نگر کچھ لیکن ہمارا
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب لقصیر اس میں کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
 جو کزنا شوق میری رہنمائی
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
 سنے جو درد کا طومار میرا
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
 ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں نہیں
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
 جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
 اگر چہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
 تمام امداد کریہ دس دقا ص
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
 بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

لصیبول میں لکھا میرے ہی ہے
 اثر ہے لنگ اور مہمت ہے رنجور
 گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
 سر اشکِ غم سے منہ دھویا کروں میں
 کئے جاؤں گا پر میں عرضِ تجھ سے
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
 کروں دنرات تیری جستجو میں
 تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
 جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
 نہ لافوں پر کبھی ہرگز زباں پر
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھ کو
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
 نہیں بن تم مرا اکدم گذارا
 کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ
 خدا کی واسطے رکھ جی کے اندر
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپا تا
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

نہ کراب شور و شمر ز نہار ز نہار
 کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
 لال آوے نہ شاید اسکے دل پر
 وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
 نہ پڑے گز خودی کی تو بلا میں
 خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
 تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

وہ تیرے حال دل سے ہے خبر دار
 نہ کرنعل صبر کر یہ مان میسری
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
 اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے
 رضا کم اپنی کر اس کی رضا میں
 وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے

سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

— — — — —

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد معترف بہ تصصیرات احقر متوسلین و کترین مقبلسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدوہ الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوران سیدی
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرة یونی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ
محمد امجد اللہ المہاجر محتانوی مولد المکی مورڈ الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً بالمد اللہ تعالیٰ
کا سہم الشریف امداد من اللہ علی العباد و افاضة علی طالبی الرشاد خدمت میں انخون طریقت و غلّان الحقیقت کے
عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد محترم الیہم دام ظلمہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتیاط و التذاد دوسرے پیر بھائیوں
وغیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کر کے ان کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد رہے عز و شرف :: یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

ابنی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے	بے گل خاریں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا ظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انداز تیرا	یہ کو تا ہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو کبھی اغیار تیرا
بہ رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور صحت ظہار تیرا	تو اول بنیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھ دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
ابھی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	غنوکس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کسی سے چھوٹے گرفتار تیرا
آبئی بنا چھوٹے سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچل تیرا	نگاہ کر مٹک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گر جب بہت خوار تیرا
درد یا رضا کیا کروں میں آہی	کہ وار و بھی نبری اور آواز تیرا	عرض ملاؤا کی دو اکس سے چاہوں	تو سنانی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو سو اتیرے کوئی جنیں میرا یارب کیا اپنے در سے اگر دُور اس کو گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا دلیر ہم گناہوں نے کیونکر نہ ہو میں چلا افس و شیطاں کے احکام پر میں نہ رُخو اموں جیسا یہاں حشر کو بھی خبر لے جو میری اُس دم آہلی کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب تمنا ہے اس بات کی مجھ کو بردم آہلی رہے وقت مرنے کے جاہی تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا یہ جو روح جاہم سے ہم پر ہے یارب ہنیں کافروں کو جو توفیق ایماں فنا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلی آسکی آنکھیں کریں بند جن نے آہلی مجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں آہلی عطا زہ درِ دل ہو جو جاگا سو سو یا جو سو یا سو جاگا ترا خون انعام ہے عام سب پر کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے ہنیں دنوں عالم سے کچھ مجھ کو طلب دل میں تک جلوہ فرما آہلی	تو بخار میرا میں ناچار تیرا تو موٹی ہے میں عبد میکا تیرا کھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا سنابج سے ہے نام غفار تیرا کہ ہے نام غفار و ستار تیرا نہ مانا کوئی حکم نہ نہا تیرا نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا کہاں خس کہاں بجز خار تیرا مجھے چاہیے رحم بسبار تیرا کہ دل سے زبا نہر ہوا ذکا تیرا بند صریح دل لب پہ اقرار تیرا ترا فضل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساحل زار تیرا ہنیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام تہار و جبار تیرا تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا عیان ہوں نہاں آسپہ اسرار تیرا رہوں میں مدامت دیجو از تیرا جو لگ جا محبت کا آزار تیرا کہ مرنا ہے بے درد بیمار تیرا سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا ہے شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا کہ تجھ ہی سے ویران اب دار تیرا	آہلی میں سب تجھ کو گھر بار اپنا کہاں جاوے صبا گنہ کوئی تجھ پر نہ پوچھے سوانیک کاروں کے گزرتو رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا ہوں ظلمات عصیانے ستاروشن لگے کرنے کا فرجی امید بخشش نہ ڈرو دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی نہ کوئی برا ہے نہ ہوں میں کسی کا ہنیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے میں ہی آہلی سچا تھر سے اپنے مجھ کو بدوں کو کرے نیک بکوں کو بدلو حکومت ہوئی اسکو حاصل جہانکی دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا تو کرے خبر ساری خبروں سے مجھ کو آہلی وہ جلوہ محبت عطا کر بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر بھکاری کر ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر ہنیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خوش ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر ہنیں وصل افسوس قسمت بن تیری	لیا ہے مجھ کو اب تو دربار تیرا کسے ڈھونڈو مجھ کو بولگا تیرا کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا جو ہو ہر رحمت نمودار تیرا لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا تو ہے نور میرا میں آثار تیرا کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا آہلی ہوا جو کہ ہمیشیا ر تیرا آہلی رہوں اک خبردار تیرا جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا ہنیں کرنا معمول انکار تیرا ہے وصل طلبگار تیرا بیسر ہواے کاش دیدار تیرا میں سادہ منط گرچہ ہوں جار تیرا
---	--	---	---

تو ہے جان دلیسے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا خدا آپ اپنے میں امداد آ تو زبان سے طرف دیکھ مشغول ہو تو نہ ڈر فوج عصیان سے گرج بہت تو پھر اس مناجات کو پہنچ وقتی نبی کریم آل و اصحاب سب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا ہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا درد و اور سلام ہووے ہر بار تیرا	ہوں باوصف امی قریب دُور ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم بکھ امید امداد حق سے امی کی تو خدمت میں دے ہر دم اہلی قبول ہو مناجات میری مرے سیر استادان باب پر بھی	ستاتا ہے پھر پھر خوشخوار تیرا کہ تار کھینوں بے پردہ و دیوار تیرا کہ تاجلوہ گرا س میں ہو یار تیرا تجھ غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا کہ رد گزنا ہر گز نہیں کار تیرا اہلی رہے رحم بسیار تیرا
---	---	--	--

غزل نعتیہ

کر کے شہر آپ پہ گھر ماریار رسول اچھا ہوں یا بڑا ہوں غرض جو کچھ ہوں ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سرسبز جسد تمہا عیون کے شیعہ ہو پیش حق تم نے بھی گرنے کی خبریں حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو شکو عیساں و جرم سے	اب آپ ہوں آپ کے دربار یار رسول پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یار رسول میں گرجے ہوں تمام خطا و یار رسول اگسلا نہ بھولنا مجھے زہنہار یار رسول اب جا کہا بناؤ یہ ناچار یار رسول تسا شیعہ ہو جبکا مددگار یار رسول ہو آستانہ آپ کا امداد کی جس میں	عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا اس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کئیے نہ میرے فعل برون پر نگاہ تم لیجو خدا کی واسطے اسدن مری خبر دوڑوں جہا نہیں جھکو وسیلہ ہے آپ کا گیارے ہر طرف مجھے درد و غم نے آہ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں دکھار یار رسول	ہوں امتی تمہارا گنہگار یار رسول ہوں خجالت گناہ سے سرشار یار رسول کیجو نظر کم کی بس اکبار یار رسول عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یار رسول کیا غم ہے گرجے نہیں بہت خوار یار رسول اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یار رسول
---	---	--	--

غزل نعتیہ

ذرا چوے پردہ کو اٹھا فیما رسول اللہ اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیا سا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھید خجالت سے جا کر پردہ مغربین کا جو یقین ہو جاؤ گا گفتار کو بھی اپنی بخشش کا ہو ہوں نفس او شیطاں کا حقوں سبب ہوا کم فرماؤ پیرا درو حق سے شفاعت تم مشرقی کر کے جھکو کلہ طیب سے اپنے تم	مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یار رسول اللہ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یار رسول اللہ کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یار رسول اللہ اگر پئے سخن کا جلوہ دکھاؤ یار رسول اللہ جو میرا میں شفاعت تم آؤ یار رسول اللہ مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یار رسول اللہ ہمارے جرم عصیان پر نہ جاؤ یار رسول اللہ پھر اپ نظروں سے اپنی مت گواؤ یار رسول اللہ	ارو دے منور سے مری آنکھ کو نورانی شفیع عاصیاں تو تم و بل بیکیساں ہونم خدا عاشق تمہارا اور محبوب تم اس کے لگے لگا جو تن کھانے خود بخود دیا بخشش مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمہارا امتی عاصی اگر چہ نیک ہوں یا مذنب ہوں چکا ہوں نہیں جہازت کا حق نہ لویا ہے آپ کے ہاتھوں پنسا ہر بی طرح گرداب غم میں نخلد کو کر	مجھے فرقت کی غلٹ سے چاؤ یار رسول اللہ تہیں چھوڑا اب کہاں جاؤں یا رسول اللہ ہے ایسا مزنیہ کس کا ستاؤ یار رسول اللہ کہ جب حرف شفاعت لب پہ لایا رسول اللہ گنہگار کو جب تم بخشاؤ یار رسول اللہ تم اب چاہو ہنساؤ یا بلاؤ یار رسول اللہ بس اب چلا ہر ڈباؤ یا تراؤ یار رسول اللہ مری کشتی کن سے پرکاؤ یار رسول اللہ
--	--	---	---

اگرچہ یوں نہ لائقِ دانگہ پر رسیدے تم سے	کہ بجز خود کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حسبِ کبریا تم اممِ انبیا ہو تم	ہمیں بہرِ خدا حق سے بلاؤ یا رسول اللہ
شرابِ بخیر کا جام اک بجز کو پا کر اب	دوئی کے حرفِ نود سے مٹاؤ یا رسول اللہ	بہت جھٹکا پھر ایں دلای فرقیں جن خوشی	کرمِ فرماؤ انبوت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیوارِ بارک سے مجھے اکدم	مرے غمِ دین و دنیا کے مہلاؤ یا رسول اللہ	خدا کی واسطے رقت کے پانی سے مرے اگر	تنبہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پنفسا کر اپنے دامِ حشر میں امداد عاجز کو	اس اب قیدِ دوزخ عالم سے چڑھاؤ یا رسول اللہ	

غزلِ نعتیہ

کئی میں ہوں پرے ہوں کوئے مدینہ	دے ہے رخِ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سونے مدینہ
پنپا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی	یار بے لگی دل کو تنگ دل بوئے مدینہ	ابتویہ تمنا ہے کہ یہاں کہے کیوں گرد	قربانی ہوں سر بر کوئے مدینہ
کر یہی بہت شہرِ جہانِ خوشی و دلچسپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشتِ آسماں اور ہاں بھی	جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ
دلِ عزقِ حالاتِ بے دہی ہے تہسکرتاں	تو طلی زباں ہے جو تانا کوئے مدینہ	انہارِ فیوضات میں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند دوزخ عالم سے سراسر	جو پھنس گیا اندرِ خم کیسوئے مدینہ	مخوف ہے آفاتِ دوزخ عالم سے وہ مومن	کی جسے سکونت تہہ بازوئے مدینہ
خوش آدے کر لیا کی کوئی خوشبوئے دوزخ عالم	ہے جسکے سبھی مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق ہے لپٹے ہے کلام اپنا زبانی سے	جب ہو لے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ
ایذا کے عوض دیتے دماغِ سنگدلوں کو	دل نرم تھے کیا سر و زنجوئے مدینہ	کہ پوچھتا عاشق کوئی نوبان جہاں کو	
	امداد سے مت گورِ صلواتِ اسلامی	یا رب ہوتا شہرِ نیکوئے مدینہ	

غزلِ نعتیہ

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے	صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ	خدا کے گھر میں نورہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر	شہرِ شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دوزخوں عالم کی چلے دولت
میں ہوں گادل سے تہدارِ پیر چلو مدینے چلو مدینے	کہے ہے شوقِ اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے	مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے	تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے	تو دینِ اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے	صدایہ کے میں کو کہو ہے چلو مدینے چلو مدینے	
	ہلاکتِ امدادِ ابنو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی	سجائے چاہو تو آئے برادر چلو مدینے چلو مدینے	

غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر آئینہ جو سردار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 سما پر ابر کو بر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 وہاں حضور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا حال دل بہا کو دیکھا تو کیا دیکھا
 فلک سے گرچہ لکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا اول آثر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آچھ بچھ کے سہارا
 تماشا تھے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
 رُخِ رشتانِ جاناں کی تجلی چاہئے دیکھنے
 کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
 نہ دیکھا برشِ تیغِ نگاہ یار کو تم نے
 ہماری چشم سے لعل و گہری دیکھ کے بارش
 لب و دندانِ دلبر کی ٹمک آب و تاب کو دیکھو
 یہاں نوکِ مژدہ پر نختِ دل کی دیکھ جاناہزی
 طبیعوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
 نہ دیکھا ایک بھی نم تے اگر دردِ جلدانی کو
 یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
 دلِ مضطرب میں ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا
 نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
 ادھر دیکھا ادھر دیکھا جہر دیکھا اُسے دیکھا
 اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
 ہمارے شعر امدادِ الٰہی سے ہیں ٹمک دیکھو

غزل

پکتا ہے سنگِ فطاعت پہ سدا نان اپنا
 شکر شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا
 تیجِ تسلیم پہ سہر کرتے ہیں قربان اپنا
 پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پر نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
 تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو
 طوقِ تقویٰ و رضا کا ہے گلہ میں اپنے
 بھوک اپنی ہے خورشِ پیاس ہے اپنا تبرت

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی للالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو خواب گاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر دوستی کی سہی اب کس سے توقع یارو درد و غم کا مرے درد ہی ہے نہ کوئی غمخوار آسکے غیر مرے خانہ دل میں لیے وسعت دل کی کیا کرتے ہیں سیرا لے امداد کون سنتا ہے کہوا سنی پریشانی کو	فوج غم سر و سامانی ہے سامان اپنا کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا جب ہوا دشمن جاں دل سامہربان اپنا غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا کہ خیالِ رخِ دلدار ہے دربان اپنا کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا ابو پریشاں جو سنے حال پریشاں اپنا
--	--

غزلِ تعنیہ

ہو جائے عاشق ہی رہبر کسی صورت ہے بلبلِ دل شائقِ گلرُوئے دیمبر لکھا یا کروں بس شوگرینِ نفاذ کی تیرے دی ساقی کو تیرے مجھ بادۂ انفت	ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدرسہ ہے دیکھ نہ ٹھہر گیا مضطر کسی صورت اے کاش ہوں درکار تیرے پتھر کی صورت چھوڑے نہ لبوں سے مرے ساوکی صورت	جو باوصا پہنوں کا اڑ کر کسی صورت جو لبوں پر مرد و ماہر کسی صورت ہو جائے مرا گھجی منور کسی صورت آجائے نظر کندہ اختر کسی صورت	ابو مغزور پریشاں وہیں مشکِ خن کا کھل جاو جو وہ زلفِ معجز کسی صورت
---	---	--	--

غزلِ تعنیہ

ڈگر ڈگر خدا اور ہے تذکیرِ عبث حمدِ حق میں ہو یا نعتِ پھیر میں رقم لکھو سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسوا لائی ہے باوصا بوئے قدمِ احمد آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم سیکتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت پیر کے دن جو ہوئے پیر دو عالم پیدا نورا حمد سے منور ہے دو عالم دیکھو آپ کے عنبرِ عالی کا بیان ہو کس سے توئے اسلام سے ان کے نہ رہا کفر کا نام	جو کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریرِ عبث پہلے ان دنوں سے ہے ہر بات میں تکرارِ عبث جو خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث کب خوشی سے ہے تنہی غنچہ کی تصویرِ عبث قصرِ شادابی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث پیرِ آیام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث دیکھتے ہو وہ و خورشید کی تنویرِ عبث عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث یارِ اب زلفِ تباں کی بھی ہے تکفیرِ عبث
---	--

<p>اٹھ گیا ہے کسی گلزنک کا پردہ منہ سے آپ کے بخشش و انعام کی کچھ دہی نہیں چاہے ہر عشق محمد میں مستحضر ہونا دل میں کافی ہے خیال رخ انوار تیرا جسم اپنا نہ ہوا بٹے دینے کا غبار دیکھئے کب ہو میر مجھے وصلِ محبوب شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب</p>	<p>ہے نہ رنگ رخ گلشن میں یہ تغیرِ عبث ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیرِ عبث کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیرِ عبث شمع و مصباح کی اُس گھر میں ہے تو یہ عبث اِس مِس عیب کے حق میں ہوئی اُکسیرِ عبث ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیرِ عبث منہ کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویرِ عبث</p>
---	--

غزل

<p>ہو کے بس شیفتہ نقشہ تصویرِ عبث خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میرِ عبث ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ چین و آرام بنے کس کو کہو اس کے نیچے دیکھو غنچے کو کہ آخر ہے گل پڑ مردہ بلبل سا نہ اُجھر بچر جہاں میں اتنا مارتا آپ کو تا کہ میا خود بن جاتا لطف چینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا کہ میا اپنی ہے خاکِ قدمِ بارے دل ڈھونڈنا چھڑنا ہے دو مع لے کچھ تو ضرور اے عرضی مری موزوں طبع کے لگے مسکن اِس بچرنا میں نہ بنا تو امداد</p>	<p>جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگرِ عبث مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریرِ عبث بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیرِ عبث ہے فلک سحلابِ عزت و توقیرِ عبث چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تیسیرِ عبث اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیرِ عبث دم میں ہوگا یہ ترا نقشہ تعمیرِ عبث مارا اگر پارے کو لے صاحب اُکسیرِ عبث در نہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیرِ عبث کس لے کرتا ہے پھر خواہش اُکسیرِ عبث یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویرِ عبث تیری فعلنِ فعلان کی ہے تفسیرِ عبث صورتِ بلبلِ پانی میں ہے تعمیرِ عبث</p>
--	---

غزل

<p>ہو کے میں شیفتہ زلفِ گردہ گیرِ عبث ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیرِ عبث گردشِ بخت سے اپنے ہیں سنا لے ہم آپ</p>	<p>لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیرِ عبث جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیرِ عبث پھر تو پھر پھر نہ سنا اے فلک پیرِ عبث</p>
--	--

<p>پاہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پچسیر عبث اب شہادت میں مری کرتے ہوتا تیر عبث تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث زلف پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنگہ عبث لوں گا سینہ پہ بجائے کا تیر عبث تو رواں کرتا ہے فر باد جوئے شیر عبث چرخ پر راتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث</p>	<p>آپ کی جبین جبیں ہم کو سلاسل بس ہے سرکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر کف تیغ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی صنعت تن سے ہوں ہوا سانہ چمنسوں کا ہرگز خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور قوس ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو عشق کہتا ہے کہ نہ لہو کی جاری چشمِ بد میں دل بند خواہ میں مار لے امداد</p>
--	---

غزل

<p>سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث ایسے جہان کی کیوں کر کروں نخبیر عبث کب ہے نالہ مرا پابستہ زنجیر عبث اکو کین تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث یار و پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث</p>	<p>گرچہ ہر مارا بہت سب گئی تندریر عبث قیمت اٹھی نے مری لاسے در سے الطاش دل میں آئے غم دلیر تو رکھوں آنکھوں میں اُن کی زلفوں کے تصویر میں ہے یہ آہ و فغاں ضرب اک مار تا خسرو کے دل سنگین پر مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں</p>
---	---

غزل

<p>اول قدم پہ جسکا یہاں سر قلم نہیں موجود کب وہ ہو ہے جو اول عدم نہیں مخمر تیرے دور سے پرا یک ہم نہیں کیا تھجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں ورنہ طریق یار کا جو روستم نہیں گرمی مہر و ابر سباری سے کم نہیں غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں</p>	<p>نام اُس کا دفتر عشق میں ہرگز رقم نہیں بے مرگ زندگی وصالِ صنم نہیں ہے کون سا قیامتِ ترا جس پر کرم نہیں کرتا ہے تو کب تو دل کو جو میرے ذبح ہم پر جفا و جو جو کچھ ہے نصیب سے پھولانہ تجھ عشق مرا اور نہ چشم و دل نگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر اے شمع جان صحبتِ پروانہ مفتنم</p>
---	---

منعم نہ کر غرور کہ بازارِ عشق میں امداد رکھ کے سرنہ اٹھا دے یار کے	جو نقد جان پر بسننِ دلم و درم نہیں اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں
---	---

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں گر تختِ حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر مثیل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر ہے بود گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربطِ آہ اے دوائے نصیبی کہ بلنا نہیں نصیب رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا دامِ بلا میں کس کے تو امداد جا چھنسا	ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں اقلیمِ عشق میں شہِ مسند نشین ہوں میں باوصف ایسے قرب کے بس دور میں ہوں میں پھر ڈھونڈنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں سنا بہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں آجا نظر کہیں کہ دم واپس میں ہوں میں مُرت سے جو پتہ تیرا پاتا نہیں ہوں میں
--	---

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم خانہِ شہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں میں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے چھستے دلم میں چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا مُرخِ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں بھنسا ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو سہاری نگر سے بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ہیں کفنِ بردوش سر بر کفِ تامل کیا ہے پھر بالِ باں اپنا ہے نشترِ ہر جنِ موسے لہو قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک و اعظو زہر و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں ولے	آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی جنسیاد ہم پریمی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدستِ باد ہم چھوٹ جاتے گرفتس سے تیرے اے صیاد ہم ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم بھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم ذبح کرا حسان ترا مانینگے اے صیاد ہم گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم قتل کریم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم ہے رواں خود کیا کریں پھر جھکواے فساد ہم ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آ باد ہم اور یہاں رکھتے ہیں جز فضلِ حق کچھ زاد ہم اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم رکھتے ہیں سرِ باب میں اللہ سے امداد ہم
--	---

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہونے جاتے ہیں بس برباد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
بارغ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
دراغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے برے
بے نشاں بے نام ہیں دیشاں میں اور میں نامور
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
شادی دغم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے برابر ہم کو قہر و بجز و لطف وصل یار
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی محذور بانہ بڑ
ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام

یا الہی کس سے تجھ بن جا کر میں فریاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
آپ ہم قہری ہیں اور میں آپ ہی شمشاد ہم
آپ ہی ہم گل ملیں اور میں بلبل ناشاد ہم
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فریاد ہم
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں : مع اضداد ہم
جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم
میں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
غم ہے شادی میں میں اور غم میں میں شاد ہم
ہے مساوی ہم کو گرہوں شاد یا ناشاد ہم
عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
بڑ سنہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
اور نسپر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

کہ یہ وہ درد ہے دل میں رے دریاں جاں ہو کر
ذرا توجہ و گرمہ جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شاد جاں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشان ہو کر
 نکل کر بہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر
 لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
 کہ صورتِ اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
 کہ دل کے دل میں بہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر
 دکھنا ناداغِ دل ہے سیرِ ہم کو بوستاں ہو کر
 درِ جاناں پہ آٹپٹھا ہونے نقشِ آستاناں ہو کر
 پڑا ہو جب کہ آد پر ترے بے خادماں ہو کر
 مریضِ عشقِ تیرا آٹپڑا ہے ناتواں ہو کر
 کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر

نہ کیوں ہو تخمِ ملکہِ خاک میں سر سبز و بار آور
 نکالیں بجز الفت سے درِ مطلوب و جن کے
 اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
 ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آسکے کو نہ کر
 ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
 ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
 کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
 کہاں جائے کسے ڈھونڈنے نہ ہو جس کا کوئی بھجن
 ترے قربان پیارے منت اٹھا امدادِ کور سے
 لے ہے گوہرِ مطلوب بجز عشق سے اُن کو

غزل

بندہ ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں
 جو کچھ کہ ہوں پہ عاشقِ ماہِ جیبیں ہوں میں
 سب کچھ ہوں اور جو بوجھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
 عالم میں سیر کرتا ہوں خلوتِ گزریں ہوں میں
 درِ درِ پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
 مسکینِ غریب و عاجز و اندوگین ہوں میں
 انگِ شترِ خلق میں مثلِ نگین ہوں میں

صوفی نہ شیخِ عالم مسند نشین ہوں میں
 عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا ہوش
 گننام بے نشان ہوں ذیشان ہوں نامور
 ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
 سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصحِ اس لئے
 منتِ کز کوۃِ حصن سے محروم بہر حق
 گرچہ ذلیل و خوار ہوں امدادِ ساو لے

غزل

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے
 کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے
 کہ واں آبِ دمِ شمشیر یاں نشنہ دہانی ہے
 کہ پہنچانے کو کعبہِ وصل تک مر کبِ خانی ہے
 نہیں لانا زباں پر کیونکہ خوفِ لہنِ ترائی ہے
 گردہ میں اپنے نامہ کی شکایت کی کہانی ہے

تپِ غم سے جو دیدہ تر میں ہونا خشکِ پانی ہے
 ہوا بازاری شوقِ ابِ گرم ہے وہ شمعِ کس جا
 نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
 نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سارا لگاں جاتا
 میں طورِ عشقِ پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
 ادب بند زباں بے عرضِ مطالب میں مری ورنہ

ہمارے کارواں میں کب ہے برس قبل وقل ایل
 ہے آوازِ جبرس گویا جگانا رہزنیوں کا بس
 صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اُسکا قیامت تک
 جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
 غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امدادِ الہی سے

کہ راہ کشف میں گمراہ دلیل طے لسانی ہے
 زباں کا گھولنا غارت گرسر نہانی ہے
 جہاں خامہ سے دائم شمل دریا در فشانے ہے
 کہ اپنے رنگ پر سرفرت بقیاصاف پانی ہے
 حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ بھراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
 حریفِ نفس کب ہو عقل جو بھر معانی ہے
 ہے اپنا طلق ہر نکتے میں سونگِ شکر رکھنا
 ہے بے دردوں سے اپنے درد کی گنی دوا ایسی
 نہیں ہے کسرتاں ہونا مقید بند عزت میں
 گل آسا صحیح پیری میں وہ بے حسرت کھمیا زلے
 جو زرا آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
 لئے جاتا ہے کوثر سا تھ صحرائے قیامت میں
 ہمارے جرم سے چلے بر جہیں کیوں عفو ہو اُس کا
 سکے ہے دیکھنا بادیرہ کثرت نور وحدت کو
 نہ کیوں ہوزنگ آئینہ کا ریسر سونے روشنی گہ
 عبت کھاتا ہے مکر زہیں غم سخت انسان کیوں
 بڈاری قبر سے گروہ نہیں شکوہ ہیں اُن سے
 بلاویں مہربانی سے بڈاریں کچھ نہیں شکوہ
 مثال جان و تن ہے بچھیں اہیں قرب چھوڑ دی
 نہ دوناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانے ہے
 کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
 حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے
 کہ نوک خار پا کو نیش کز دم سے اٹھانی ہے
 مثال امم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
 جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے
 جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
 کہ جو اشکِ ندامت سے لٹا گھو نہیں پانی ہے
 کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے
 کہ حرف و صمیم ہر اک شاد روح و معانی ہے
 مجھے زشتی سے حاصل کچھ مقصود جانی ہے
 کہ تابِ خور سے پتھر میں غزلے لعل کافی ہے
 بلاویں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے
 ہمیں اُن کی بصورت بجا مرضی کو لانی ہے
 نہیں کھلتا ہے الے امداد کیا ستر نہانی ہے
 اجی الے دل تمہیں کیا علات ایذا رسانی ہے

غزل

رات میں دن دکھا دیا کس نے میرے دل میں سما دیا کس نے روتے روتے ہنسا دیا کس نے شورائیں کا چچا دیا کس نے سرسے پانک جلا دیا کس نے شہرہ میرا اڑا دیا کس نے ایک کو سونبلا دیا کس نے حسن پیلے دکھا کے اے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں دھونڈنے نکلے آپ کو کھو یا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے نغمہ سردی سنا کے ہمیں عشق معشوق عاشق اک کہہ کر اول آتے عیاں نہاں ہو کر بہنتے بہنتے جو دم میں رونے لگی تجھ کو مجھوں بنا دیا کس نے	رخ سے کا گل اٹھا دیا کس نے عزیز اور فرتی سب کو پانہ سکین اب گرگیاں ہیں برق حسن دکھا پے نہ عالم میں وہ نوعالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں نونا نام و نشاں مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام
--	---	---

غزلیات فارسی

بیاطی شاہ کو نیم ظاہر خوار میگردد انہیں در بحر و برد کوچ و بازار میگردد چو میں با این نہا نام ز زمان خوار میگردد مگر خودم گودغا نہ خمار میگردد میان و رخسار دل امداد را روشن	امرا بطیست جاہان چو نور و نور لغوی آن بچہ خود بدستم کطرہ باجر ای اسن چو شد منظور قتل من تغافل چیست اقبال مرانا فخر خواہ شد نصیحت نا صماہر گز کہ عکس نوبے کیف ہے انوار میگردد	اگرچہ بیخودم دلم ہشیا ر میگردد چو دیدم دلمے خوش را بر ہلنے بہرنگے ز چہشت سے بیخودم اداں سید را بہر ہل تنہا شرب شوق عالم را تو می طلی دی غنچی
--	--	---

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبھوی

چو آمد ساقے مشکل کشا دشوار کارِ من صبا آور دچوں بوئے گل وصل نگارِ من محمد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد یا این شکرانہ برویدہ نہادم پلئے قاصد را چو من منظور جذب اشتیاقم در حبابِ تو پس از مدت برآمد زدی جان و دل یعنی بے ذوق حیات من بسا تلخ از غم ہجران بدیدہ گریہ لب نالان بجانم سوز تن لرزان ببین گریہ من خنداں و ہم درخندہ من گریاں گے گریاں و گہ خنداں گے حیراں گے نالان	بیک جہر ز مے بکشود عقد و لنگارِ من بر آمد بر ہو ائے شوق این مشتِ غبارِ من کہ آمد خاکہاں نامہ ز کوئے شہر یارِ من و لم حیراں کہ با شد بر کلامی جاں نثارِ من کہ از نامہ منور کرد چشم انتظارِ من بجرم دوستان گوید و لبس عز و وقارِ من سحر گردید از ہر خط شہا بجئے تاہ من خوشا این طالع شیریں کہ گشتہ سنگسارِ من ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من بہا اندر خزان بود و خزان اندر بہارِ من بجز این شغل یک لحظہ نہو دے روزگارِ من
---	---

غرض جزو کر دو فکر تو نہ بودے پیسج کارِ من یہ ایک رفت تمہائے دل اندوہ گارِ من کہ از یک جز عہ زان مے برد کل رنج و خارِ من با حسا نیکہ یاد م کروائے پروردگارِ من بماند در ولت یاد دل امیر وارِ من ارسدائے کاش جائے نامہ آن نامانی نگارِ من	میکرد و بیان شوق وصل و شکوہ ہجران کہ آمد نامہ خوش ناگہاں صل علی احمد آدائے شکر آں ساقی نہ گرد و از زبان و دل بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیبِ حرق ز لطف چشم آں دارم کہ دایم چمن جاری کنم تم سحریرائے امداد تاکے شوق وصل او
--	---

عزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چونکہ ہوں کونے تو کر دم چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گزرفتم در سعی طواف و حج عظیم بقاسے در عرصہ عرفات بپا حشر نمودم	دیدم رخ کعبہ در کردے تو کر دم در گردن خود سلسلہ کیسے تو کر دم ہر سمت تمنائے نیکوئے تو کر دم چوں یازن آں قلمت دلجوئے تو کر دم	نور بزم گریبہ بہ پیش نظر شد سر میرید عالم پے بوسہ حجر اسود لبیک و دعا خواں تمہ مخلوق بعرفات قربان سر خود من بسر مویے تو کر دم
---	---	--

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب شون حق بانو بودے ابن عون نگر انعامت اے شاہ کرم نیرت توشیح شکر کنوں محتاج محنت	رحمت حق بر تو باد از روز و شب با خوش از تو غزلے برد و کون ہست جاری و انما بر ہر ام عین رحمت بر کشائے نیک بخت نام حمد و ثنا چو خوار ہی اے امیر	یابگی وارسائش را در از دوست خوش و شمت بر باد باد ای دعا گو ہم ز خوانِ عام تو در دما کن جاری وہ لقبہ مرا حرف آدل از سر ہر مصرع گیر	فیض بخش بر سر اہل حجاز اہل حرمین از تو بس دل شاد باد بود نعمت خوار از انعام تو نعمت داریں بخشند حق ترا
---	---	---	---

شجرہ قادریہ فیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق خداوند بحق ذات پاکت بانگہ اسمہ احمد محمد بحق مرتضیٰ شاہ ولایت	بذات تو سزا در ست دلائق پذیرا کن مناجاتم بر حمت امام انبیا سلطان سرمد خداوند انمارہ ہدایت	پس ہمد و ثنا صلوات سجید خداوند بحق شاہ لولاک عطا فرما طریقت با شریعت بحق شیخ حسن بصری الہی	بدرگاہ تو بندہ عرض وارد مرا کن از غم دنیا و دین پاک دلہ روشن کن از نور حقیقت ز سر خوش کن آگہ کما ہی
--	--	---	--

مرا از قید استی وہ رہائی	بحق حضرت داؤد طائی	دعای بفضل خویش گزین	بحق شیخ حبیب عجی شہ دین
تباتم وہ براہ نیک بختی	خداوند بحق سہری سقطنی	مرا محفوظ دارا ز شہر چرخ	بحق خواجہ معروف کرخ
بکن بر عاشقان خود تجلی	بحق خواجہ بو بکر شبلی	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بحق شہ جنید آن شیخ بغداد
بکن بازار رحمت خویش مایوس	بحق بو الفرج آن شاہ طوسی	خداوند کن از اسرار آگاہ	بحق عبد واحد بو الفضل شاہ
بکن محو از دل من الفت غیر	بحق بو سعید آن شاہ بو الحیر	بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق	بحق بو الحسن ہنکاری با حق
ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے	بکن خالی مرا از ہر خیا لے	حی الدین غوث قطب دوران	خداوند بحق شاہ جبلاں
مزین کن مرا از دین و تقویٰ	بحق شاہ زین الدین والا	بدہ چالا کیم در راہ عشاق	بتاج الدین شاہ عبد رزاق
بہ نام بردرت دائم جہیں سا	خداوند بحق شاہ موسیٰ	مشرف ساز از دیدار مطلق	بحق شیخ یحییٰ زاہد حق
بمکب معرفت کن شادا مارا	بہ عبد القادر راسی الہسا	مرا کن عزق در موج معانی	بآن عبد الوہاب بحر ثنائی
بگرداں مدقم در خاک میزب	بحق شاہ مولانا نے مغرب	نشان ماسو اگزار در دل	بحق احمد قدسی عاقل
پناہ خواہم بتواز سر خناس	خداوند بحق شاہ الیاس	دل مرا کن ز حب غیر خالی	بحق شاہ عبد الحق عالی
عطا فرما مرا عرفان بے حد	بحق بو محمد شاہ محمد	بکر یہ چشم را دہ عشق با ہم	بحق حضرت قمیص الاعظم
جمال خویش چشم ساز شامل	بحق شاہ عبد الحق کامل	مدہ درد و غم و سوز نہانی	بحق شاہ محمد غوث ثنائی
باسرار لہتی ساز آگاہ	خداوند بحق رحم علی شاہ	بوصل خویش مارا دار مشتاق	بحق شاہ سید عبد رزاق
متور کن دل از نور بیحد	بحق حضرت نور محمد	شہیدم کن بہ تیغ عشق ثنا ہا	بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا
بجملہ اولیا ابدال واقطاب	بحق آل و ازواج و صحاب	مرا ہم در طریق شان میراں	خداوند بحق جملہ پیراں
آلہ العالمین مارا نگہدار	ز دست نعل کافر کیش خونخوار	بعشاق و عباد و بز ہاد	بغوث و فرد و ابرار و باد تاد
بیاؤ جلد کن امداد اللہ	بہیساں میشوم بر باد اللہ	اگر میرم بدہ یارب نجاتم	بخود مشغول دارا اندر حیاتم
مرا ہم از دعائے یاد آرد	بیراں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	بوقت مرگ کن بالآخر انجام	خداوند بایں پیراں عظام

رباعے

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھیچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو	اسب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو
عیدی	
عید گاہ ماغر پیاں کوئے تو	انبساط عید دین روئے تو
صد بلال عید قرپانت کنتم	اے بلال عید ما بردے تو

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
 بعد حمد و صلوة و اقیات و بتقدیم سلام و تحیات مؤدت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدر
 ایشان حقایق آگاہی معارف و سنگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدد
 مبرہین و مکشوف باد معاضد سانی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یا آدر بہا فرمود
 بلحاظ ہم مشربی و ہمطریقی در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود ماینتعلق بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش
 مبالغہ رفتہ محذوم فقیر این لیاقت کجا دار و خود را در زمرہ عارفین حقایق شناس کجای شمارد کہ متصدی
 چنین امر خطیرہ گردد۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و بیجا ہاگتہ فرستادہ
 لا علاجاً متثالاً للامر قلم برداشت و ہر چه حق است در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت و اللہ الموفق و المعین
 رجائی بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یا بندہ ہوشند بلکہ باصلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر بہجدان
 راجز منصب ترجمانی بیسج نیست۔

آغاز

فقیرہ مانوڈ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان
 وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را الملحد و زندقہ میگویند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچنان
 میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ما اول میدانند تاویل و آن جو خود دیگر لے رانمی شمارند و مولوی رشید
 احمد مولوی ذمہ یعقوب صاحب نیز ہمہرین مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میارند
 خلاف مشارح چشت سخنان می گویند

جواب

تکلمہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حقی و صحیح است در این مسئلہ شک و شبہ نیست معتقد فقیر و ہر مشائخ

فقر و معتقد کسانیکه با فقر بیعت کرده و تعلق میدارند، پس سزاوارست مولاوی محمد قاسم صاحب موعود و موعودوی بر سر اهل
صاحب و موعودوی محمد تقی و صاحب و موعودوی احمد حسن صاحب و معیرم از عمر این فقیران و تعلق با فقیرانند
، بیگانه خلاف اعتقادات فقیر و خلافت مشرب مشایخ طریق خود مسکلی نخوانند پذیرفت مگر با اعتماد کیفیت است قلبی که بنده را از
کمال علم و یقین صدق برامری در دل مستحکم گردو این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله وحده الوجود
چنان نیست بلکه در خیانه تصدیق قلبی و متین و کف لسان واجب است چرا که اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد
اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق با قرار ضرورت اینجا فقط تصدیق باید سولگی آن در استفسار
این مسئله فایده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا
عاری اند قوت درک آن نمی دارد و چه علماء بلکه صوفیایمکه هنوز سلوک خود تمام نکرده باشند از مقام نفس گذشته بمرتب قلب
نارسیه از این مسئله ضروری یابند و از کفر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاه اباحت و قور ضلالت سرنگون می افتند بلکه گروه با
افتاده اند کما شهدنا هکده نعوذ بالله من ذلك جنابیم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیب می دارد و
بعضی را هادی و بعضی را مضل هر چند لغت خوشگوار است اصحاب از ان لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق
شمال او زهر قاتل برای همین فرمود من مراح اسوار الربوبیة فقط کفر استار آن لازم افشای آن ناجواز اول
کیکه در این مسئله محض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آن بهر این واضحتر
گردن جمع موهلان تا قیام قیامت منت نهاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر مهربودی قدس الله
سره هم معروم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از دهر سیدند گفت نهوزندیق کردمان از صحبت او احترامی کرد و من چون وقت
یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود صحت قطب الوقت من صحت ذلی الله به مردمان تعجب
کردند پرسیدند که چرا او را زندیق گفته ما را از استفاد محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما مجذبه قوی
داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای
اسرار بے اختیار شده اگر شما در محبت او میر سید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم
شما می آمد و عوام را زیان دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا خود باید فرموده که مردمان را چه می رسد
که با کسی او ناکس بازار مسئله وحده الوجود گم داریم و عوام را که بنودی از ایمان تعلیدی میدارند از ان هم بی نصیب
سازیم در اینجا گفتگو حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن است معارف آگاه هارای همین احتیاط
اجباب فقیر شل فقیر زبان از این قبیل و قال لبت میدارند و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتاویلات می نمایند
مانا کار آن مسئله نگردد و بسیار مردم بدتادین از این مسئله سریشی برداشته جلسهای آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را
گمراه می سازند چنانچه مشایخ می افتد پس از این قبیل و قائل چه فایده اگر بیاید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق دنهد

۲

و کثرت ذکر و فکر محرمیں باید فرمود و در آن باید گوشتید پس ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردید خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود در سہمی میکند و **الذین جاهدوا فینا لنمھنھم مھینا** غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا تحقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این را رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیارست خدا لے تعالیٰ ما واجباً ما را شما واجباً شمارا در این راہ از ذلالت پاکندارد۔ پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس اللہ سرہ الہی میگوید **قطعاً** از ساحت دل غبار کثرت رفتن بہ خوشتر کہ بہ زہ در وحدت سفتن بہ معرور سخن مشکوک توجہ خدا لے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در تحقیقت این مسئلہ نگرییم جز حیرت و وحشت برون فنا در فنا بیچ بدست نمی آید چہ خاک نویم کہ چنین ست و چنان ست سخ آن سوختہ را جاں شد و آواز نیامد ناطقہ و تشریح ای اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بیند با مردمان چہ توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیز لے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و فہماند اگر حیا نا گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد و اللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

فقہہ و بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

۳

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ او ست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ او ست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس این مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ فیقرای ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتندی شود چگونہ نوشتہ شد کہ گویم اگر بگردین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق فہمانندہ آنکہ کائنہ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و در آن حال بدست ادا گردن و بند و گویند کہ آچنین بود گوید ہاں چنین بود اینست تعہیم بہ تمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاہی پس آیندگان تا فاضلہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع تشک کہ گرد و اسرار یکدینہ بسینہ می آید و الہ العلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشاود دانستند و گفتند ما آن کہ سائیم کہ ماہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است تحقیقت حل انیت تعہیم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کردہ است با وجود آنجناب استفساری فرمایند و انکشاف چگونگی آن می خواہند اعلیٰ جاً متناً لا لامر بلیدی ایضاح آن ضروری افتاد تا خاطر نشین آن حقایق شناس گردد و وطنیان دست در آوردن نمایند خنصارش اینکہ از بیان ما سبق میریزن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آن نگاه معلوم کرد که طالب از محنت و دشواریها و محاربت استغفران و ترک محاربات مابعد از خودی خود دور شود چون از خیال خود گذشت بیخ شئی در نظر او و خیال او نماند همه استی حق میانه کند و تنبیه از نظر سالک تقدیرات و دستهای بر سر او مرتفع گردید جز خدای تعالی نه بنید و بنییر کرد و بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هر چه بنید خدا بنید بود و کفین چه معنی انا کوید

این مرتبه را فنا در فنا گویند این گفتهها را زنی نباید فهمید بلکه نانی میگوید مولانا قدس سره است -

فی که هر دم نغمه آرائی نمی کند؛ فی الحقیقت از دم نانی کند؛ بے فنائی خویش بے جذب قوی؛ یکی حکیم وصل را محرم شوی ایضاً عارفی گفته تو مباش اصلا کمال اینست و پس؛ تو در آن گم شو وصال نیست دلین - از این وقت خود خبردار سلطان الانبیاء صلی الله علیه و سلم لعی معنی الله دقت لا یستغنیه ملاف مقرب و لانی مرسلس و از خواص امت دی گفت باید ببطائی سبحانی ما اعظم شأنه منور علاج انا الحقی این همه از این همه باب است با وجود این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان بعد در مرتفع نه شد پس چند در حالت فنا می شعور در نظر سالک نماند باشد زیرا که چون از بے شعور بے باز شعور درآمد و است که من از خود بیخبر شده بودم مثل آن آیین یاره که در آتش سرخ شده نغز که من آتشم انکار این قول دے کرده نمی شود اما واقعی آتش نشده است این حالتی است بر پاره آئینی حاضر شده و گرنه آئین آئین است آتش آتش این است کما از حقیقت و حده الوجود در دنیا کیفیت عینیت و غیرت اندک دانستن از واجبات است تا آنکه از این آگاهی نه باشد کیفیت و حده الوجود مفهوم نگردد و درزش مراقبه همه اوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بندد و کسانیکه بجز خواص در مسئله حده الوجود در زندگی افتاده اند از نا دانستن مسئله عینیت و غیرت بوده است بر که اذل پیش در امریه تحقیق دانست دانستن همه مسائل بر آسان گرد اگر چه تحقیق این مسئله عینیت و غیرت متعلق است بدانستن تنزلات سنه آفاق باطنات آن همه پرداختن نمی تواند مختصری نگار در آن انیکه در عبودیت و غیرت دهر دو ثابت و مستحق است آن بوجهی و این بوجهی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال ینمایند الاضداد ان لا یجتمعان صحیح است اما این دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین را جامع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجماع آن جائز است مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازاً از روزه استعاره میتوانند شد و این سایه را که ظلمت نام نهاده شد بانور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس ازین تمهید معلوم شد که در عبودیت و غیرت حقیقی لغوی نیست و هم غیرت حقیقی لغوی نیست - اجتماع این بر دو ضد در شئی واحد محال است که پس ضد که در علم معقولات ممنوع واقع شده آن بمعنی لغوی است نه اصطلاحی این قوم محققین از پنجیت جامع الاضداد اند که دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

معنی لغوی نیست زیرا که اجتماع صدیق لغوی نزد ایشان هم محال و لا يجوز است بمثال دیگر تفهیم اینکه اگر شخصی گرد آید
 خود آئینه با گذار در هر آئینه بذات خود و صفات خود کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون
 و هر هیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریه شخص در عکس هویدا میشود از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی
 است اگر لغوی بودی هر کسینتی که بر عکس گذرد بر شخص گذشته واجب گشتی چرا که عکس در هر بار با آئینه است این کثرت در وحدت
 شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر و نجس نمیشود بحال خود دست و ازیں
 نقصانات منزله و مبراست ازیں و غیرینت حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق
 شد بدانکه در عید و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد غیریت بجمع وجود انکار کند لکن در ذمق است ازیں عقیده در عابد
 و معبود و ساجد و سجود بیگونه فرقی نمی ماند این غیر واقع است نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق
 و مخلوق اعتبار کنند و هیچ نسبت و تعلق عینیت و عید و رب جز نسبت خالق و مخلوقی ثابت نه نمایند مثل نسبت کلال
 باظروف اگر کلال میر و ظروف ساخته او بجائے خود مانده بسبب غیریت لغوی است در ظروف و کلال این تم غیریت در
 عید و رب باقی نیست بدین غیریت که قابل اند علم اظا هر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شده حی ترند که عید
 و رب یک میشود نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گایس این آن نشد آن
 این نگردد عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدم
 بیت جا می آید: هر مرتبه از وجود حکمی دارد: که حفظ مراتب کنفی زندقی و بمصدق مزج البحرین یلتقیان بینهما بئزخ لایبغیان
 همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجایک تمثیل لطیف یا دلائلی بنده قبل وجود خود باطنی خدا بود خدا ظاهر بنده گنفت
 کنزاً معقیا برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتایج علم الهی اند در ذات مطلق مندرج و معنی بودن و ذات بر خود ظاهر بود چون
 ذات خود است که ظهور خود بر نوح دیگر شود اعیان و بلباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود
 از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه
 چون تخم باطنی خود را ظاهر نمود وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر نور بینی تخم بلباس
 شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجهی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته
 می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیدا واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل
 تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر است و جوها غیریت هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد
 از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی
 بالفعل و بالقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید فهمه می فقهه جلاله
 حکمته و عظمت شانه بیت تر از دست بگویم حکایتی بے پوست و هم از دست اگر نیک بنگری همه او است

فانہ - چوں نسبت دو جهت در وجود رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای الہیۃ از مرتبہ پست ترین نزول محمول
 و قریب و وصال در سیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہاضور افتاد آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
 وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي عبادت کردن اہنی عبد شدن است و حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دم الوہیت خود تماماً و کمالاً بگذرد و بدین مرتبہ نرسد بنا بران
 مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصن نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی و راستی بظہور
 رسد چوں اول بصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بہ ترقی آرد دل از خطرات بایسند وقت مراقبہ
 لا موجود الا اللہ در آمد چوں درین مراقبہ از مہ اوست انما ض نظر کردہ مہ اوست را پیش نظر دارد درین
 استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جزا دست بے خبر گردد شعور این بی خبری ہم نمی ماند بنید ہر چہ بیند
 داند ہر چہ داند گوید ہر چہ گوید معذور است - اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش
 گرفتہ لغرہ انا النار و آنکہ بالقلب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غور است اہنی در
 حالتیکہ آہن پارہ خود در احوالہ آتش کردہ انضیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آست کہ آتش بر خود مستولی گردد
 و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے ترک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست
 اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحتہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و مہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک
 است بوی شرک باقی است وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا عِلْمٌ اَنَا اِلٰهًا عَالِمُنَا گرانی قدر از فقیرے مہا با طول سانی کرد چہ کند کہ
 بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا
 گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد دارد ورنہ باز فقیر را نیاز از رند و اسلام
 وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ

درین مشہد بگویائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم
 محررہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ در مقام خیر البلاء کہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا



نومو مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوالہائی سال تین تین مہینے میں روز کاسن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ
 ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تغلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور
 سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخرین اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کوٹ بدن دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشہ نقا میں سرشار تھا
اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت و بحال و تربیت طالبان
خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ
روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنّت المعلىٰ و مقبرہ اہل
مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب دہاجر کے رکھے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ واقعہ یہ ہے کہ
ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم و دیکھا ہوگا۔ اللہم ارفع درجتی فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہم لاتحر
مناجرہ و لا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ حقیقے نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حَتَّىٰ وَخَلَّ النَّحْلُہُ کہ قول
اولیاء اللہ لاموتوں سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت
ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اس پر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ
عنه رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ۵

آئینہ ہستی چہ باشند نیستی : نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت
ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ و رفعتنا مکاناً علیاً و حدیث کشان مسک کے رفعت منزہ کی طرف
اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیتہ مقصود رات فی الخیام نیم جنّت ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الایوان
البیاض و احوذ و اردبے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح و رتہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و
تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے بچم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
بدولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر تحقیق نہیں بڑی دلینس
ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم ثنوی شریف کے مضامین میں ذکر حسب قول اہل
حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہرہ کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی
معنوی ہے اور حسب آیتہ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ
کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے
ظہور مضمون لاسخاف و لاتخرونو کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی
ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب
میں ارشاد نبوی ہے یراہ المسلم او تری لہ و الحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت و شرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو، اور خالص اسی ذات اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی و طہارت قلب ہے جب تک انسان علاقہ دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کرے گا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیل عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ما حاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی** کی ذات ایک ایسا چشمہ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل و غش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے قول و فعل اور تعلیم و تربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیر نظر کتاب **”کلیات امدادیہ“** حضرت اقدس کی تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالہ امداد غریب، ارشاد مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفہ العشاق، غذائے روح، در و نمناک، گلزار معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ



DIU03813